بڑا الصلی لو

رنگ ڈھنگ کا معنی خیز ناول

یعنی

میٹھی چھری

بیرون ملک کی قرضداری و بربادی اور اس کے عشق و گرفتاری
کی سلیس عبارت میں بیان کیا گیا ہے پڑھیے اور سبق
حاصل کیجیے۔ نہایت پر مذاق ہے

مصنفہ

محمد سجاد حسین صاحب اڈیٹر اودھ پنچ و مصنف حاجی بغلول
احمق الذین۔ طرحدار لونڈی۔ و مترجم دھوکا طلسمی فانوس وغیرہ

حسب فرمائش

اس بھیا گو منیجر بھارگو اسکول بکڈپو نمبر ۱۔ امین آباد پارک لکھنؤ
مطبع شام اودھ لکھنؤ باہتمام محمد

اگر آپکا کتبخانہ ان کتابوں سے خالی ہو تو جلد منگلیئے

اورنگ زیب و چھبیل کماری ۔ ایک بالکل اچھوتا راجپوت [illegible] کا تاریخی قصہ حسن و عشق کے نیرنگ اورنگ زیب کے جوش اسلام اور راجپوتوں کے رانا راج سنگھ کی قومی حمیت کا دلکش مرقع نہایت ہی سحر بلا کا حسرت خیز فسانہ ہے قیمت ۸ر

نشتر ۔ ایک بالکل نئی فارسی زبان کے قصہ کا ترجمہ بہت ہی حسرت خیز و پُراثر فسانہ نہایت فصیح بے حد دلچسپ انشا پرداز قابل دید ہے قیمت عہ ر

فریب حسن ۔ نفاست و دلچسپی میں یہ ناول ایسا ہی لاثانی ہے جیسا نتیجہ خیز ہونے میں بے نظیر محبت کا بے نظیر نقشہ جگر سوز آہیں شوق و درد عمل سچائی اور نیکی غرضکہ مجموعہ عجیبہ دلکش پیرایہ میں دکھایا ہے کہ اسکی مطالعہ کرنیوالی آنکھیں اسکی تعریف نہیں کر سکتی ہیں قیمت عہ ر

وکٹر ولینشا ۔ دہی ہر دلعزیز ناول بھولی ہی جادو نگار مصنف کی تصنیف ہے جسکے ہر صفحہ پر جادو بھرا ہوا ہے ۔ قیمت عہ ر

محبت فرنگ (ترجمہ برانڈ اشپیچر) اسقدر حیرت خیز کہ صرف ایک صفحہ پڑھیے پھر بغیر ختم کیے چھوڑنیکو دل نہ چاہے گا ۔ عہ ر

الہ دین و لیلی ۔ اشار آن منگیلیا احترم سمرا کے حیرتناک واقعات و محبت رشک کے دلچسپ حالات ناول کے پیرایہ میں ایک مفید سبق ایک طرف دولت حسن سے لطف چوری کی ترکیبیں ایک طرف قناعت دوسری جانب طمع ۔

فسانہ آزاد ۔ ترجمہ ہندوستانی ناولوں میں ایک مشہور فسانہ ہے قیمت عہ ۔

سیر کوہسار ۔ رئیسان خام کار اور انکے احباب غدار مکار کی حماقت اور چالبازیوں کا نمونہ ایک رئیس کی بیوقوفیاں و مصاحبین کی ابلہ فریبیاں اس انداز سے درج ہیں کہ باید و شاید فسانہ شہیر سراپا عبرت و نصیحت ہے ۔ مصنفہ سرشار ۔ قیمت صہ ر

خدائی فوجدار ۔ ڈان کوکساٹ ملک اسپین کا ظرافت کے پیرایہ میں سراپا نصیحت قیمت عہ

جام سرشار باتصویر ۔ غضب کا لاجواب ناول ہے خاص لکھنؤ کی زبان میں سب ہی دلچسپ پیرایہ میں عیاشی و شرابخوار کے برے نتائج بیان کیے ہیں ۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ

مرتبہ ندا حسن رکو لیٹنگ پارٹنر بہار گو اسکول بکڈپو نمبر ۱۵ امین آباد لکھنؤ

گزارش

گو یورپ اور ایشیا، افریقہ اور امریکہ سے
کو یکسان میں دیکھتے اور مسافر اور امرا
تحریک کے ساتھ دونوں ملکوں سے آتے ہیں
اُنکی حیات اور اُنکے باتوں میں خیال ہے
میں نے یہ مضمون ایک انگریزی
ریلوے میں نظر سے گذرا۔ اور جہان
ہندوستانی لباس پہننا کے بیان
کیا گیا ہے۔ تاہم کئی قصوں میں
تجدید زبان روا رکھا جاتا ہے۔ یہ بعید
ممکن سہی۔ علامت غالب تو یہی کہانی
سنائی ہے۔ آپ بیتی نہ سہی جگ
بیتی سہی۔

فسانہ نگار

محمد سجاد حسین عفی عنہ

میٹھی چھری

پہلا باب

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہگئی ہے سو وہ بھی خموش ہی

اگر مفلسی مین تونگری کا ٹھاٹھ رکھنا ۔ پیری مین جوانی کا روپ بھرنا ۔ شیخوخیت پر شباب کا روغن چڑھانا ۔ کم سنی پر چالاکی و دانش کری ۔ زوال کو عروج کی شان دینی ۔ مستحق [illegible] فصد لینی ۔ کمزور ستونون پر سنگین عمارت بنانی ۔ سردی مین گرمی ۔ اور گرمی مین سردی کی بو پھنکنی نادانی ہی تو بادشاہ حسین خان ہندونگر کے رئیس ۔ بظاہر بیلے سر کے نادان اور لکھ رکھنے والے احمق تھے ۔ ہان ایک زمانہ تھا ۔ اور بہتون کو ابتک یاد ہی جب انکا بخت مددگار ۔ طالع یاور ۔ اقبال غاشیہ بردار ۔ عروج ہمعنان ۔ شہرت جلوریز ۔ ترقی طرفہ کنان تھی ۔ ماشاءاللہ سے انکی کونپل سی نئی جوانی کا [illegible] ماء الشباب کی چمک اشراق کی رنگ ۔ سہولا سے جسم ۔ صورت صحت ۔ محیط ۔ دست و بازو مرکز قوت ۔ دماغ مخزن خیالات عالی ۔ دل مسکن اولوالعزمی ۔ دولت [illegible]

سپہر نیرنگی نے تمام صفحۂ ورق اُلٹ دیا ہے۔ اور بالکل اُلٹ دیا۔ قسمت بگڑ گئی۔ ادبار غالب آیا۔ زوال دولت ہمنا۔ ہزال دستگیر ہوا۔ قوائے جسمانی ایک ایک کرکے دبے پاؤں کھسکے بدل پائمالی کی کل کے پرزے گھس گھس جانے سے ہاتھ پاؤں تھکے بے سکت ہو جانے سے آنکھیں دیکھتے دیکھتے دید ہو گئیں۔ بصارت کے ماند پڑ جانے اور بصیرت کو چکا چوند لگ جانے سے زبان اپنی ہی کہی جاتی ہے بات یہ ہے کہ ضبط کی لگام دست اختیار سے نکل گئی ہے۔ کان سماعت سے [illegible] اسکی وجہ یہ ہے کہ ہوس کی سرگوشیوں سے ہوا بھر گئی ہے۔ ذائقہ کام چور ہو گیا۔ نفرت لذت کی تیزی کا اثر ہے۔ [illegible] ہے۔ دل ایسی نازک شے میں گدگدی نہ رہی سرد و گرم زمانہ کی چوٹیں اٹھاتے اٹھاتے۔ بالوں کی سیاہی کافور ہے شب عیش کا تڑکا صبح صادق کا نور ہے۔ بتیسی کی لڑی ٹوٹی حیات و ممات کی کشمکش میں ساحل پیشانی پر گھٹتی ہوئی موجوں نے لہریا بنایا جوانی کے ڈھل جانے اور بڑھاپے کی تیز آنے سے حرارت غریزی کی گرم جوشیاں ٹھنڈی پڑ گئیں۔ اس سے کہ اعتدال مزاج سے عوارض نے لگائی بجھائی کی ہے تندرستی کی سرسبزی کا ہیدا ہو گئی۔ سموم پیری تیز چلتی ہے۔ اوراق خیال پریشان ہیں۔ شیرازہ دماغ گسستہ ہے۔ حافظے کی وصلی پر حروف کی تمیز نہیں۔ کثرت نقوش اسقدر ہے کہ دل کی جیبی گھڑی سی ہو جاتی ہے پر لینا ڈھیلی ہو گئی ہیں۔

قصہ مختصر حرکات بطی حس سست حرارت سرد۔ امنگ معدوم ہے قسمت نے یاوری چھوڑی۔ نصرت نے یاری ترک کی۔ دولت گھر سے نکل گئی عشرت رہی سہی تو بیدلی سے صرف عسرت بنگئے۔

بیگم زندہ دل۔ خندہ پیشانی ہنس مکھ تھیں۔ اب ہر وقت ناک چوٹی گرفتار ہیں مزاج چڑچڑا ہو گیا ہے۔ [illegible] اکثر سر کو جبین رہتی ہیں۔ تنگی ترشی ہے ایسی ہے کہ [illegible] بسر ہوتی ہیں۔ دن ہی کٹتے [illegible] زبان دراز ہو گئیں۔ بیٹی خدمتیں کام میں کوتاہی کرتی ہیں۔ اور سب سے بڑھکر غربت بہت ستاتی ہے [illegible] طرح نکالی ہی نہیں نکلتی [illegible] انتظام میں [illegible] [illegible] تنخواہ [illegible] [illegible] آرام [illegible] اپنی راہ لگے۔ دوسری [illegible] [illegible] بدسلیقہ [illegible] انکو کہیں اتنا بھی سہارا نہ تھا۔ [illegible]

نا ہنجار مصاحب ناہموار ہیں۔ نواب کی لاپروائی سے اٹھا رہے ہیں ایسا تھا۔ سرزمین
کی توجہ کی مہلت بھی کم ہے۔ الٹی گنگا بہتی ہے [illegible] بدمزگی پیدا
کا عمل دخل ہوا۔ کارندوں کی بددیانتی سے کارگزاری میں خلل ہے۔ کاروبار
میں جھول آگیا۔ خیانت بڑھی۔ سیاست گھٹی ہے۔ مدارالمہام الجھ گئے۔ عقدہ کشا
انگلیاں بے سکت ہیں۔ الحاصل جزو کل۔ اصول و فروع سب [illegible] سلسلہ
نظم و نسق کی کڑیاں پاشان خاطر پریشان۔ طوفان بے تمیزی برپا۔ کشتی پرانی۔ تختے
گلے سڑے۔ بادبان شکستہ۔ ساحل دور۔ تباہی قریب۔ خدا ہی نگہبان [illegible]
عادت طبیعت ثانی۔ پابندی وضع کے بس۔ خودداری کے برتے۔ بہت سے
دھوکے میں ستائے۔ یاس پر آس کا طلوع چڑھاؤ [illegible]
کی امید لائی ہو۔ "فردا" بلاکشان انتظار کو قیامت ہے مگر سہل انگاروں کیلئے
بھول دل کا تعویذ۔ تدبیر سے طبیعت نفور تھی۔ محنت کا لفظ سنتے ہی تسکین خاطر کا
ان تقدیر کا دھیان آیا اور باچھیں کھل گئیں۔ دلکو راحت پہونچی۔ کیا پیارا پیارا
مقدس اسم اعظم ہے۔ مرہم جراحت ہائے کاری۔ تریاق اکبر۔ [illegible] کیا صفت [illegible]
تیغ و سست [illegible] عصا سے مایوس۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تکیہ نادان [illegible]
تو یہ ہمارے نواب اسکی لذت سے بھی شاد کام ہو چکے ہیں۔ عادت [illegible]
کی وسعت نے نہ بھی تقدیر [illegible] رکھا تھا۔ اجنبی کی طرح تقدیر چھپا دکھائی۔ [illegible]
اور داغ حسرت دے گئی۔ مجبوری اور بے بسی اور نخوت شے دیگر۔ کاہلی [illegible]
ہیں۔ ذلت انکسار نہیں۔ بیچارگی حلم نہ بے حیائی خوشدلی۔

حضرات ناظرین ہمارے رئیس بادشاہ حسین خان کے دشمن ابھی مفلس نہیں۔ قلاش ہوا
دریوزہ گر نہیں۔ ایسے بوڑھے [illegible] بھی نہیں۔ علاقہ۔ املاک۔ مکانات سب کچھ موجود [illegible]
ایسے بوڑھے بھی نہیں لیکن [illegible] کوشش [illegible] بازار کا [illegible] مقابلے [illegible]
بشاش۔ بشاش۔ فارغ البال۔ خوشحال ہیں۔ [illegible]
[illegible] الیسین کا منظر [illegible] ہمارے ذہن میں ایک بات آئی ہے [illegible] دنیا [illegible]
[illegible] ان پریشان خاطری [illegible] اور [illegible]
[illegible] انتظار [illegible] میں [illegible] وسعت [illegible] مضطرب [illegible] بنا دیا۔ [illegible]

ہوتی ہے دن تردد میں گذرتا ہے شب مسودہ تو روز مبیضہ۔ ایک خواب ختم۔ تو دوسرا اسکا منتظر
شروع۔ [illegible] کی قسمت کہاں اور اگر ہوتی بھی تو عادت کسکو۔ مزاج عیش کا دلدادہ
طبیعت آسائش کی خواہاں۔ مخالف تسکین کی جویاں۔ آنکھوں کو حسن کا لپکا۔ کانوں کو
نغمہ و سرود کا چسکا رہا دل وہ ہرگز کسی سے لگے یا نہ لگے۔ اسکے حق میں تو کمبخت دل بنا تھا
دل۔ شاعر کا دل۔ ناعاقبت اندیش۔ بے حس دل۔ ایک صنوبری شکل
گوشت [illegible] پڑا تھا۔ اور دیوانہ بنتا تھا۔ دماغ شامت اعمال سے کبھی کا تابع فرمان
بن چکا تھا۔ اور یہ ظالم بغیر اس کے عشق کے کسی کے قابو میں نہ آتا تھا
[illegible]

انسان کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

مگر وہ شاعر تھا اسنے عشق ہی کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔ عشق ہی کو دال بھات کر ڈالا
تھا۔ مگر جذبات انسانی کے سمجھنے والا ناول نگار صحیح شعر یوں پڑھیگا۔

انسان کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی اسی کا یہ دل بنا

اہل یورپ سچ کہتے ہیں۔ انسان جنت سے آگ چرا لایا تھا۔ ہاں ہوگا
مگر یہ یقین ہے کہ [illegible] چھپا [illegible] سے۔ [illegible] تب ہی تو وہ جو [illegible]
[illegible] باقی [illegible] آگ لگاتے ہیں [illegible] میں رکھکر جسم سے
آگ کے (چھرن) کے اندر۔ اس سے تو دماغ لگ ہی جاتا ہے۔ پھر اسنے
تو وہیں جگہ پائی تھی۔ اور جنت سے اس دنیا تک آتے آتے کچھ زمانہ بھی گذرا
ہی ہوگا۔ پس اگر اس جلتی چیز کا کچھ اثر باقی ہو۔ تو بعید از عقل کیا۔ پھر آگ کی نسبت
یہ انگریزی مثل بھی ہے "آگ بہت اچھی باندی ہے مگر بڑی ظالم بیوی ہے"
اگر قابو میں کر لیا۔ [illegible] دنیا کے بہت سے کام لے لیے
کھانا پکایا [illegible] جہاز چلا دیے۔ ریل دوڑائی۔ اگر کسی نے قبضہ کیا۔ جلا کر
[illegible] کر ڈالا۔ [illegible] شہر کے شہر ملک کے ملک راکھ کے ڈھیر کر دیے۔
یہی حال دل کا ہے۔ اگر دماغ کے قابو میں رہے۔ تو ہر حکم کا تابع۔ کمال [illegible] سے بھڑکی

تندرستوں میں لے عذر۔ سخا۔ عصمت۔ سخاوت۔ ہمت۔ استقلال۔ تحمل۔ حیا۔ عدل
صدق۔ دوستی۔ عشق۔ خوشدلی۔ عظمت۔ سرور۔ قناعت۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ انکسار۔ رضا
عقیدت۔ انقیاد۔ معرفت۔ حقیقت کے اوج کمال پر چڑھ کر اعلیٰ علیین پہونچا۔ اسکے
قابو سے نکلا۔ اور بزدلی۔ بخل۔ عداوت۔ تلون۔ ذلت۔ بے حیائی۔ ظلم۔ کذب
دشمنی۔ جنون۔ غضب۔ غم۔ بے صبری۔ خشونت۔ حرص۔ فسق و فجور۔ حسن کشی
کبر و غرور۔ سرکشی۔ بے اعتباری۔ بدگمانی۔ بغاوت۔ ظلمت۔ جہل۔ کفر۔ الحاد
کے غار میں گرا۔ اسفل السافلین پہونچکے دم لیا۔

یہاں بھی شامت اعمال سے اس مجمع شرافت و شیفتۂ انسانیت کی یہی حالت تھی
جو ہوتا کم تھا مسیحا بلا کو بنا۔ خضر غول بیابانی ہوا۔ ید بیضا چراغ تہ دامن بنا۔ ع

آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اُسیر سینے کو زد میں کھاج۔ مصیبت تنہا نہیں آئی۔ یہ سب تو تھا ہی مزاج بھی
جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا۔ حیات کی ٹرین پٹری سے اتر گئی۔

چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا۔ اخلاط کے خلط مبحث نے سلطنت جسم میں طوائف الملوکی
پیدا کی۔ غذا سے میں خلل ہضم میں فتور۔ قوت عاصی فعل و انفعال سے معذور۔ طبیعت کے چہرے
رونق تمام کی ادراک کو جھٹلایا۔ اندیشے کی سرگوشی اس کان سنی اس کان اڑا دی۔ طبیعت کے لطیفات
کو خیالات فاسد کی تہمت لگائی۔ مگر سودے کی سیاہی تخیل کی تحریر نہ تھی کہ غفلت کی
ربڑ سے مٹ جاتی۔ صفرے کی زردی کشتۂ زعفران نہ تھی جس سے سرسوں پھولتی۔ بلغم کی
سفیدی طباشیر نہ تھی کہ تقویت دیتی۔ اور لیدخون کی رہی کوئی لٹکا نہ تھی کہ ہلدی لگی نہ پھٹکری
اور رنگ چوکھا آہی جاتا۔ لطیف شے سب سے پہلے کثیف ہوئی۔ گل تر سا شاخ ہی کملایا
ہرا بھرا ہوئی جچھوے ہی میں مٹتی ہے۔ رطوبات اصلی پانی کی ہوئی کیسی پانی کی کیا اس حال
راہ ہی میں بٹ جانے لگی۔ خزانۂ دل خالی ہوا۔ سرچشمۂ حیات میں خاک اڑنے لگی۔ اور ورد
اور شرائین کی نہریں اٹ گئیں۔ جسم میں عرق نہ پہونچا۔ عضا کی شاخوں کا سبزہ میں تشر
جو ٹلا ہوا۔ عوارض کی یورش لگی کبھی درد سر وبال جان ہوا۔ گاہ تبخیر نے قطرہ کی گریبان دکھائی
کسی روز ہاضمے نے نمک حرامی کی۔ آخر حرارت اور یبوست میں ساز ہوا۔ دونوں نے علم بغاوت
بلند کیا اور ایک دن طبیعت گر گئی اور ایسی گری کہ اٹھنا دشوار ہو گیا و بیٹھنا بھی بار ہوا

طبیب جو ذمہ دار صحت اور وابستہ دامن دولت تھے۔ قارورے اور نبض پر دیدہ ریزی کرنے پر تلے۔ جو کچھ اسباب و علل ذہن میں آئے زبان پر لائے نسخہ لکھا گیا۔ دوا کا استعمال ہوا۔ مگر بدمزہ دوا سے ذائقہ اتنا نہیں بگڑا کہ دیکھنا تک گوارہ نہ ہوا۔ اُگالدان کو بھجوا لی گئی۔ پرہیز کی تاکید سے حکیم صاحب کس طرح سے مستعد ہو کر مزاجی بڑھائی کہ بچا بچا کے نکالنے گئے۔ علاج موقوف معالج برطرف۔ اور کچھ تیز تیز دواؤں سے خدا نے چاہا افاقہ یقین ہو جائیگا طبیعت خود بھی مدبر بدن ہے۔ جو کچھ بھی بچا کچا کوئی بار دوا کے پاس تھی اس سے ظاہری طور سے ستا پٹ جنگ معلوم کرتی رہی کبھی کبھی صحت کی جھلک بھی نظر آجاتی تھی مگر

اگر بامدادے شبے ماند شب دیگرے نمے ماند

اگر ایک دن طبیعت چاق ہوئی تو تیس ہو کے چار دن تک ایسی گری کہ عارضہ در اصل معمول بن گیا۔ رفتہ رفتہ جلد آنا اور دیر کو جانا اس درجہ بڑھا کہ طبیعت مدتوں میں بھی بھولے بسرے سنبھلی تو سنبھلی نہیں علیل تو رہی۔ تیمار دار بھی کچھ لاپرواہ سے ہو گئے۔ ع

شام سے مردے کو کفنائے رو بیٹھے

دوسرا باب

پیس کی گانٹھ جب شفا ہو تو جانیے

بظاہر بات کچھ ایسی اہم نہ تھی نہ خود مریض چنداں مشوش ہوئے۔ نہ ماو شما انسان ہو ہیچ میچ رہا ہی کرتا ہو پھر اسمیں تردد کیا ہو۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی دور کی بات تھی تو وہ حکیم طبیب جانتے ہیں اتفاق سے انکا ازالہ قبل از عارضہ ہو گیا۔ اب دوا کا کھڑاگ پرہیز کا جھگڑا۔ صرف اوپری اہتمام۔ انتظام۔ باقی علاج و مداوا کی قلبا تمام بڑے آدمی کی بڑی بات تعلقات وسیع۔ واسطے دور دور پھیلے ہوئے گویا تناور سایہ دار درخت جڑیں تہ میں تک ریشہ دوانی کرتی ہوئیں۔ تنے نہ تھا نہیں اچھا خاصا چکر باندھے۔ سایہ عاطفت ماشاء اللہ سے بخوبی کشادہ۔ عزیزوں کا جوش خوب۔ محبت ماتا شفقت کی ڈال کیسا تھم ملکے گہری رنگت دکھاتا۔ ہوا خواہوں کی دلسوزی گرم جوشی کا پتا دیتی۔ کوئی قرابت دار کوئی رشتہ دار گردن۔ کوئی سلسلہ نسبت کے ہاتھوں باز بکھیر کوئی منظور

غرض مطلب منفعت سے ہی کسی نہ کسی تعلق یا سبب مصلحت سے خلقت متوجہ ہو گئی۔ عیادت
مزاج پرسی خدمت کو جوق جوق آنے لگی۔ امام ضامن کا عالم۔ اس ہم بالا سے معلوم ہوا۔ جان
نثاروں کے صدقے رد بلا کو آئے۔ خیرات و مبرات کے دروازے کھل گئے۔ اسراف اور فضولی نے
تقلوا کئے پھر کیف بد انتظامی و بے اسلوبی نے بلا الم و کابست دھوم دھام مچا دی۔ اچھی خاصی
تقریب پیدا کر دی۔ اور سچ پوچھو تو تقریب تھی بھی۔ اگر چند یاوں سے پورا ہوتا تھا تو
چند کا قرب بھی سامنے جلوہ دکھاتا تھا۔ دنیا ہنگامہ زا ہنگامہ پسند۔ شادی ہو یا غم
جشن ہو یا ماتم۔ اسکو اپنے کھیل کھیل سے کام ہے

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

فراغ خاطر ہو یا تشویش پائی۔ اضطراب ہو کہ تسکین پائی۔

سب ہی قسم کے لوگ جمع ہو گئے۔ یہ کون ہیں۔ رشتے کے چچا ہیں۔ اگرچہ پاؤں قبر میں
لٹکائے ہیں مگر ہوس جوان ہے۔ انکو اور فکر نہیں۔ ہاں اتنا سوچ رہے ہیں اگر خدا نخواستہ
کوئی وقوع دگر ہوا تو بچوں کی ولایت کا سرٹیفکیٹ اپنے نام لینا چاہئے۔ یہ دو صاحب
سسرالی قرابت دار ہیں۔ لڑکی کے مہر کی تعداد یاد کرنے آئے ہیں۔ یہ قسمت پھوٹ
ہیں حکیم صاحب ہیں۔ صرف نبض و قارورہ دیکھیں گے علاج کی نیت سے نہ آئے
نہ بلائے گئے۔ یہ بگھی سے کون اترے۔ ہمارے ڈاکٹر ہیں۔ صرف سینہ پر آلہ لگا کے
پھیپھڑوں اور دل کی حرکت اور بغل میں تھرمامیٹر لگا کے حرارت دریافت کر کے چلتے
چلے جائیں۔ نظام الدین کا رندہ سعادت قبلہ ار مختار بھی حاضر ہیں۔ یہ نمک حرام
بہت کچھ کھا چکے ہیں حساب فہمی ہونے والی ہے۔ اندازہ کرتے ہیں کب تک بازپرس ملتوی رہ سکتی ہے
انکے قریب بیٹھیں کے دل سے دور نظر سے اوجھل۔ دیہات اور علاقہ کے چند آبرو دار
ذی اثر اسامی بھی اداس اور مضمحل بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں۔ عرض معروض کی مہلت نہیں
با موقع و مصلحت نہیں۔ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ انکے پاس ہی پہلو بہ پہلو۔ لب فرش ایک شخص
اور بیٹھا گھور رہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی آنکھیں۔ آنکھوں میں غار۔ شگاف سے ناچیز نظر۔ افعی کی طرح دفعتاً
اشیاری باری ہر شے میں تبدیلی اور صفائی کی بھی کیسی طرح بے تکلف [illegible]
چال چلن فرش کی شکل دیکھتا ہوا آ گیا [illegible] دل کے حقیقت نما اتارتا ہے۔ کان بھی [illegible]

انجمن سے معلوم ہوتے ہیں۔ سر گوشیوں تک کی بھنک رکھتے ہیں۔ کانیں چھوٹی سی طلائی بالی
دکھا دیے کی حاضر نگوشی۔ بیان جھڑانی۔ لانبی دھوتی۔ سر پہ لال بتا کی پگڑی جسمیں بیدار
طبیعت کیطرح ہزاروں پیچ۔ کون ہو۔ رام گرن مارواڑی ہو۔ یہ انھیں کی دوکان میں بکرا
رہتا ہے۔ کہتے ہیں گھر کا سودا اسلئے انہی کی دوکان سے آتا ہے اچار بھی اسی سے آتی ہے۔
نوکروں کو دستوری خاطر خواہ دیتا ہے۔ بیگم صاحب کو اسکی بہاری چھالیا بہت بھاتی ہے جو دکان
میں ہیں تو اکثر خالی ہانڈیاں۔ مگر بھی۔ تھوڑا ادراک تقیے سے مطلب فوت نہیں ہوتا۔ لیکن
زمانہ بھی مشہور ہے۔ دیکھا مشہور شہرت کا آدمی اور بیانتک رسائی اسکے کیا معنی یعنی مطلب تو اور
لوگ جانیں۔ قریب بیٹھے سے اتنا کہ سکتے ہیں قابل سے تمیزی۔ روک ٹوک کی کمی۔ آداب
دربار کی فروگزاشت سے بازون کی چشم پوشی کی مدد۔ اور دیکھ تعجب نہیں بیگم صاحب کی سفارش
ہو۔ لوگ آئے۔ بیٹھے۔ اٹھے اور چلے گئے۔ یہ ہنوز میر فرش بنے ہیں۔ کچھ کہیں گے نہیں انکو
دیکھ کے جو کوئی کچھ کہیگا سن لیں گے۔ اور یہی ہوا۔ زعفران مشک۔ الائچی گجراتی۔ چکنی۔ قند
میوہ۔ مصری۔ سیوہ سب کی ضرورت پیدا ہو گئی۔ کیا ہوا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ دوکان یا
نیلام گھر یا سودا گری یہ دیکھ کر۔ اشتہاروں میں پڑھ کے ضرورت واقعی ہو جاتی ہے۔
یہاں آئے دن کی حاضر باشی تعمیل فرمائش کی چستی چیزوں کی خوبی قیمت کی تخفیف سے
سب کے مزاجوں میں درخور پیدا کیا۔ لالہ آتے نہیں اور فرماتے ہیں استقبال کو دوڑی نہیں
مالک خوش ہوئے۔ دام واجبی سے کچھ زیادہ دیتی تھے۔ اگا من جنبنت تو آرزیدہ آخر کا مضمون قرآن پڑھے
خون تھا۔ ملازم راضی ہوئے۔ بازار کی دوڑ سے بچے سو دستوری تھے ہیں دستور نہایت کمتی
رفتہ رفتہ گھر بھر کی ضرورتوں پر حاوی ہو گئے۔ نوبت باینجا رسید۔ دوکان میں پنسار ہٹے کی
خرسی عطاری۔ بزازی۔ انگریزی سامان بسکٹ۔ دوا دارو۔ کھلونے تک مل جاتے ہیں
سب موجود۔ اشتہاری مسکرات سلاح کا لیسنس بھی حاصل۔

دوکان اس سرپرستی سے فاتح کے ہو پہلے سے زیادہ چمک گئی ہے۔ [illegible]
ملی ہے۔ ایک طرف دوا خانہ کھل گیا۔ شیشے بھرے ہوے بوتلیں [illegible]
[illegible] ہیں۔ یا حریف عارفوں کے مقابلہ [illegible]
[illegible] سے طیار ہوتے ہیں [illegible]
[illegible] خلیل کی [illegible]

و فطرت کے تار و پود سے بنے ہوئے سوزن عیسی کے محتاج ہیں شیشۂ آلات جلا صنو ہیں نجوم افلاک پر چشمک زن ہیں بچوں کے کھلونے تا علمی اصول اور مسائل سائنس کو بازیچۂ اطفال بنانے والے۔ کنکوے آسمان میں تھگلی لگانے والے۔ ڈوریں تار نظر سے بھی باریک تر حکمت نظری کے تاروں سے بٹی ہوئیں۔ آتشبازی کا مرغ دست پرورد بیٹھا ہوا ہے کہ آگے گلزار خلیل معلوم ہوتا ہے ایک معجزہ ہے مسکرات میں فنا فی الشیخ کی کرامت سمیات میں عقدا رسی کی محویت۔ مخدرات یعنی افیون و پوست لیلی ہمت کے پردہ دار محمل نشینی کے دلدادہ میں مجنون عقل پابجل آلہ جرات کے سانچے میں ڈھلے پیالے کے بانی ہیں [illegible] ازلی بزدل کو دیدیجیے۔ رستم و نریمان کے کام لیجیے اسباب آسائش براہ راست جنت الفردوس کی نقل ہے سامان کیا ہے منزل بہشت شداد کی اصل پھر اس خوبی پر طرہ یہ کہ نقد اور قرض کو یکساں رکھا ہو۔ رقعہ لکھکر تو سب منظور۔ المختصر یہ دوکان اور یہ سامان۔ کون تھا جو نقد جان دیکر گاہک نہ ہوتا کسکا جگر اتنا تھا جو اسپر نہ للچاتا۔ اگر ہمارے نواب اور انکے چھوٹے بڑے نوکر چاکر اندر باہر گرفتار دام ہوئے۔ تو کون تعجب کی بات تھی۔

لالہ رام کرن کو بھی ایسی سرکار سے دلی انس ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ ایک تو سرپرستی دوسرے مہربانی۔ توجہ۔ رعایت ہر اعانت۔ اسپر بڑی بات یہ کہ دوکان کا کرایہ معاف۔ زمین یہاں سے وہاں تک افتادہ آغوش تمنا کشادہ۔ جہاں جی چاہے مکان۔ کمرہ۔ گودام۔ کوٹھی دوکان بنائیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ نواب صاحب کا مزاج شگفتہ طبیعت نادرست۔ بہت کم باہر گھر سے قدم رکھتے تھے بستر پر مشکل سے فرصت ملی۔ گاؤ تکیے لگ کے بیٹھ گئے اور پھر لیٹ رہے۔ پاس ہے اسانقش دراز۔ اور دست سیاست کوتاہ پھر سے انکی دراز دستی کی خبر کون لے اور انکے سیلاب ہوس کو کون روک سکے۔

تیسرا باب

جس گھر میں پھوٹ ہوگی وہ گھر خراب ہوگا

جتنا گھر کوئی اتنا رہتا تھا وہ تھے کس طرح کی رونق میں کمی۔ کسی قسم کے شوق میں سستی

مگر چند روز سے کچھ آیا وہاں بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ ادنےٰ سی بات پر
رشک خفیف سے خفیف امر پر حسد۔ ایک دوسرے کو دیکھے جلا جاتا ہو جس کی آگ اور
اُسی میں دبے ہوئے کون کہہ سکتا ہے ۔ کیا تھا ۔ پوست کی بوندی ۔ گولر کا پھل ایک ذرا اور
ہزارہا دانہ الگ الگ اکھوں جھنکا پاشان ۔ ہر دل پیاز کی گٹھی ۔ بنارس کی ڈبیا ۔ فیض آبادی
صندوقچہ ایک رفعہ لکھوائیے سیکڑوں خانے موجود ۔ نواب صاحب کو یہ حالت تو معلوم
نہ تھی مگر اُ رہتا ضرور تھا ۔ اتنا سمجھے تھے ۔ خاندان کی کل کا کوئی پیچ ڈھیلا ہو گیا ہے ۔ مگر روزمرہ کی
تکالیف آئے دن مداخل کی قلت سے زیادہ غور نہ کر سکتے ۔ اور بڑی بات یہ تھی ۔ کالا حول
ان سب شیاطین کو دور بھگائے رکھتا ۔ اس زمین دوز ہیجان ۔ زلزلہ خیز مادے کے کچھ اسباب بھی
تھے ۔ اور وہ سب دراصل للہ صاحب کے طرزِ عمل سے ۔ نوکروں کی خاطرداشت میں فرق رہتا ۔ کوئی
کوئی ڈیوڑھی اور کوئی دُرّنی دستوری پاتا ۔ کبھی کبھی کوئی رعایتی معاملہ ڈیوڑھی سے براہِ راست
طے پایا ۔ اور کبھی دوسرے ہی شخص پر خود سرکار سے چلتا ۔ آخر ایک دن چھوڑ چھاڑ بہا ۔ مادہ
ابھی تک خارج ہی ہونے لگا ۔ بات بھی ذرا گہری تھی یعنی دو صاحبزادوں میں سے ایک
رفتہ رفتہ ہوشیار سمجھدار ہو چلے تھے ۔ ایک صندوقچہ اسے بیگم صاحب نے دیا تھا ۔ کچھ زرِ نقد کی ضرورت
کچھ جنس کی فرمائش سب کی خوشی اسکو رکھ لیں اور ضرورتیں نکالیں ۔ [illegible] اکثر ایسا ہوتا
تھا ۔ مگر حسرت لونڈی کی معرفت اس قدر معاملہ سنگین تھا ۔ مزید احتیاط کیجئے [illegible]
کچھ زیور ۔ ایک گھڑی ایک ڈاب [illegible] بغیر کچھ نقد [illegible] کوئی ہزار
کا مال ہے کا گھڑی دیکھ صاحبزادے [illegible] قسمت کی بات تھی ۔ انگوٹھی کا نقش محبت کی [illegible]
کے دل پر [illegible] تین سو پر تو ڑ ہوا اس سے بہتر نئی گھڑی صاحبزادہ
کو [illegible] قیمت لا دی دکان سے نذر کر دیجئے ۔ انگوٹھی لونڈی پہنے گی [illegible] دو تین
[illegible] شیشے کا فوق [illegible]
[illegible] کی تھی اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اب نشست میں بدرجہ ترقی ہو گئی تھی۔ کبھی کبھی تخلیہ در سرگوشی کے باتھوں نواب کے قریب
بیٹھنے لگے تھے۔ بار بار دہوتی کھجلانے۔ اور بیلی مرزائی سے دکھانے نفرت تو ہوتی۔ مگر صلاح
طمع اور کاربراری کی چاٹ نے سب گوارا تھا۔ آج بھی افلاس و تنگدستی کی طرح داہنی طرف
قریب تر بیٹھے تنہائی تھی۔ موقع بھی تھا بغل سے مسند و قچہ نکال پیش کیا۔ زبانی عرض کیا غلام نے
تعمیل حکم تو کردی۔ ہزار آنکھ بند کر کے دیدیئے ضرورت نکالدی۔ وہ بھی عورت ذات مجبور تھیں
مگر بات اچھی نہیں۔ یہ آبرو کی چیزیں ہیں۔ گو گرہستی کا سامان ہو اگر چند سوا منفعت کا ٹھیکہ ہوجاوے
تو انہیں کی آمدنی سے فرمائشیں پوری ہوا کریں۔ نہیں تو نہیں اولاد اور نوکر سب خورد برد کر بیٹھے
اگر بات کو رکھو نہ بینا میں اور یہ مال چلا جاتا۔ حکم ہو تو توشے خانے میں داخل ہو۔ ہزار روپیہ کھلتے
میں حضور کے نام لکھ لیا جائے۔ مگر کسی طرح یہ حال نہ کھلے ورنہ پھر یہ سب ملامت اور ویسے ہاں
ملے ہوا کرینگے جنکو خانہ بربادی ہی میں نفع ہو۔ اور یہ تو سرکار ہی کا کارخانہ ہے۔ نواب
کو غیرت تھی۔ مگر ہمت رخصت ہو چکی تھی دل ہی دل میں جل بھنکے کباب ہو رہے۔ دل دہگیر ہو گیا
مگر زبان سے اُف نہ کی ہاں اولاد۔ نوکروں۔ اور خود بیگم سے کبیدہ ہو۔ بیماری میں مزاج
رودنج چڑچڑا ہو ہی جاتا ہو۔ اسدن حرارت زیادہ رہی آدھ طرالہ نے بیگم تک خوشخبری پہونچائی
آج پندرہ سو کا زیور نواب صاحب نے خرید کر کے داخل توشہ خانہ کیا ہو۔ رات کو جتنا نکلا اُس سے
اُس سے سوا خدا نے بھیجدیا۔ یہاں بیگم منتظر۔ وہاں بیگم سے نواب متنفر۔ طرح طرح کے خیالات خواطر
میں جلوہ گر۔ وہ رسے چھوٹی چھلیاں آنکھوں والے اوڑ دار ہی۔

بقتل میتوان تہیہ نماۓ ناز او
کہ شرح حکمت این است مژگان دراز او

ادھر بھائیوں میں چالاکی سے لڑکے توڑ کے۔ یہ گھر بگڑا ہی کب ہوتا ہو۔ ایک کے قریب جدائی نہ تھی
دوسرے میں کچھ نادانی بھائی کی گھڑی ایک گھڑی نہ بھائی۔ لاکھ ضبط کیا مگر رقاص کی طرح
مسند کی کھٹکا۔ قائم ہی رہی۔ ساتھوں پھر اسی جگہ میں رہنے لگے۔

اور آخر نتیجہ ان سب باتوں کا یہ نکلا کہ گھر کا نفاق طشت ازبام ہوا۔ جھنکار دور تک پہونچی۔ سچ ہے دنیا
میں سب طرح کے طبائع ہیں۔ کوئی کسی کے بننے پر نفع حاصل کرتا ہو۔ کوئی کسی کے بگڑنے
پر گھات لگاتا۔ شیر فریب طیار شکار مارتا ہو۔ لومڑی اور سیار مردار پر دانت لگاتے ہیں۔ بلی زندہ
جو ہے باہر نکلتی ہو۔ گدھ مردے پر گرتے ہیں۔ پشہ بے مقدار ڈنکے کی چوٹ شب خون مارتا ہو

ڈرپوک کھٹولوں دبکے ہوے تھا بٹھایاں الوالعزم ہمیشہ کو للکارتے ہیں۔ چور غافل پاکر سوتے
ہیں۔ کوئی عمارت بنا کر رشوت لیتا ہے۔ کوئی آگ لگنے پر مال اڑاتا ہے۔ تباہ شدہ جہاز کا اسباب
سمیٹتا۔ آندھی کے گرے پڑے درختوں سے ایندھن نکالتا ہے۔ اس گھر کا بھی یہی حال ہوا۔
جب ابتری اور نفاق کی حرارت نے دیرینہ انتشار پیدا کیا اور نفسا نفسی کی پڑی اپنی
اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہوا تو چوروں کے منہ میں پانی بھر آیا دریاے حرص و آز سینوں میں
موجزن ہوا۔ نگاہیں سوچتی گئیں سازشیں ہوئیں۔ ایک آدھ گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی یعنی
واقف کاروں کی مدد سے گھر میں چوروں نے سیندھ لگائی۔ بلا تکلف گھر میں گھس آتے نقد تو وہی
ہی تھا اس پر بھی اس مرتبے پر بہت کچھ باقی تھی جو بچے دبکے گھر بھر کی مشکلیں کسیلیں۔
ایک ایک پر یار ہاتھ بساط ہوگئے اور جسقدر قیمتی مال تھا انہیں سے بہت کچھ ڈھولے گئے۔
دستور ہے کہ جب ضعف ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے حقیر اور ضعیف ... اسپر شیر ہو جاتے ہیں
چوہیلے اور کوے ... ان ... ہیں۔ ... ان کھیوں کا ٹھکانا ہے۔ بات کی ... میں شور شر
کا بازار گرم ہوا کبھی کبھی سرنگی ہونے لگی۔ نگاہوں کے کانوں پاقیدار ہو گئے۔ رعب داب میں فرق
آیا آمدنی کا دروازہ محدود کیا مسدود ہو گیا۔ ادھر نالش فریاد دیوانی فوجداری مال کے مقدمات
کی کثرت ہو گئی اسقدر سوائے اظہار خیرخواہی و ہمدردی کے ہمارے پاس کیا ہے سچ یہ ہے کہ
یہ ممکن نہیں۔ ہر حالات میں شمشیر ہر سے کیونکر اسقدر تکلیف ہر طرح کا انتظام آپ ہی کی راے
صائب پر رہا اور آپ نے بھی سیاست و رتق و فتق ملکی مناسب مزاج رہا یا مگر کیونکر کا غمزہ
بی بیاں کی طرح پر شکستہ کی پرواز۔ دست و بغل کی تیغ زنی۔ لنگڑے کی دوڑ دھوپ کچے لوہا تلوار کا
کاٹ ہی کیا۔ زحمت کی رحمت ہوئی اور رہا سہا بھرم بھی گیا صرف ایک ہی کارتوس تھا وہ یوں
ہر وار پر نکلا لیکن امید تو عجب البلہ فریب چیز ہے۔ مریض و داغ کیا جانے ضعیف دل کیونکر ملنے
پاؤں رام کر لینا سیکھے اور خوب سمجھے اور اچھا سمجھے انہیں کو اب نیک و بد سمجھنا بھی چاہیے
حسن کارگزاری اور نالش کی سخت ضرورت لاحق تھی مگر واقعات کی کثرت اور میدان سعی کی
وسعت ... مختلف کا تیز گام رہوار تھم گام دلکی کا دسہ اکھڑا سہ رہتا۔ قدم ...
چیں بچیں ... دکھا ... آج ... یا ... کے انہیں کی انعام ...
بیگم صاحبہ خدمت میں عرض کرتا ہے پر سوں صاحبزادوں کو سمجھانا ہے ...
پشت سے کا ... ہاری تھا جو پسارے تھے ... ابہام ہو گئے زور تھکے ہوگئی ...

بھی بڑی چیز ہے گھوڑا سائیس سے مویشی چرواہے سے ہاتھی پر کئے سے کتا دوڑے سے کیون انس کرتا ہے - دام تو مالک نے خرچ کئے کام مالک کا کرنا ہوگا - مگر نہین خدمت کرے دینیکا بھی کچھ حق ہے جسکو جانور بھی جانتے ہین اور کم سے کم ہندوستانی انسان بھی - انکے انتظام و بند و بست سے لوگون کو ظاہر راحت زیادہ ملی کسیا سلے سمجھنے لگے تنخواہین وقت پر ملتی تھین بنیم کی کوئی ضرورت انکی نہ رہتی تھی بلکہ نئی نئی چیزین دلکی خوشی پوری کرنیکو ملنے لگین - ادھر ٹھیکیدار کی تجویز اگرچہ ابتدا مین تو نہین زبان سے نکالی تھی مگر ہونہار تھی بیل کیطرح پھیلی اور چھتنا رسے درخت کیطرح چھا گئی - ایک زمانہ آیا - اعتبار بڑھا - اور یہانتک کہ ٹھیکہ نامہ تحریر ہوگیا - خط تحریر کے نقوش بھدے ہر خواندہ و ناخواندہ نے پڑھے انتظام کا سکہ جما فارغ البالی کا ڈھنڈورا پٹا - ایک حساب سے بہت اچھا ہوا تو کچھ برا بھی نہ ہوا - دنیا کے کام چلا ہی چاہین - زمانہ کروٹ بدلے
مگر آئین جہان کا ہے چنان کا ہے چنین باشد

پرانے رنگ خوردہ مزاج جامد ہون مستقل ہون وضعدار ہون کنسرویٹو ہون تو ہون نئی آنکھون تازہ کانون کو بہت کچھ دیکھنا سننا باقی ہوتا ہے - انہین اچھا لے کی قابلیت تازون کی صفت ہی خوبی ہے - دونون صاحبزادون کی طبیعت نے بھی ہوا کھا کے رنگ بدلا ادھر ادھر دیکھنا بھالنا شروع کیا عین اتفاق یا شوق بخت کہ ایک روز لالہ صاحب کی دوکان کیطرف سے گزرتے تھے - وہان پر ایک عجیب سمان نظر آیا - زمین آسمان ہی دگرگون ہوگئے دونون بھائی ایسے محو ہوئے کہ ایک کو دوسرے کی بات کی بھی خبر نہ رہی -

بات یہ ہے کہ آج دوکان کسی کے قدم کی برکت سے رشک فردوس بریں ہے ایک عجب کا عز بیش نرالی وضع ! وطن کی قطع سے بیگانہ معروف سیر دوکان ہے - وہان والون سے پرانی شناسائی ہے - یا لوگون کو دکھانے کو یہ قدر افزائی ہے کچھ نہین معلوم - ہان کچھ پوچھین تو معلوم ہو یہ دونون لیلے اندھے کے ملوک بھی کچھ پوچھین گے اور شاید جاسے ناظرین بھی - یہ بیگم صاحب کون ہین کس ملک کی رہنے والی ہین کہان قیام ہے کیا کام ہے کوئی ماسٹانی ہے مزاج کیسا ہے غرضکہ ایسے ہی بہت سے سوالات پوچھنا ہین - مگر رعب حسن ایسا ہے کسی کی مجال نہین پڑتی کہ دو قدم رکھے - بے ساختگی تو خیر دونون وہیں ٹھوکر کھا کے چلے گئے مگر ساری رات نیند نہ آئی دونون بہی اپنی جگہ عاج کی ہانڈی ہی مین الٹ اٹک پھیری نکالی - اور جوان کہ صبح اٹھتے انکی منزلون کی کیا خبر اور بڑی تاب سے بھائی صاحب کو دوکان تک گیا اور ایک - دو

دن سویرے منھ اندھیرے بڑے صاحبزادے لالہ کے پاس پہونچے۔ انکو لوگ شاہ احمد کہتے ہین اور خاطرداری بھی بہت ہوتی ہی۔ ایک تو امیرزادہ اُسپر سیٹھکا دلدادہ دیکھنے کو ہیاپے کا بادہ سونے مین سہاگا۔ رنگ مین گھٹا ہی مخمور اور تیغ بکف بالا مسیدہ تو طیہ یون گفتگو شروع کی جناب آج بڑا ضروری کام میرا ہی اور اگرچہ مجھے اسکے بیان کرنے مین بہت کچھ تامل تھا مگر مجبوری یہ ہی کہ کوئی دوسرا ایسا ہی نہین کہ اُس سے کچھ بھی کہسکون اُس سے مجبور بے شرم ہوکے آپکے پاس حاضر ہوا ہون کل بیٹھے آپکی دوکان پر ایک حسین مہ جبین عورت کو دیکھا پہلے تو تعجب ہوا کہ یہ کس قوم کس ملک کی عورت ہی کہ ایسی بیباکی اور بے تکلفی سے یون کھڑی ہی۔ مگر جب صورت انداز و ادا پر غور کیا عقل چکر مین آگئی اللہ اکبر ایسے ہی لوگون کو اللہ ہو نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی وہ ہنستی پیشانی۔ وہ سڈول گندھی چوٹی وہ بے تکلفانہ انداز و ادا مین کیا کہون میرے دلپر کیا ستم کر گئی۔

حالی کے مدار المہام اور ابتدا سے مارواڑی صاحب جی بہت ہی ہنسے لیکن خوش ہوئے اور اپنے لب و لہجے مین بولے کہ جناب آپ اسکی فکر نہ کریں چاہیے وہ تو اس دوکان پر اکثر آتی جاتی ہین اور اگر کوئی اسے ملنا چاہے تو بے تکلف ملسکتی ہین جو کچھ مجھسے کہیے البتہ لالہ شائستہ اُنسے کہدیا جاے اسمین وقت کی کون بات ہی صرف دلمین شوق چاہیے اگر وہ بھوکی ہین تو صرف محبت کی اور بے ریا محبت کی۔ آپ ہر سوچ لیجیے پھر سب کچھ ہو جائیگا۔

شاہ احمد۔ خدا جانے کن دیبی اسطرح کی عورت سے نزاد تو مین نے دیکھی ہی نہین بھلا یہ کیسی کچھ ہی بزرگ

لالہ صاحب۔ جی نہین ابھی تو شادی ہوئی نہین مزاج مین بے تکلفی بہت ہی اور اس دوکان سے حساب کتاب بھی اکثار رہتا ہی اسی سبب سے توجہ کسیقدر زیادہ ہی

غرضکہ اسی قسم کی بہت دیر تک گفتگو رہی۔ صاحبزادے تو پھر صاحبزادے تہرے کہن سال۔ خوب ہی روغن قاز ملا۔ دل ہاتھ مین لیا اور ایسے سبز باغ دکھائے کہ تمام نصیحت کا نقشہ یقین ہو گیا۔ سو نیا و دنیا مین اب سوا مارواڑی صاحب اور ان کی سنگت کے اور کچھ بھی نہین۔ ماں باپ بھائی سب کو بھولا بیٹھے بلکہ ایمان کی پوچھو تو خدا اور رسول بھی یاد نہ رہے۔

ادھر لطف سنیے انکے چھوٹے بھائی بھی تھے۔ بہت چھوٹے نہین کوئی اسال بھر کی چھوٹائی بڑائی ہوگی یہ بھی حسن تکلو سوز کی صحبت مین گردن پھنسا چکے تھے زنگ کاری تو نہ لگا تھا ہان ہر کا ڈھرو تھا پر اسکو بندے کا چھوڑا بتانا۔ کوئی اٹھر محل چوڑی کا محتاج نہ تھا لالہ رام کرن اسنے تو ویسے ہی

رسمی و قیمے کا ذکر کرتے رہے اور دیر تک۔ رگڑ سے حرارت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ ہوا
لینے سے آگ جیسا ہی اٹھتی ہے لوگوں نے بروقت تاثیر کی زبان نکالی ہیں۔ ہلکے ہلکے ابھرے
بے قاعدہ سوز پیدا کرتے ہیں۔ تر و تازہ ہرے بھرے درخت رگڑ کھا کر بڑے بڑے جنگلوں کو
راکھ کر ڈالتے ہیں پتھر کا ریزہ تاب آگ لگا دیتا ہے۔ صرف ترکیب چاہیے۔ ایک سویدا دل نے مجھ جیسے شکستہ
کے چنگاری دیدی۔ اور داڑھی صاحب کو نواب صاحب نے یاد کیا۔ بہت اچھے موقعے پر یہ اٹھ کر آگئے
کھڑے ہوئے کہ تمھارے بڑے بھائی اُنسے ملنے کے بڑے مشتاق ہیں۔ شک کیواسطے انکو فر کا ذکر تھا دیوا
رہا ہو۔ بس اسی ساعت انھوں نے نواب بزرگوار کو بہت ہی بنا سبب موقع تلاش کر کے آج صاحبزادوں کا
تذکرہ کچھ زیادہ کیا زمانے کا رنگ یاد دلایا۔ اُنکی امنگوں شوقوں کا خاکہ کھینچا۔ مگر محض خاکہ تھا مجھکو
تصویر میں رنگ نہیں بھرا۔ ضرورت بھی شکستہ خاطری۔ بیماری اور ادبار میں ٹپکتی تھی۔ اُسنے
بھر لیا اور وہ بھی بہت شوخ۔ آہ سر کھنچی گئی اور بستر مرض پر اور چار روز شانے چپ لیٹ
خفا ہوئے جی میں ناراض ہوئے گو بے بسی پر۔

چوتھا باب

غم کی شکلیں اجسام میں ہاں روبرو
سچ کہا ہے واہمہ خلاق ہے

آج مریض غیر معمولی طور سے مضطرب ہے۔ کیا تو بیچ کر تیاری عسرت اور معاملات کی زندگی
سے زیادہ ہے! اسکی تو عادت آہنی ہوگی۔ شعر

سچ کا [illegible] سچ

ہاں آج ایک خواب دیکھا ہے بیچ خواب خیال کا اشتباہ سا ہی گیا۔ دماغ پریشان کے اوہام آج
خیالی کی سیر انجزیت معدہ سے نسبت ہیں۔ اتنی تحریک تو انکو بھی ایسا ہی خیال تھا۔ مگر آج
کچھ بدلی سی معلوم ہوتی ہے خواب ان حیرت انگیز حقیقتوں کا ترسی ہے جنھیں انسانی عقل تہ تک سے حیران
ہو جانا چھانا۔ اطلاع کرا دیا۔ آج تو آئندہ واقعات کا عکس معلوم ہوتا ہے جو زمانے کے مہرے پیر کو
پس پشت رکھ کر بیچ چھیڑ کر رہا۔ اور دیر بھی زیر ڈال رہا ہے۔ بار بار جی میں آتا ہے کس لئے گھڑی سینہ
آئی تھی۔ اور کیوں خواب دیکھا تھا۔ مگر تو کسی کے بس کا نہیں۔ اسکی خود بخود حکومت میں سمجھتا
کہا۔ فلک زدہ سلطان ہفت کشور خیالات عقلی و نقلی۔ مجھے اوہام یاد رہا۔ واقعی خواب تھا

سب کے واسطے آراستہ ہے خانہ ہر کس و ناکس کے لیئے وقف

دیکھا وہ خواب ہو گیا کیا کہیں۔ کچھ اچھا نہیں دل تعبیر اچھی نہیں دیتا۔ لاکھ اوسکو بہلاتے ہیں۔ مگر سہما جاتا ہے۔ نواب خواب دیکھکر سوتے ہی میں چونک پڑے تھے۔ دیکھا بلند پہاڑ پر چڑھے ہیں زلزلہ آیا ہے پہاڑ جا بجا سے شق ہو رہا ہے۔ گہرے تاریک غار بنتے جاتے ہیں۔ ایک جہاز پہاڑ پر چڑھا آیا ہے اسمیں ایک بڑی لمبی زنجیر بندھی ہے جہاں تک نظر جاتی ہے وہ چلی گئی ہے۔ نواب کو کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ پیچھے پھر کر جو دیکھتے ہیں۔ تنہا۔ جہاز نے قدموں سے ٹکر کھائی۔ آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا [illegible] اندھیر ہو گئی۔ اس اندھیرے میں ایک منور کشتی دور دکھائی دی۔ ٹکڑے ٹکڑے ہلال اور بہشتی [illegible] بہشتے حباب سی نظر آنے لگی۔

اسمیں دیکھتے ہیں کہ صلیبیں ہیں [illegible] توپیں [illegible] سجی ہیں۔ گو لوگوں کے ارم سے گئے ہیں آسمان فرسا۔ سب کے [illegible] انکی [illegible] ہر توپ پر ایک شخص فقیرانہ لباس پہنے بیٹھا ہے۔ ان میں مشہور مشہور بزرگ اولیا ہیں۔ چہروں سے تقدس ظاہر۔ پیشانی پر عبادت کے نشان ہیں۔ بعض کے ہاتھوں پر [illegible] بھی ہے۔ بعضوں نے فوجی وردی پہنی ہے۔ کوٹ پتلون جنگی پگڑی۔ سب افسر کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اسکی بھی نیلی ٹوپی پر وہی ہلال لگا ہوا ہے آنکھوں سے انسے پوچھا۔ آپ لوگ کہاں۔ وہ موقع زیادہ گفتگو کا نہ تھا اور خواب میں وہ کہہ کی گفتگو بہت کچھ یاد بھی نہیں رہتی۔ ممکن ہے کچھ کہا ہو۔ مگر یاد نہیں۔ ہاں اسقدر یاد ہے کہ کسیکی مرضی کے پابند نظر آتے تھے۔ اب چاہے یہ انکا خیال ہو۔ چاہے واقعہ۔ تصفیہ نہیں ہو سکتا ہے۔ سب پھر بھی یہ ہوتے ہیں۔ بہت ڈرے۔ جب بیٹھک کے چاہتے تھے اٹھ کے بھاگیں۔ بوجھ سے ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ گھبرا کے [illegible] کے بل۔

آنکھ کھل گئی۔ کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ اسوقت سے سینے میں [illegible] پیدا ہو گیا اب ایک کروٹ چین ملتا ہے دوسری طرف لیٹنے سے طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ داہنا پھیپھڑا ضعیف ہے۔ اسوقت دوا کا [illegible] ان ہوا مگر وہی مریض خود ہی طبیب بنے ہیں جونسے سینک کے روئی باندھ لی۔ مگر [illegible] سے گئے ہیں۔ ہاں فائدہ ہوا کہ دو ایک روز کے بعد درد تو نہیں اسکی تکلیفیں کم ہو گئی طبیعت نے صبر کر لیا۔

اٹھیں اندر عاشقی بالا سے غمہا سے دگر

غم ابر کے [illegible] سے بار بار چلا جاتا ہے [illegible] تعبیر پوچھیں۔ مگر کوئی راز دان نہیں

کوئی انتظام معاملہ۔ خانہ داری کا جھگڑا ہوتا۔ اس سے مدد ملتی۔ انہیں بیٹھ کیا جانے صاحب
کا بہانہ۔ سرِ دست تعبیر خوابوں کو تلاش کرنا خفیف سی بات کو اتنا طول دینا۔ شان کے
خلاف۔ عادت سے بعید۔ نفس پر بڑا جبر ہے۔ پھر خدا جانے تعبیر کیسی ہو۔ مگر ایک بات
ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ بُرے خوابوں کی تعبیر اچھی ہوتی ہے۔ وہی لوگ سچے خواب بھی تو دیکھتے ہیں
پھر کیا معلوم کہ یہ خواب دیکھنے والے کی سمجھ آتی ہوتی ہے۔ اور کس حالت میں سیدھی
کسوٹی دیتا اور بالکل مثال کے ایسی فوٹوگرافی کا کیمرا حائل ہوتا اور دماغ کے
لینس پر معکوس عکس لیتا۔ اور کب چشم حقیقت میں کی آنکھ [illegible] ہو
خیالات۔ یہ افکار۔ یہ اندیشے۔ ایک وقت ایک دن سے [illegible]
درد ناشامی کے خمار۔ پھانس کی کھٹک۔ ورق الخیال کی موجوں کا اثر [illegible] اضطرار
میں ہوئیں۔ کبھی شامیں انتشار میں آئیں اور گئیں۔ غنچہ دل کا کنول [illegible] صبح
کھلتا۔ نہ شب بو جو شام ہی کو مہکتا۔ خورشید کی شعاعیں باد ہوائی [illegible] رنگ
محروم رہی۔ ماہتاب کی چاندنی غارتی نکلی۔ یوسف مایوسی ہوئی۔

اس شام میں لالہ تھے۔ نواب صاحب کا دل و دماغ تازہ [illegible] انکی بھی خاطر شگفتہ
نہ ہوئی۔ چلے گئے۔ کاروبار میں مشغول ہو گئے۔ ہاں دوکان پر چرچا اکثر رہا۔ اتفاق کی بات
یا سوچا سمجھا منصوبہ۔ بہرحال کسی نہ کسی سبب سے پنڈت تازہ وارد عروج کے [illegible]
میں دبا ہے۔ قریب محل [illegible] آنکلے [illegible] کسی سپاہی نے پنڈت [illegible]
ساعت [illegible] کی [illegible] ذات کی پاؤں لگے۔ [illegible]
گھر میں بتائیں انتظام لگائے روزی روزگار۔ پیشین گوئی کی۔ مالک کی قسمت سے
نوکر کی قسمت وابستہ تھی۔ خصوصاً [illegible] سمجھ میں سکھ نکلی۔ مگر تفصیل وراسے موقع پر ملتوی
کبھی پیسے لیکر چلتے ہوئے۔

اور لوگ بھی سنتے تھے۔ آقا کی علامتی [illegible] کبھی ایک تھے۔ انھوں نے
اور وقت بلا دیا۔ یہاں تو یہی کام تھا۔ [illegible] نیک ساعت [illegible] دن پہنچے
جاری [illegible] کچھ [illegible] اور کچھ عقل کی مدد سے بتایا قسمت کی خوشخبری بھی
آخر میں سنادی۔ انعام کی ہوس میں۔

ایک آدھ گستاخ [illegible] شناس خدمتگار نے۔ نواب صاحب کے حضور میں رپورٹ

بھی بولدی پر حضور دو پنڈت بڑے ہی ہوشیار ہیں وقت کے کامل بنارس کی طرف سے آئے ہیں کیا حال بتاتے ہیں۔ نواب نے سوال کیا ہماری سرکار کو کب تک صحت ہوگی حساب لگا کر بتا دیا۔ پیاسے مسافر کو قریب چشمہ کا مژدہ پہونچا۔ عندلیب کو ہوائے آمد بہار محسوس ہوئی۔ سوکھے دھانوں پانی پڑا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ملا۔ شوق نے تقاضا ضرورت نے اصرار کیا۔

بیماری اور ضعف کے تاؤ سے اعتقاد بھی گداز ہو رہا تھا۔ فوراً طالب ہوئے۔ ان کو حاضری کرنے کا حکم ہوا۔ الامر فوق الادب۔ پردہ میں بیٹھے بھی۔ سو رقعہ تھا اس پرچہ۔ راز ج ست سے ... پیدا ہوا۔ ... باہر ... باتیں شروع باہر نکلے۔

نواب صاحب نے پہلے تو قریب تھا۔ امتحانا۔ ادھر ادھر کے سوالات پوچھے۔ جواب بھی جچے تلے توجہ سے سنتے۔ یقین اور اعتقاد کا رہوار کنوتیاں بدلتا رہا۔ گیسو ادائی کی بجائے جیب تیا کی کی جھنکاریاں۔ وحشی کو رام کر کے رہیں۔ اب کھلی بالطبع ہو کے سب قسم کے سوالات ہوئے دولت۔ عزت۔ علالت۔ اولاد صحت سبھی اس لپیٹ میں آئے۔ مگر ملازمت خواب۔ یاد ہر دفعہ آتا۔ لیکن زبان پر نہیں آتا کیوں جب سب کچھ پوچھا۔ تو اس میں کون سا استثنیٰ ہے۔ ہاں یہ تو کچھ سمجھ گیا مگر نہیں معلوم عالم رویا تھا کہ عالم غیب کا مقدر کا قسمت کا۔ یا انہی دل کے خطرات کا۔ اس بھید کو تسلسل فہم انسانی کے فلسفی بال کی کھال نکالنے والے جانیں۔ بیچارہ افسانہ نگار واقعات کی نیرنگی دیکھنے دکھانے والا ان جھگڑوں میں کیوں الجھے۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہے کہ شاید تعبیر کی باری کا دھڑکا۔ زبان پکڑ لیتا ہوگا۔

لالہ صاحب تو ایک درجے تک دخیل ہو چکے کفیل ہو چکے۔ چھلکے دار ہو چکے۔ ... حاصل ہو چکے۔ انکے رسوخ کے سورج کی کرنیں زمینداری علاقہ داری کے وسیع اور زرخیز کشت زار کی تہ زمین تک پہونچیں تھیں۔ فصل کی پیداوار کے رگ ریشے تک دوڑیں ان دونوں پنڈتوں نے اپنے کمال کا نیا دانہ ڈالا۔ سرکار کی آبیاری مرحمت سے نظر باغ ہی کو سرسبز کرنے کی آرزو کی جب کچھ دن حاضر باشی میں بسر ہوئے۔ تو آخر ایک روز خواب کا حال نواب صاحب نے سنایا۔ آدمی تھے فربیں۔ ذکی۔ طباع اڑتی چڑیا کے پر گننے والے۔ زمانے کی نبض پہچانتے تھے۔ وہ ایسے طبیب۔ علت سے معلول اور معلول سے علت جاننے والے حکیم معمولی تعبیر بیان کردی۔ وسوسہ دفع کردیا دل کو خوشی خاطر کو تشفی ہوئی۔ مگر بجائے خود اس سیلہ غبار میں کالی آندھی کی خبر

پڑھ لی۔ شب تاریں عصائے فراست کے سہارے ہر چیز ٹٹول لی۔

دونوں ماننے میں نواب صاحب کے نزدیک بھی مرض مزمن ہو چلا تھا۔ ضعف کے ساتھ اڑانے کی خواہش قوی ہو گئی تھی۔ لاپروائی۔ بداحتیاطی۔ بدپرہیزی یہ سب قوت کی مہنگیاں ن میں اضمحلال پیدا خود سروں کو سمجھ نہیں لگاتا۔ اب علاج کی فکر بھی ہوئی مگر آتش شوق کی اشتعالک۔ وطرفہ ترغیب۔ کیونکر طبیعت مقابلہ کرے۔ یہیں ویسا کی زد آخر قلب پر پڑی اور میدان براہمہ کے ہاتھ رہا۔

دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند۔ مگر بادشاہ مفت بدنام ہیں۔ انکی تخصیص کیا۔ دونوں کیسے تو ٹھیک بھی ہے۔ دو رقیب باہم آسایش نگیرند یعنی دو ہم غرض در مقامی نگنجند۔ لالہ اکھو مطلب اپنے کام میں مصروف تھے مگر ناانجام بین تو نہ تھے۔ برہمن بھائی چھپے ہی تھے مگر تھے تو قابل تعظیم عالم۔ فاضل کیسی نہ کسی گروہ قوم میں ذی اثر۔ لیکن کھائی عداوت سواد الوجہ فی الدارین بکتائی۔ اور خدا جانے کیا کیا فند شرعاتی۔ بظاہر چپ رہے مگر آتش خاموش کیطرح تاب و غضب کی تپ آقا کی حرارت کیطرح پوشیدہ رہی۔ اگر وہاں لمس تک نہ گرم ہونے پایا تو یہاں بھی چہرے پر شکن نہ پڑی۔ دونوں برہمن سیجے انھیں سے ملے رہے۔

علاقہ اور گھر کا انتظام لالہ کے حصے میں پڑ چکا تھا۔ دونوں بھائی کیا پائیں۔ ذات نواب باقی تھی وہ بھی گرفتار عوارض مبتلائے ضعف پیراسری۔ ڈوبتی ہوئی سوئی پر تھا۔ شست لازم آئی کچھ نہ سہی پنجہ ٹیکنے کا سہارا تو ملگیا۔ دوسرے برہمن۔ خیر خیرات پانے کے عادی۔ انکو بھی غنیمت تھا۔

علاج کا شوق پیدا ہو ہی گیا تھا۔ دستور ہے تلافی مافات پر طبیعت متوجہ ہوتی ہے تو بلا کی۔ قضائے عمری عبادت کا شوق آتا ہے۔ طوفان کیطرح۔ نو مسلم اچھا مسلمان تازہ عیسائی آئے دن گرجا پر قربان۔ وہ ابر دو موسے مرغ کیطرح ہلال کو دیکھ نہ پڑا تو یہ ساری دنیا کو حوالہ دار کرتا ہے۔ اسیطرح علاج کیطرف بھوک سو زیادہ مضطرب ہوگئے۔ آئے۔ پنڈت سب گنوں پورے۔ علاج یونانی مصرانی۔ دونوں میں دخل کامل تھا مگر ترقی بھی اسرار چاہیئے۔ ایک تو مریض نازک۔ دوسرے حالت نازک تیسرے زمانہ نازک۔ بمشورہ لالہ نسخہ تجویز ہوا جسم زمانہ کے دیکھا نہ گوش

فلک نے سنا یعنی آنکھ میں لگا یا جائے۔ سارے جسم کے عوارض دفع کرتے
جسم و چشم میں تجنیس بھی تھی۔ بات عقل میں آئے نہ آئے۔ آنکھوں سے تو دیکھیں گے۔
بصارت میں بھی ضعف سے فرق تھا۔ اعضائے رئیسہ کے ضعف سے کبھی کبھی
تملے آنکھوں کے آگے نظر آتے تھے۔ اور بصیرت تو مدت کی جا چکی تھی۔ اسے نہ ہوکا دیا
آنکھ بند کر کے جو کہا وہ کیا۔ سرمہ۔ کاجل۔ انجن جو بھی چشم زدن میں تیار ہوا جس
مشترک کے مقام پر ہاتھ۔ خط تقدیر پر انگلی رکھو۔ سلائی پھیری گئی۔
نسخہ شفا ہو۔ یا باعث چشم بد دور دیدہ، چپکے جو تقدیر کا لکھا ہو بہر صورت
ورق توضیح البیان رہے گا۔

آنکھ کا ڈھیلا بے حس بنا ہے۔ مگر پلک کا بال چبھنے کا رونا۔ کھٹک پیدا کرتا ہے
ذرے سے ذرا سی رطوبت میں سوئی چبھنے [illegible] سلائی [illegible] سے
تکلیف شدید ہوئی۔ [illegible] ہوئی۔ یا امراض کا ہجوم۔ راستہ تنگ۔ کشمکش ہوگی۔
حجاب عوارض تیلیوں کے [illegible] اسود کو بوسہ دینے [illegible] ہو سکے
یا کعبہ صنم خانہ بچھوا [illegible] کو دوڑے۔ آنسوؤں کے چشمے جاری ہوئے رو کر
پانی ہو کے بہے جاتے ہیں۔ یا قسمت کو حالت روتی ہے۔ غرض [illegible] ہو۔
گذر اس سلا [illegible] ڈھیلے [illegible] گئے۔

دیدہ [illegible] سے سوا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

آنکھیں [illegible] بصارت [illegible] گئی۔ اندھیری چھائی۔ روشنی اڑ گئی۔ [illegible]
[illegible] صبح بنارس کا نور [illegible] شام اودھ کا [illegible]
[illegible] آنکھ [illegible] ظلمت [illegible]
کی گردش سے طرفۃ العین میں غارت [illegible] سامان ہے [illegible] اخلاص [illegible] سے
مگر سلامت ضرور تھے۔ آج سے ایک مرض تشخیص میں آیا۔ بھائیوں کی جوڑی
نے [illegible] حدود سے جفت کو بہتر جانا۔ [illegible] مسعود [illegible] کی
گھر سے چاروں طرف سے بلاؤں کا نرغہ ہوا۔ خاندان کا [illegible] آفات کا تودہ
بنا۔ قلعہ کہنہ خانہ خرابیوں کے ہاتھوں صرف خرابہ ہو کے رہ گیا۔

پانچواں باب

من چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام کو دبدھا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام

کوٹھیوں میں کھانج ۔ آفت میں مصیبت ۔ افلاس میں حاجت تنگدستی میں مصارف بیچارگی میں شوق ۔ بے بسی میں عشق ۔ گھر کی یہ حالت ۔ خاندان کی یہ گت ۔ اور صاحبزادوں کو جوانی کی امنگ شباب کی ترنگ ۔ اونچ نیچ سوجھائی دیتا ہو ۔ نہ نیچ دکھائی دیتا ۔ مناسبت وقت کسکو کہتے ہیں ۔ مصلحت زمانہ کیا ہو ۔ عمر کا تقاضا ۔ نظارۂ خورشید جمال کی گرمی ۔ روک ٹوک کی غیر موجودگی ۔ خیال چشم نمائی کو ۔ نہ تحمل کو ۔ شمالی کو ۔ شوق نے ہمت کو بے تمیزی سکھائی ۔ بے تمیزی نے ولولے کی مہار چھوڑ [illegible] اور صحرائے عشق میں سراب امید کے تعاقب کیواسطے چھوڑ دیا ۔ اسپر دونا ستم یہ کہ

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل

بڑے صاحبزادے احمد شاہ مزاج کی افتاد اور خارجی اسباب سے ذری پیش پیش تھے ۔ انکی فی الجملہ بیباکی اور دبنگا پن نمایاں طور سے تھا ۔ اس معاملے خاص میں بھی سے پہل انہیں سے تقدیم ہوئی تھی سلسلہ واقعات تازہ کی فہرست میں بھی یہی پہلی مد تھی اگر رام سرن کی دوکان پر بیٹھ کے انکو موقع نظارہ ملتا تھا تو حق بجانب تھا ۔ منصب مرتبہ مصلحت کے تقاضے بھی یہی تھے ۔ دو چار مرتبہ کی نظر غلط انداز کے بعد ہاتھ ملوانا ۔ بلکہ دو چار باتیں کرا دینا نہ لا کیواسطے سنگین کارروائی سخت جد و جہد خاص حکمت عملی کا محتاج تھا ۔ نہ آنسس دلبر ہوش ربا ۔ غارتگر صبر و قرار کی طبع آزادی پسند ۔ مزاج بے تکلف سے بعید مگر صاحبزادہ ہندی سرشت سنا تجربہ کار خام مزاج کو معراج سے کم نہ تھا ۔ اور معراج بھی وہ جو اعانت معلم الملکوت نصیب ہوئی ہو ۔ جسمیں نہ مسئلہ خرق و التیام کی الجھن ہیں ۔ نہ فلاسفۂ کرام کے چنان چنین ۔ نہ براق اخلاق نہ سیر [illegible] ۔ نہ جبرئیل عقل [illegible] رہنمائی کا [illegible] ۔ ابلیس ہادی تقلید سدرۃ المنتہیٰ ۔ لا انتہا سے [illegible] خود کھیل چکے ۔ اپنے زمانے [illegible] بہت سے [illegible] پاپڑ بیل چکے تھے ۔ اسلئے قبل وہ اپنے [illegible] لڑکپن میں [illegible] کی حمایت و فطرت کی [illegible] کر کے [illegible] بنا چکے تھے ۔

اب دو بدو گفتگو کر آئیے - وعدہ پورا کر دیا - بڑی بڑی دقتیں رفع کر دیں - گلستان کا مشکل دیباچہ پڑھا دیا - بابو نے خود مطالعہ کیا ہوتا اور سمجھ بھی تھا کوئی کتاب ساتھ دیکر اسٹیشن پر قلی کاریوں کو تشکیل ڈھکیل انجمن سے جوڑ دیتے ہیں - آگے بڑھیں جانے انجمن کی انتہا تم جانتے - وہ پورا جانتے

انکو بھی تو بیاک گاڑھی اور شنٹ کرنی تھی -

چھوٹے صاحبزادے ان باتوں کو دیکھ دیکھ کر اور بہت کچھ سن سن کے - پیچ و تاب کھاتے مثل ماہی بے آب [illegible] بڑے بھائی صاحب کی ہر بات میں ترجیح رعایت ظاہر ہوا رشک کے [illegible] اور حسد دو چگر رہے - بچپن میں کبھی کبھی کس نا سمجھی بہت ضد پہ بھائی صاحب طول ہیپت سے بھی خبر لیتے تھے سیانے ہونے پر اسکا کینہ بھی تھا -

یہ زمانہ ہو نائی بے تمیزی کا تھا ہی پھر باشا اللہ سے سمجھ بھی آئی - سمجھ خود داری کو بھی ساتھ لگا لائی شوخی و رشتگی کی ہوا دماغ میں سمائی - کہاں مصلحت وقت - کدھر لحاظ اخوت اور کون چھوٹا - کون بڑا بھائی "دوستان باش و برادر خرد مباش" کی نصیحت آموزین "آزدو در جوانان عیب نیست" کا اسپورٹ (پروانہ راہ داری) بازو سے ہمت پر حلقہ کا مصرع -

رندی و خرابا تی و عہد شباب اولی

زبان حال پہ ع

اے زر فرست بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

کی شیشتا لک اٹیکا سے کورشک و حسد نے بستر راحت کو فرش خار بنایا - خود غرضی نے انانیت کا اندھا آئینہ دکھایا اپنی شکل و صورت دیکھی نہ جوہر ذاتی پہ نظر کی - خانہ جہل مرکب باد چراغ عقل گل - ایک روز جوش میں آ - اٹھ کھڑے ہوئے اور جاتے ہی لالہ صاحب کو حرف بتا سمجھ وہاں دیکھ دوکان پہ بیٹھ گئے - بیٹا ایک ہی دانا بینا - خاطر مدارات - ظاہری اخلاق چہرہ باقی سے پیش آیا - رہا تپسیار ہے کو [illegible] خواہش دلی کا ہیجان تیز ہوا بعد گفتگو سے معمولی شکایت کا بھی کیا تھا اور جواب کا [illegible] پوانی [illegible]

خاطر - (صاحبزادہ خورد) کیوں صاحب ایک شکایت کرنے آج آپ کے پاس آیا ہوں - میرا

نہ پاسنیے ایسی ہی آج میری دلپر چوٹ لگی ہو جو شکایت زبان تک آئی ہو ورنہ آپکو معلوم
ہو میری برابر ضبط کرنیوالا سختیان جھیلنے والا۔ آپ دنیا مین نہ پائینگا۔ ادنی سی باتیں
آپ سے کہون۔ بڑے بھائی صاحب کی وہ تابعداری اور اطاعت مین نے ابتدا سے کی ہو کہ اگر
آج کوئی اور ہوتا اور تمھارا کلیجا لاتا تب بھی لو ٹھوکر کھاتا [illegible] اور ابا نے
ہم دونون کو بلا کے کہا اپنی اپنی پسند کی لے لو بھیا کا فرمون جو مین نے کچھ پوچھا [illegible]
چھانٹ کے چند سی لے لینے کو کہا مین نے بھی اٹھا لی [illegible]
میری سامنے سے تھالی اٹھا اٹھا کے کھا گئے اور [illegible]
رہگیا۔ پھر یکا یہ حال۔ جو بھائی صاحب نے کہہ دیا تھا کہ یہ ہٹا دو [illegible] قبول کیا
نہیں حضرت کیا ہم کوئی ہٹیلے نہیں۔ [illegible]
تھے۔ پھران سب باتوں پر انکا یہ حال یہ کہ ذرا سی [illegible]
ادھر ادھر سے آئے چپت لگا دی۔ آپ بندر کا تماشا دیکھ کا ناچ [illegible]
پھر کبھی پیسے دیے اور جب ہم کہیں کٹھ پتلی یا لال گوڑی کا تماشا دیکھیں دو پیسے [illegible]
آنکھیں نیلی پیلی کیون۔ بابا ایسی ڈھٹائی کے آگے چاہت خبر لین۔ ابتک میری کبوتر [illegible]
بھری [illegible] آیا کہیں مارتا جتنے وہ بھون ڈالتے ہین پھری کا پاٹ خالی کر دی۔ اب خالی
اڑتی ہو۔ ارے اور تو اور انڈا ادھر ہوا اور ادھر بھائی صاحب قبلہ نوش جان کر گئے۔
بٹیر دنکا یہ حال کہ ادھر آج کوئی پالی مین ڈرہا بس کل اسکی خبر نہین لے اڑے [illegible] انکے
کباب تلتے ہونگے۔ غرضکہ کہانتک کہون۔ میری یہ تابعداری۔ نفس کشی اور بڑے
بھائی صاحب کی یہ سفاکی۔ بیرحمی۔ [illegible] کا زمانہ گیا۔ آخر مین بھی پتا
رکھتا ہون بندہ بشر ہون۔ کہانتک یہ ظلم زیادتی اٹھاؤن۔ آپ سے مین نے کبھی
آخر مرتا کیا نہ کرتا ٹھان لی ہو۔ بڑی [illegible] بالائے طاق رکھدون۔ اور [illegible] جواب
دون وہ تو کہئے مجھے ابا جان کا لحاظ تھا۔ وہ بارہا مانع رہتے تھے۔ ذرا انکی نظر عنایت
حضرت کے حال پر بہت تھی ورنہ کب کا مزا چکھا دیتا۔ آخر مین ایسا گیا گزرا کیون ہون
جو وہ سوچھم۔ ایک توسے کی روٹی کیا چپڑی کیا موٹی۔
لالہ۔ اچھا یہ تو سب حال ہمکو معلوم ہی۔ مگر یہ بتائیے۔ ادھر کون بات ایسی ہوئی
جس سے آپکا دل ایسا پھٹ گیا۔ اور آخر ہوئی کیا ہی میرے تو آپ لوگ آقا زادے ہین

اور انصاف بھی یہی ہے ہر طرح مساوی حق اور منصب رکھتے ہین - میرے تو آپ دونون داہنی بائین آنکھ ہین - بلکہ سچ تو یہ ہے آپ زیادہ قابل رعایت ہین - انکو بڑے بھائی ہوکے شفقت اور رعایت کرنا چاہیئے - نہ کہ ایسی بات جس سے دل مین کھونٹ آئے -

حامد - ہان انصاف تو یہی ہے - مگر کہنے اور کرنے مین اللہ بڑا فرق ہے - بڑے مردونکا کام ہے جو حاضر غائب یکسان ہون - ہمکو تو سب ہی دغل فصل کرنے والے ملے -

لالہ - بھلا ہمکو بتائیے کسی معاملے مین -

حامد - لے بس چپکے رہو لالہ - تمکو بھی دیکھا - زیادہ منھ نہ کھلواؤ - آج مین اسی کی تو شکایت لایا ہون -

لالہ - تو کیا مجھسے ؟ - معاذ اللہ - تمکو دھوکا ہوا ہوگا -

حامد - جی ہان آپسے - آپسے - آپ ہی سے -

لالہ - (حیران ہوکے) لے بس حد ہوگئی بھلا ہمکو کون فائدہ تھا - کسی کی طرف ہین - ہم تو سب کے تابعدار ٹھہرے -

حامد - اجی اب آپ کیون مجھے بنا لیتے ہین - مین اب بچہ نہین رہا -

لالہ - آپکو بچہ کون کہتا ہے - ماشاء اللہ بچپن سے آپ ہوشیار ہین - مین نے بارہا نواب صاحب سے کہا آپکی پیشانی سے اقبالمندی معلوم ہوتی ہے بڑے صاحب تو خیر لائق ہین ہین - مگر چھوٹے صاحب گھر کو سنبھال لیے جاتے ہین ابھی سے عقلمندی معلوم پڑتی ہے - تو بس انتظام اپنے گھر کا سنبھالین گے -

حامد - پھر کیا اسمین کسی کو شک ہے - واللہ اگر ابھی گھر اور علاقے کی آمدنی سپرد کردین وہ بندوبست کردون کہ سال بھر مین گھر کی صورت بدل جائے - تو نام نہین مگر خیر کہنے سے کیا حاصل - لوگ سمجھتے ہونگے شیخ چلی کے منصوبے ہین - اجی اسی بحث کو جہنم مین ڈالو - اپنے گھر بار کا انتظام جو ہو سو ہو - ہم سے کیا [illegible] تو میری اس بات کا جواب دو - کہ تم نے لالہ بڑے بھائی صاحب سے اور ان بہن صاحبہ سے دیکھو رسم کرادی - اور ہمکو یونہین ٹالدیا - واللہ تم سے یہ امید نہ تھی - اچھا بتلاو تمکو خطاب کا کیا پتہ لگا ہے -

لالہ۔ یہ آپ سے کس نے کہا۔
حامد۔ کس نے کہا کیا خوب کہی۔ ساری دنیا کہتی ہو۔ تم

تا نباشد چیزکے مردم نگوید چیزہا

آخر اس چھپانے سے کیا ہوتا ہو۔ میرا دل خود گواہی دیتا ہے۔
لالہ۔ سنئیے۔ یہ سب آپکا گمان ہو۔ نہ آپکے بھائی صاحب ایسے۔ نہ وہ ایسی کہ ان سے ملنا۔ اور پھر قابل رقابت ہونا۔ منہ کا نوالہ ہو۔ اصل بات یہ ہو کہ آغا جان نے مجھ سے کہا اینسے انٹروڈیوس کرادو۔ (تعرفیہ کرادو) میں نے کرادی۔ جس کی [illegible] کی نوبت نہیں جو وقت ہوئی۔ ایک دن وہ بھی یہاں تھے۔ مس آئیں۔ ہاتھ ملایا۔ مزاج پوچھا کچھ اپنی زبان میں بولیں۔ یہ بیچارے کچھ سمجھے نہیں وہ مسکرا کے چلی گئیں۔ بس اتنی بات ہے۔
حامد۔ اچھا یہ کچھ کم ہے۔ آپنے تو اسمیں بھی ہم سے بخل کیا۔ آخر اس ترجیح کی وجہ ہی کیا وہ کون ایسے فلاطین بنکر آئے۔ وہ تو انگریزی کے نام ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ میں نے تو کچھ شُد بُد حاصل بھی کرلی۔ گڈ مارننگ سر۔ یس۔ نو۔ ہاؤ ڈو یو ڈو (مزاج شریف) تھینک یو (شکریہ) گڈ اٹ ول۔ (بخیریت ہوں) دری گوڈ (بہت خوب) وغیرہ اس تلفظ سے ادا کرتا ہوں کہ اگر الٹ میں بیٹھا دو تو یہی معلوم ہو کوئی انگریز بول رہا ہے۔ اچھا ہم سے ایسے لوگوں سے ملاقات کرانا چاہیئے یا ایسے ایسے جاہلوں سے۔
لالہ۔ اچھا یہ ابھی کیا گیا ہے۔ اور ہمکو کیا ہوا کیا جاتا ہے۔ بڑی شکایت اسکی ہو آپنے صاحب سے ملاقات کرادی۔ اچھا تم بھی کسی دن آؤ۔ تمکو بھی ملا دیں۔
یہ وعدہ ایسا نہ تھا کہ ان صاحبزادے کو حواسوں میں رکھتا۔ انکو کھول کے اتنی عمر تک ایسا سبز باغ دکھایا۔ نہ یہ لطف دیکھا تھا اب نظر آیا جامے سے کیا [illegible] باہر ہو رہے۔ چلیے فرحت [illegible] لالہ کو۔ دونوں نے ایک ہی [illegible] [illegible] خوشی [illegible] لیا۔ [illegible] لالہ [illegible] [illegible]

اس عمل نے دفع کر دیا - دکان پر دو چپراسی بغیر تنخواہ کے ملگئے - باری باری مراد بیٹھے
اور اتنا احسان کر - خدمت عجب چیز ہے - اور پھر خود مطلب کی - حاد شاہ زادے دکان
کے کام میں ہاتھ بٹا لیتے تھے - پھر مفت کرم داشتن میں تامل ہوتا - آخر انہیں بھی ان کی محنت کو
ملوادیا - چلو مراد بر آئی - لا گنگا نہائے - انکے دونوں بیٹھے رہے ہیں - یہ دونوں جہان
سے گئے - سودا سے محبت ہوا - دید وادید کا بڑا چا - رقابت بھی باہم تھنے جاتا
نہیں - گھر میں موجود - رات دن یہی دھن - یعنی فاقہ ہی جھگڑا - کبھی چرچا -
رنگیں باتیں کی خبر کس کو - کچھ معاملات کی کھتی کس گرہ کشا انکھیاں [illegible]
خانہ اقبال کی کڑیاں روز بیتی ہیں کون آڑ داڑ لگا سکے درد دل [illegible]
شق سے - مگر انکو وہم ہے - مگر دانت نکالنے کاٹنے کو دوڑتا - [illegible]
تو تڑہ اشک آلود کیطرح سرنگوں ہوا اور انکو خوف ہے کہیں یہ [illegible]
تھکے زنجیر پا نہوں - جلدی سے پاؤں رکھکر چلدیگو - اور اللہ کی [illegible]
پناہ ہو - یہ تو ضرورت - حاجت - اور گھر کے نمبر لینے والوں کی یہ وحشت امر [illegible] کا
دل کبتک نہ کرتے - ابتدا سے مرض میں تو دن میں دو چار بار مزاج پرسی پاس
آجاتے - مزاج پرسی ہی کر لیتے بیگم بھی اور اس ہوکے پیشانی پر ہاتھ رکھکر نبض
دیکھ جاتیں - اب جیسے جیسے طاقت نے جواب دیا - دوسروں کی اعانت کی ضرورت
بڑھی - ویسے ویسے [illegible] خدمتی تھکے - زمانے کے مرہم لے [illegible] کے
زخم مندمل کر دیئے - بیگم سرمایہ عیش و راحت - انہوں نے قسمت کی عیش و راحت
کا ساتھ دیا - [illegible] روشن [illegible] کسی طرح اپنا
دل مطمئن کر لینے کو

"خدا کے فضل و کرم"

[illegible] سلامتی سے ایک [illegible] دو [illegible]
طاقت [illegible] ہیں کہ [illegible] -
[illegible] اعضا کی قوت کا دوام کیا ہے - لیکن دماغ کی کوٹھی
ولیسی ہی چلتی رہے - یہ رنگ دیکھ دیکھ کے بعض تو اب سب پر بہت ہی برہم ناخوش
ناراض اور اپنے حال پر اسقدر بار ہوئے - بیگم کی صورت سے نفرت ہوئی -

صاحبزادون کو عاق کر دیا - یہان بھی دل ہی کہتا تو نہ تھا مگر چاہتا ضرور تھا - عشق تازہ مین مرض کہنہ کا بظاہر بلحاظ تحمل بیشک تھا - چلیئے اس سے بھی نجات ہوئی -

معاملات عشق و محبت - نوعمری - ناتجربہ کاری - آوارہ مزاجی سے دُنیا مین دفتر کے دفتر سیاہ ہین اور پھر جہانتک جی چاہے خیال جا سکے بڑھاتے جایئے - صاحبزادے بھی دُنیا سے الگ نہ تھے - بس مختصر انداز کر لیجئے کہ جو کچھ ساری دُنیا ملکے کرتی وہ یہ دونو سے کر گزرے - ماں باپ والدین چھوڑا - گھر کو آگ لگائی - دُکان پر دھونی رمائی - آبرو پر پانی پھیرا - نہین اپنے ہاتھون اسطرح خوشی خوشی پھیرا - جیسے بدخط نو مشق وصلی دھوتا ہے - آپس مین بار ہا سر بازار لپٹے ایسے لڑے کہ لہولہان ہوے - جوتی بیزاری - ایک دوسرے کا فضیحتا کیا - بلکہ مادر پدر کی نوبت آ گئی - جسنے سُنا کوئی انگشت بدندان ہوا - کسی نے ملامت کی - کسی نے لعنت بھیجی - کسی نے مضحکہ اڑایا - مگر کوئی بندہ ایسا نہ نکلا جسکو رحم آیا ہو -

بازار کا جھگڑا - آئے دن کا بکھیڑا - بات بڑھتے بڑھتے دُور تک پہونچی - مِس نے بھی پوری کیفیت دریافت کر لی - اور ایک دن عین بر سر معرکہ آ پہونچی اب یہ وہ وقت ہے کہ دونون رئیس زادے ایک دوسرے سے بلبلون کیطرح گتھے - اسکے سینے اسکے ہاتھ مین اسکا گریبان اسکے پنجے مین - دونون کے ہاتھون مین جوتا - کیچڑ مین لت پت - لالہ صاحب کی دُکان کی تھڑی مین تلے اوپر پڑے - اور ایک دوسرے کو مغلظات سُنا رہے تھے -

دوکان سے نوکرون کو بھیجکر چھڑوایا - سامنے بلایا - اور دونون کو مخاطب کرکے یون کہا -

مِس - بڑا معزز حال چلن ہے - محبت ہو یا عداوت - رشک ہو یا رقابت مگر جسطرح کا انسان ہوتا ہے - اسی طرح ان باتون کو ظاہر کرتا ہے - ہم کو آپ لوگون کا حال سب معلوم ہے اور جو کچھ کسر تھی وہ آج پوری ہوگئی - اب زیادہ انتظار کی حاجت نہین رہی - دو دو باتین ہم آج آپ سے کرنا چاہتے ہین آپ کی ذاتی عزت تو یہ ہے کہ ایک سوداگر کی دُکان کی تھڑی مین اُلجھے پڑے تھے

سے شجاعت یہ کہ بجائے خنجر تلوار کے جوتے بطور سلاح کام مین آتے ہین ۔ رجز خوانی کے عوض دو سگے بھائی کو مادر پدر کرتے ہین اور یہ شرم نہین آتی ہمارا باپ کون اور انکی مان کون ۔

احمد شاہ ۔ زہے نصیب ہمارے جو آج آپکو اسقدر ہم مہربان پاتے ہین الحمد للہ اتنا خیال تو دلمین ہو واللہ یہ ساری ذلت بادشاہت سے بڑھکر معلوم ہوتی ہو ۔

حامد شاہ ۔ جی ہمتو ایسی ہی ذلت روز چاہتے ہین ۔ بلا سے آپ بے تکلف تو ہون ۔

مس ۔ بھلا ایسی احمقانہ مجنونانہ حرکتون اور باتون سے تمکو امید ہو پھر تم سے ہاتھ ملاینگی ۔ تم قلی سے زیادہ ذلیل ہو ۔

احمد شاہ ۔ مس صاحب خطا معاف کیجیے ۔ بخدا اگر یہ نالائق پاجی مجھکو گالی نہ دیتا تو مین ہرگز جوتا نہ اوٹھاتا ۔

حامد شاہ ۔ یہ جھوٹا ہے آپکے سامنے بات بناتا ہو جسکی بات مین فرق اُسکے باپ مین فرق ۔ پہلے اسنے کیون مارا ۔ اگر میرے ہاتھ مین تلوار ہوتی تو مس صاحب مین تلوار ہی مارتا ۔

مس ۔ بی بی معلوم ہوتا ہو تمہارے گھر سے دولت گئی پس عزت بھی گئی

دونون ۔ یہ نہ فرمایئے واللہ اب بھی گئے گذرے حال پر ابھی اتنی طرح چین ضرور ہے کہ دس پانچ پشت تک امیر بنکے رہین گے اور ایک کونا بھی خالی نہو گا ۔

مس ۔ اس سے معلوم ہوتا ہو تمکو اپنے گھر کی بھی خبر نہین ۔ یہ بنیا جب آٹا دال بھیجتا ہو تب گھر مین روٹی دال پکتی ۔ دیا سلائی دیتا ہے تب چولھا جلتا ہے ہانڈی [illegible] ہو ۔ برتن اسکے گھر سے جاتے ہین تب کام چلتا ہو ۔ باہر سے اندر تک [illegible] اسکے دیئے ہوے کپڑون سے تن ڈھانکو ۔ بلکہ اگر دکان سے سوئی دھاگا نہ دے تو سوا [illegible] کفنی ساری کے چیتھڑا نصیب نہو ۔ پس یہ تو تمہاری مقدوری کا حال ہو اور اسپر یہ ڈینگ ۔ پھر یہ تو ہو تمکو آتا ہی کیا ہو آج یہ لالہ ہاتھ کھینچ لین تو بھیک مانگے بھی تو نہ ملے ۔ تمکو کوئی ہنر بھی نہین [illegible]

بھلا اور باتین تو در کنار جوتی کا ٹانکنا بھی نہین معلوم۔
احمد شاہ۔ یہ تو آپ کے جی مین آئے ارشاد فرمالین۔ مگر اصل یہ ہے کہ یہ باتین شرفا کے واسطے ہین نہین۔ ہمکو خدا نے جوتے گانٹھنے کو پیدا کیا ہوتا تو چمار کے گھر بھیجتا۔ شان ریاست کے واسطے جو باتین لازم ہین وہ ہم مین خدا کی عنایت سے سب ہین۔
مس۔ ہان ہونگی۔ اور کسی زمانے مین ممکن ہے ایسے ہی لوگ شریف سمجھے جاتے ہون۔ مگر ہم تو شریف اور معزز اوسکو سمجھتے ہین جو ہمارے ہان کی شرافت کی خوبیان رکھتا ہوگا۔ ہمارے نزدیک آپ سڑک کے صاف کرنے والے بھنگی۔ اور بوٹ صاف کرنے والے چمار سے بھی بدتر ہین۔ ہم آپ سے بات کرنا نہین چاہتے۔ بس آج سے خبردار ہم آپکو یہان نہ دیکھین۔ چلے جاؤ سامنے سے۔
تشکر کا مقام ہے۔ دونون صاحبزادے محض شوقیہ اس مشغلے پر متوجہ ہو گئے تھے۔ کچھ حسن صورت۔ کچھ باسانی سے رسائی کی چاٹ۔ کچھ لالہ کی کھلی بازی۔ کچھ تقاضا سے سن۔ ان بیچارون کو اس وادی پڑنا پڑا تھا۔ ڈانٹ ڈپٹ سنی۔ دل شکستہ ہوے۔ ہمت فرار ہوئی۔ اور یہ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے۔ قسمت کو جھینکتے۔ گھر واپس آئے۔

چھٹا باب

تکلیف مین دل عذاب مین جان

اعمال کی خوبیون کے سامان

آفتاب کی حرارت اور کشش مین فرق آ گئے۔ اور نظام شمسی بحال خود رہی۔ خلاف عادت بھیر۔ اسٹیم گھٹ جائے۔ اور انجن کا کام دیتا رہے تجربے کے برعکس۔ کمانی کے دم مین بل آئے اور گھڑی کے پرزے

چھٹے رہیں - یہ چلنے والی بات نہیں ۔ مقناطیس سے قوت سلب ہو جائے - اور آہن ربائی برقرار رہے غیر ممکن - مرکز ثقل ٹلجائے - اور کوئی شے بجا رہے اصول میکانک کے خلاف -

پس افسانہ ان کی یون طول بیماری - رب النوع کی یون معذوری - انتظام کی اسطرح برہمی - اگر ابتری نہ پیدا کرتی تو حیرت کی بات تھی - بہر ادسپر مریض کے مزاج میں زود رنجی ضد - استبداد - خشونت کا راہ پا جانا - اور بھی کوڑہ میں کھاج تھا -

ابتدا تو عرصے سے ہو چلی تھی - مگر اب کی پھوڑے کے پھوٹ بہنے - پر زخام کے بھٹکنے کی نوبت آ گئی - یعنی بیگم کو اپنی موجودہ حالت پر نظر ہوئی - بدخواہ نوکروں کی خانہ براندازی غمازی اور ناعاقبت - ناخلف اولاد کی سرتابی سے دستور ہے جس دھڑکے کو بار بار زبان پر نہیں لا سکتے - جس غم کو ظاہر جس خوف کا مذکور نہیں کر سکتے - وہ نیم کش تیر ٹوٹی ہوئی پھانس کیطرح ہر وقت دلمیں خلش رکھتا ہے - یہ بیماری - یہ معذوری - یہ صحت سے مایوسی - یہ گھر کی ابتری - ایسی نہ تھی کہ آنکھوں پر آنکھوں کے سامنے رہے - اور بیگم کو نظر نہ آئے - ہاں تقاضائے انسانیت اور نسائیت سے اتنا ہوا کہ مدتوں اس بھیانک صورت - ہیبت ناک تصویر کو آنکھ بھر کے نہ دیکھا - جب آگے آئی نظر نیچی کر لی - یا ادھر ادھر دیکھنے لگیں - مگر کب تک - اور خصوصاً بظاہر ہمدرد اور بباطن خودغرض - خیرخواہوں نے جب لوٹک لوٹک کے اشارہ کنایے اور صراحت سے

"نگاہ رو برو"

کی صدائیں بلند کرنی شروع کر دی ہوں - زندہ در گور سہاگ - کافور آمیز عطر عروسی مصیبت تخمیر عافیت - خرابی مضمر تعمیر سے آگاہ ہوئیں - اور دل سے آگاہ ہوئیں مرنے کا ساتھ کوئی مر نہیں جاتا - اور جو قبل واقعہ ایسا ارادہ رکھتا بھی ہے وہ بعد کو ندامت کے ساتھ ترک کر دیتا ہے - پھر کبھی بیگم ایسی گرویدہ عاشق تھی بھی نہیں - کہ ستی ہو جانیکی امید ہوتی - ہاں ایسی بیوی تھیں جیسی اہل ثروت میں معمولاً ہوا کرتی ہیں - پس اگر انکو خیال آیا کہ خدا نخواستہ دشمنوں کے ...

حال رہا تو نتیجہ کیا ہونا ہے اور واقعہ کیا پیش آتا ہے جسطرح اتنی عمر کٹی جس میں عیش
راحت ۔ کلفت سے بے خبر ہوئی ۔ وہ بلا حجاب کے بہت اچھی اور قابل رشک تھی
تو انصاف کی یہ ہے کہ لائق ملامت و تاسف بھی نہ تھی ۔ یہ سچ ہے کہ اسنے دونوں کے
ساتھ میں بعض دفعہ ساری ساری رات شکر رنجی ۔ ترشروئی میں کٹی ہے ۔ مگر کھٹے
انگور میخوش اتار کیا شہرستان میں نہیں رہنے پاتے ۔ اور لوگ اُسنے ذائقہ
نہیں تبدیل کرلیے ۔ شہد نیش زنبور ۔ روئی پنبہ دانے ۔ شراب خمار کے سبب
قابل ترک نہیں ۔ کیا ہوا ۔ دو برتن پاس رہتے رہتے کبھی بج جاتے ہیں ۔ لیکن
بڑا اندیشہ تو اب یہ ہے کہ بعد کو کیا ہوگا ۔

انسان لاکھ بھولا رہے ۔ اپنی ذات کو بھولا رہے مگر خلقت کے تقاضے سے ممکن نہیں
انسانیت کو اتنا بھول جائے کہ عمر بھر میں ایک دفعہ بھی نہ یاد آئے لیکن بیگم کو تمام
عمر میں اگر کبھی اپنا خیال آیا ۔ تو آج ہی ۔ اور وہ بھی کس حالت میں جب اُس خیال کے
رہنے والا یا معاشرت کی تاب سے حقیقت میں نظر میں ترقی پیدا کرنے والا
سامان خدانخواستہ مفقود تو نہیں مگر بیکار ۔ ضرور ہو رہا تھا ۔

ادھر صاحبزادوں کی سنیئے جس دن سے ہوش ہے اُنکو چشم نمائی کی ادا کھلونوں
منہ کی کھائی بھی ۔ اُسدن سے اپنی ساری نالائقی ۔ ناہنجاری ۔ ناتربیت یافتگی
کا بانی تو الدین خصوص والد بزرگوار مرحوم کی شفقت و ناچاری کو قرار دے دیا تھا
جب خفت اور شرمندگی کا غلبہ ہوتا ۔ انہیں پر غصہ آتا ۔ ڈھونڈھ کے وہی
اسباب نااہلی و نالائقی تلاش کیے جاتے جنسے نواب صاحب پر الزام آتا ہو ۔
ناظرین اس جگہ ہم اگر کہہ بیٹھے بیگم اور صاحبزادوں کو ایک اور نواب بیچارہ و ناچار
کو دوسرا فریق قرار دے کے دعاوی اور جواب دعاوی سُنکے فیصلہ کرنے
بیٹھیں تو ایک دوسرا قصہ چھڑ جائے اگر آپ کو شوق ہو تو اپنے ذہن میں
دونوں طرف سے سوال و جواب قائم کیجیے اور تصفیہ فرما لیجیے اور اس
بیچارے مریض کی داستان سماعت فرمائیے ۔

القصہ جب ہولناک حالت نے یہ صورت پکڑی تو خاندان کی مدد کی
اور سہارے کی ضرورت ہوئی ۔ تقاضا فطرت یہی تھا ہر شخص مجبور بھی تھا گلستان سباب

تھین جب کسی بیل کی ٹٹی - یا اور کوئی سہارا بوسیدہ ہو کے بوجھ اٹھانے کے
قابل نہ رہے - تو لامحالہ کوئی چیز تلاش کرنی چاہیے - اور باغبان کرتا ہی ہے پھر اگر
اس ہرے بھرے گلزار مین ضرورت پڑی اور باغبان نہ ماننے رام کرن کو نے لیا
تو خلاف عقل و مصلحت کون بات کی - یون تو رشتے کی دوسری بات تھی - مگر سب
اوقات - حیثیت - احتیاج کے انتظام کا بوجھ انھین پر پہلے ہی سے آرہا تھا
اور انکو بھی کبھی مصلحتون اور ضرورتون سے آگاہی - خبر گیری توجہ کی ضرورت
نہ سمجھی جاتی تھی - کیا ممکن تھا خاندان مین کوئی بات ہو - تو اطراف مین کوئی امر گزرے
اور سمن ان کا کانون تک نہ پہنچے - یا ذاتی فراست اور خبرت نہ تاڑ لے - یہ خیال تک
بھی انکو معلوم ہو گیا - اسکے واسطے کوئی غیر معتبر بات تھی - عقل تجربہ -
تاریخ فلسفے پہلے ہی سے ڈنکے کی چوٹ پکار پکار کر کہہ رہے تھے - لالہ کو کیا پڑی تھی
خواہ مخواہ بھی اس بیت کی تدبیرین کرتے سیلاب کو روکنے کی تکلیف گوارا
کرتے - اگرچہ اس سے صریحی فائدہ نہ تھا مگر دور کا مطلب ضرور نکلتا تھا - بس
یہ بھی ہوشیار اور انجام بین لوگون کے واسطے کیا کم تھا - جو خدا کے ہان سے
اپنے مقاصد و مطالب نکالنے کا ارادہ کر کے آئے ہین - اگر کچھ زبان سے نکلا
تو صاحبزادون کے سامنے یہ کہ "واقعی آپکی حالت پر تاسف ہے - آپکی خدمت کرنیکو
ہر طرح حاضر ہون" اگر آقا کی خیرخواہی کی تو اسقدر کہ "حضور دنیا کا رنگ اچھا نہین
جو آجکل حال ہے سب پر حضور ر خاطر عالی پر آئینہ ہے - کوئی کسیکا نہین -
دنیا عجیب مقام خودغرضی و خودمطلبی ہے - اولاد ہو - ملازم ہو - ننگ ناموس
ہو - سب کو اپنی منفعت سوجھتی ہے - چونکہ نمکخوارون پر فرض ہے جو آنکی ناقص
فہم مین آئے بغرض نمک حلالی و خیرطلبی عمل مین لائین - اسلیے غلام کو مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ حضور اور زیادہ اپنے معمول سے زیادہ احتیاط برتی جائے"
بدگمان دل کو اتنا اشارہ کافی تھا - بات سمجھ مین آگئی آنکھون کے جانے سے بدگمانی
کچھ بڑھ بھی جاتی ہے - کسیکا اعتبار رہتا ہی نہین - دل ٹوٹا رہتا ہے -
اور اتنا سچ بھی تھا کہ جہد نیا مین اعتبار ہو سکتا تھا انکے دل پھرے بھرے
ضرور تھے - مثل مشہور ہے اندھا دیکھے تو کیا سے - سمجھ دیکھتا ہے - شاب

اعتبار کسی کا کرتا ہے۔ دلون مین روز بروز فصل بڑھتے بڑھتے اور ترقی کرتے کرتے بعد المشرقین ہوگیا۔

ہائے دنیا۔ ہائے دنیا۔ تیرا نام دولت۔ جائداد۔ ملک مال ہی۔ توہی دوستون کو دشمن بناتی۔ توہی بیٹے کو باپ کا عدو کرتی۔ جورو سے شوہر کو قتل کراتی۔ بھائی کو بھائی سے لڑاتی جسکو تو زیادہ ملتی ہے۔ وہی تکلیف بھی زیادہ اٹھاتا ہی نہ ملنا ایک مصیبت۔ ملنا ہزار آفت۔ انسان کی کیا حقیقت جو تیرے بکھیڑون سے نکل سکے۔ نہ چھوڑتے بنتی نہ ملے پر چین سے گذرتی ہے۔ اگر ہائے۔ بے زبان ہو تو تو۔ آفت جان ہے تو تو تجھ سے محبت اور نفرت کرنے والے دونون ایک ہی گھاٹ اترتے یکسان لذت اذیت اٹھاتے ہین۔ ہر انسان تیرا مجنون۔ اور ہر مجنون کی توہی لیلی ہے

دو گونہ رنج و عذابست جان انسان را　　بلاے صحبت دنیا و فرقت دنیا

مریض بیچارہ رفتہ رفتہ سب کو اجیرن ہو رہا ہے۔ اولاد جو لخت جگر تھی اب بدگوشت ہے بیگم جو بہترین نصف جسم تھین طرف مفلوج کیطرح وبال جان ہین۔ مرض جان گسل ہے۔ مگر خدانخواستہ ابھی جان نہین نکلی۔ بالکل مایوسی ہوئی ہی۔ دوسرا درجہ شروع ہے جو ایسا ویسا طبیب نبض و قارورہ دیکھنے تو اسکا ایکی مایوس بھی نہو۔ مگر اسکا کیا علاج کہ خود گھر والون کے دل بول رہے ہین کہ اب کچھ نہین اپنا اپنا حصہ کرو۔ اور جلد کرو۔ الحب قدرت خدا کا تماشا دیکھتے ہین۔ ہان انھون نے اگر کچھ کیا تو اتنا کہ ایک ڈاکٹر کو بلا لائے۔ اسنے دوا وا نہین دی۔ اور اچھا بھی کیا۔ نہین ہزار منھ ہزار باتین۔ کوئی کہتا اسی کی دوا نے مار ڈالا اچھا خیر اسے یا بیگم تھین مشکل آسان کرادو۔ مریض پر بہت تکلیف ہے۔ ان ڈاکٹر نے صرف امتحان اچھی طرح کیا۔ پھیپھڑون پر آلہ لگاکے دونو طرف غور سے آواز سنی۔ بغل مین تھرمامیٹر رکھوایا۔ زبان کا رنگ دیکھا۔ آنکھون کے پپوٹے اٹھاکے لہو کی سرخی کا اندازہ کیا۔ جگر ٹٹولا۔ طحال کو ناپا اور سب سے باہر چپ چاپ باہر نکل آئے۔ مریض کے سامنے رائے دینا اچھا نہ تھا۔ سب پانچ کے روبرو مناسب تھا۔ صاف صاف بتا گئے کہ خون کی تولید بند ہوگئی جو کچھ قدرے قلیل بنتا ہے وہ پانی ہو جاتا ہی۔ بنا اصلی رطوبت کو سکھاتا ہے ایکطرف پھیپھڑا اثر کیا ہے

مواد اور لہو کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ دوسری طرف ورم آچلا ہے۔ وہ بھی خراب
ہوجائیگا۔

چلیے صبر آچلا۔ خیرخواہون کو بھی۔ بدخواہون کو بھی۔ اس وثیقہ سے اور کوئی بات تو
پیدا نہوئی ہان تین باتین۔ ایک تو دونون بیٹون مین نفسا نفسی پڑگئی۔ دوسری
خودسری کی ہوا دماغون مین سمائی۔ تیسری بیگم کو رنڈسالے کی لپیٹ مین خلعت
آزادی کا انتظار رہنے لگا۔ اور اس گھات مین ہوئین کہ حکومت۔ ملکیت کی باگ جب
ضعیف ہاتھون سے چھوٹے تو اپنے ہی قابو مین آئے۔

رہی اولاد اسکا یہ ڈھنگ کہ بڑے صاحب نے شرع کی اینٹ اور رواج کے مسالے سے
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ ہی مسجد بنائی۔ اور چھوٹے نے ہماہمی کی ہانڈی۔ سترابی
کی آگ پر شوریدہ پشتی کا نمک ڈال۔ کھچڑی پکانی شروع کردی۔ لالہ ہیرالال جی
کے اوتار تھے کوئی لڑے۔ کوئی جھگڑے۔ آسکے دونون بیٹھے۔ انکو کیا پڑی تھی کسی
کے بیچ پڑتے ہر شخص کے خیر طلب۔ سب کے بہی خواہ۔ جو جس نے صلاح پوچھی
بتادی۔ اگر کچھ خیال تھا تو اسقدر کہ اپنی گرہ سے خرچ کرنا نہ پڑے۔ اور اگر ایسی ہی
ضرورت ہو تو زر اصل سے دونا نفع ملے۔

بنئے۔ مارواڑی۔ پنساری۔ یعنی تاجر آدمی۔ کسی جنس کی مانگ ہوا اور پھیلتا
کردینے کا منصوبہ نہ بندھے۔ رام کرن سے کوسون بلکہ لون دور تھا۔ چونکہ خاندان
بھر کو کسی نہ کسی مصلحت سے کارگزارون۔ کارکنون کی ضرورت تھی اور ہر جگہ مل
بھی نہین سکتے۔ اسکے علاوہ ہمت عالی کے مصالح کا تقاضا بھی نہ تھا۔ انھون نے
نیا ڈھیچ ڈالا۔ یعنی ایک گروہ ایسا اپنے کارخانے مین بھرتی کرلیا جو ہر طرح سے
کام آسکتا تھا۔ چوکیداری۔ خدمتگاری۔ نشان گیری۔ آڑت۔ دلالی۔ یعنی کسی
محل مین کام کو تو گنگوسہ یار۔ سپاہی۔ منشی۔ مولوی۔ محرر۔ چوبدار۔ مرد ہے۔
نقیب۔ اتالیق صاحبزادون کی مصاحبت کو۔ دوا ساز۔ جراح۔ خانہ ساز
طبیب۔ پرائیوٹ ڈاکٹر۔ اپاتھیکری مریض نواب سے کہکر رکھاؤ کو۔ آخر نتیجہ یہ ہوا
کہ خاندان بھر مین جسکو جسکی حاجت ہوئی لالہ صاحب کی کوٹھی سے وہ آموجود
ہوا۔ دس سپاہی شاہ احمد خانصاحب نے ملازم رکھے۔ تو بارہ حامد شاہ نے ساتھ

آٹھ برس سرکار نے باہر بجبری کیے۔ داروغہ سے لیکر پیش خدمت تک بیگم صاحب کے
کہنے کی بجائے غوغائیاں بھرلیں۔ خدمت کی انجام دہی کا بھی انوکھا ضابطہ تھا۔
یعنی لالہ جی کی دوکان سے سب اپنی اپنی نوکری پر آئے چہرہ دکھایا۔ دم بھر ٹھہرے
سستا لیے۔ کام کاج جی چاہا کیا۔ نہیں ابھی آئے ہیں ذرا سستا لیں۔ پھر دیکھا
جائیگا۔ چلئے۔ تھوڑی دیر میں خدمت سے ادا۔ تنخواہ حلال۔ ایک ایک کرکے
سلنے ٹھیک ٹھاک سے گئے۔ اگر کام بھی سپرد ہوا۔ اول جاول انجام دیا۔ اور پھر جا نسر
خدمت لالہ صاحب۔ تنخواہ کے ذمہ دار بھی وہی وہی کا منشا ہر مہینے میں
انکے نام جسکی فرمایش۔ مگر ہمیں دیا سات کو مٹھی کا حق المحنت لینا۔ مصالح وقت
کسی کو چون وچرا کا موقع نہیں دیتے۔ صرف موقعے کے انتظار میں یہ سب
کچھ گوارا۔ جب نفسا نفسی کا یہ رنگ ہوا تو ہر خفیف مشکل کیوقت لالہ صاحب
تک پہونچنا۔ پہلا مرحلہ تھا۔ نواب رجوع۔ بیگم رجوع۔ اولاد رجوع۔ باپ اولاد
اور بیوی سے بگڑے۔ بیگم اولاد اور شوہر سے بگڑیں۔ اولاد باپ اور ماں سے
اور بھائی بھائی سے بگڑے۔ سلسلہ تعلق کی زنجیر میں کچھ اس قطع سے ایک
دوسرے سے متقاطع ہوئیں کہ گتھی پڑگئی (اس زمانے میں بیگم کو یہ بھی خبر پہونچی
کہ دونوں نورچشم ایک مس کے دلدادہ ہیں۔ انکو تو اپنی گھات تھی۔ انکھوں سے نگاری
کو شفقت کی آنکھ میں یون چمکایا کہ بڑے کو خوش پوشاکی۔ خرابی۔ فضولی لنگوٹے
بٹیر۔ مرغ۔ سیر شکار میں مصروف رہنے کی اشتعال دی۔ جہانتک بس چل سکا
روپیہ پیسا دیا۔ اور چھوٹے کو بڑے بھائی کے حرکات جتا جتا کے زبانی ہمدردی
جتائی۔ بلکہ لالہ سے بھی سفارش کردی کہ یہ چھوٹے ہیں زیادہ انپر نظر عنایت
رہے۔ جو کہیں پورا کردیں۔ دل نہ میلا ہونے دیں۔ نواب سے تازہ چھیڑ یہ
نکالی۔ کہ جن باتوں کی صحت میں فرمائش نہ تھی وہ ہونے لگی۔ صاحب مکان
کی درستی نہیں ہوئی۔ تم نے تو اتنی بڑی عمارت بنا کے کھڑی کردی۔ اب
گری پڑتی ہے۔ ہم میں طاقت نہیں۔ کون دیکھے بھالے۔ کون جواب دے میں
عورت ذات فکر جیسی چاہئے ویسی درست کرا لئے ہیں۔ اچھے خدا کی عنایت
سے سمجھدار ہوشیار ہو گئے ہیں۔ کہیں پیام بھیجا جاتا۔ بات ٹھہر جاتی۔ دیہات بخیر ہوئے

تو روز ہی لگے رہتے ہین - مگر کوئی کام سرکا تو رہتا نہین - میرے دل کی آرزو تو یہ تھی کہ مین تمکو دولہا بنا جلدی دیکھتی - یہان کوئی سامان نہین - شادی برات کی فکر تو ایک طرف - خود اپنی حیثیت دن بدن گھٹتی جاتی ہے - اگر کبھی کسی عزیز قریب کے ہان کام ہو تو منھ دکھانے کے لائق نہین - نہ زیور ایسا کچھ رہا نہ کپڑے - تمکو کسی بات کی فکر نہین پھر آخر مین کس سے جا کے کہون - تم تو اپنے بدن گرم ہوا اور لیٹ گئے پلنگ پر چلو بس تم سے چھٹی پائی - مجھے کمبخت بیاہی ہے تب بھی نجات نہین -

نواب صاحب - سچ ہے کمبخت سچ ہے - تمکو فکر ہوگی تو کیا راہ چلتون کو ہوگی - مگر مین تو خیر بیمار ہون - تم کو کیا ہو گیا - صریح میرا حال دیکھتی ہو پھر ایسی باتین کرتی ہو - مین سردست کسی محنت کے لائق ہون؟ کبھی مجھ سے ایسی باتین اب نہ کرنا - میرے دل مین اتنی طاقت نہین - جو کچھ حال ہے حیثیت ہے - تم سے پوشیدہ نہین - سب کام اپنے طور سے انجام دے لو -

بیگم - آپ تو بیفائدہ ناخوش ہوتے ہین - یہ بھی میرا لکھا - آخر پھر مین کس سے جا کے کہون یا دنیا کے کام بند ہو رہے ہین -

نواب - ابھی تو مین منع کرتا ہون - مین پڑا مر رہا ہون - خود تمہین اپنے مکانات کی مرمت کراؤ - شادی بیاہ رچاؤ - تجہیز کیجیے - اس حیلے سے میری قبر بنانیوالے معمار اور جنازے کے ہمراہی بہت سے تمکو پیشگی مل جائین گے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

بیگم - لو صاحب ہم تو باتین کرتے ہین - آپ کرشمہ ہمارا اوٹھتے بیٹھتے دیتے ہین اس بڑھاپے مین تمہارے ساتھ غمزہ و کرشمہ نہ کرونگی تو اور کیا کرونگی - وہی مثل ہوئی غمزہ جنازے کے ساتھ -

نواب - لاحول ولا قوۃ الا باللہ - جاؤ اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ - کیون میری دو دن کی زندگی ایک دن کیے دیتی ہو صاحب

بیگم بھی جھلا کر اوٹھ کھڑی ہوئین - مگر رنج و غم کی جگہ غم و غصہ سے وہ عورتین اور ہوتی ہین جو ایسے اتفاقیہ مواقع پر تاسف کرتی - نادم ہوتی ہین - اب اگر تمکو فکر

ہوئی تھی تو اتنی کہ رنج ہی کو طوالت کیونکر دیجائے۔ بات میں بات کیونکر نکلے اور دل دکھانے والے کلمات سنانے کا موقع کیونکر ملے جاتی تھیں خاصکر اس عارضے میں رنج غم قاتل ہے۔ بس یہ امر اور بھی رنج دہی پر آمادہ رکھتا۔

ایک دن بیٹھے بیٹھے شرارت سوجھی۔ احمد شاہ کو بلایا۔ گلے لگایا۔ آبدیدہ ہو میں اور ادھر اودھر دیکھ کانون منتر پھونکدیا کہ میں نے اڑتی سی خبر سنی ہے نواب صاحب نے اس موسے مارواڑی کی صلاح سے وصیت نامہ لکھا ہے سب چھوٹے کے نام لکھدیا ہے۔ خیر میرے تو مقدر میں آگ لگی ہے۔ میں تو سب طرح خطاوار ہوں۔ اسوقت میں یہی بدا تھا۔ جسنے عمر بھر آدھی بات زبان سے نہ نکالی ہو ہر وقت منھ ہی دیکھتا ہو۔ وہ مجھ سے ایسا بیزار ہو کہ سامنے آنا گوارا نہ کرے۔ خیر میرا خدا مجھ سے نہ بگڑے مگر میں کہتی ہوں تم نے انکی کیا خطا کی ہے مجھے چھوٹے سے امید نہیں۔ وہ طانگ کھولیں تو لاج۔ یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگیں۔

احمد شاہ۔ ہیں۔ واللہ سچ ہے؟ اس وصیت کے کیا معنی اور وہ چل کب سکتی ہے میاں چھوٹے بالک بن کے بیٹھیں گے ہم آپ دست نگر ہونگے! میں کہتا ہوں ابا جان کو ہو کیا گیا ہے۔ آپ کے ہوتے اول تو کوئی ہوتا کون ہے۔ اور آپ کے بعد ہم ہیں۔

بیگم۔ خیر بیٹا میں کبھی چھوٹے کی بہا ہیں۔ مگر بڑا خیال تو مجھے تمھارا ہے۔ اور ایسا دعوی کوئی کیا اوٹھا سکتا ہے۔ میرا مہر ہی اتنا ہے اگر لینے پہ آؤں تو ٹھکانا نہ لگے۔

اس طرح کی باتیں کرکے احمد شاہ تو باہر سدھارے۔ اور گھر میں جاکے پیچ و تاب کھانے لگے۔ برادر عزیز سے بات چیت صاحب سلامت ترک والد کے کمرے کی طرف نظر کی آنکھ خون آلودہ ہو گئی۔ لالہ صاحب سے بھی دل پھٹ گیا۔ بیٹھے بیٹھے رہنے لگے۔

ادھر بیگم صاحب نے دوسری کارروائی کی۔ ایک جگہ آگ بھڑک چکی۔ اودھر

مقام پر پانی کو دوڑیں۔ آتشِ گل کے واسطے شبنم تلاش کی۔ اُردی بہشت سے بہمن و دی کو بھڑنا چاہا۔ یعنی حامد شاہ کو بلایا۔ اور بڑے بھائی کی بلند نظری۔ ارادہ سے فاسد کا مذکور کیا۔ اُسکے بعد حصول مقصود پر اپنی بے بسی کس مپرسی۔ اور چھوٹے بھائی سے کسر نکالنے کا یقین دلایا۔ اور در پردہ یہ بھی کہہ گذریں کہ "اگر نوع دگر ہوا تو میرا کوئی سہارا بجز تمہارے نظر نہیں آتا میرے لیے یہ گوشہ بدتر جیل خانے سے بڑھکے ہوگا۔ میں اپنے حامد کے بیکے اکیلی اُٹھ کھڑی ہونگی۔ اور جو بن پڑیگی کرونگی۔

مگر بیٹا دیکھو۔ ابھی سے کچھ نہ کچھ ہو جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ اندیشہ ہے مجھکو کوئی آس نہیں۔ وہ وقت پر چونکہ کرے تھوڑا ہے۔ اُس کے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ اگر تم اتنا کرو کہ اپنے ابا جان کی خدمت میں ایک خط کے ذریعے سے یہ طے کرلو کہ جیب خرچ کے نام سے کوئی رقم معقول الگ مقرر ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔"

حامد شاہ کو یہ صلاح بہت ہی پسند آئی۔ مزاج نفاق پسند نے بھی صاد کیا اور فوراً تعمیل بھی ہو گئی۔

ساتواں باب

ڈرتا ہوں پر میری لڑتے ہیں مژگاں کوئی دوست

فرضِ منصبی بڑا جابر حاکم۔ سو سائٹی سخت بیدرد گروہ۔ زمانہ نہایت بضد زور ہو رہا ہے۔ کوئی لاکھ مجبور ہو۔ معذور ہو۔ ناچار ہو۔ مگر ان سنگدلوں کو اپنی مرضی کے سامنے کسی کی خس برابر پروا نہیں۔ انکا کام اُنکی مرضی۔ اُنکی چال۔ نادر شاہی حکم ہے۔ زمین آسمان ٹل جائے مگر یہ ٹل نہیں سکتا۔

نواب صاحب کو چھوٹے صاحبزادی کی عرضی پر کچھ حکم دینا ہی ہوگا۔ انتد جا ہے ہزار خفا فرمائیں پر لاکھ برہم ہوں۔ مگر کرنا کچھ ضرور پڑیگا۔ اتنی عمر تک مزاج کی

اُفتادہ سامان عیش و راحت کی افراط نہ یا تن آسانی خود غرضانہ صلاح سے
اولاد پر کما حقہ دل سے متوجہ نہوتے ہیں - مگر ہونیوالی بات ہو کے
رہیگی - ماشاءاللہ سے اب وہ بھی کچھ ہوشیار ہوئے ہیں - اور دیکھیے کچھ - بدسلیقہ نعبان
کیے درخت کو ایک - مجبوراً خیال کی سی ہوئی پوشاک بدنما - اسپر طرہ اول
تو والدہ شریفہ بیگم کے سرتراش متوشر جیسے پیٹ سے پانون نکالے - دوسرے
آمدت جو قطع سے ہاتھ اٹھا بیٹھے - تیسرے ضرورتین بھی دامنگیر ہوئیں دیکھئیں
واجبی خیر و اسمی شکایتین سے قطع رابطہ بیانی نوبت پہنچے درخواست کا مضمون
پڑھوا کے سننا - بیوفا تو تسلیم آداب قدردانی کو طرہ دستار شاہد مدعا کرکے
نقاب جفا یون اٹھایا جاتا ہے کہ زمانہ ستمکیش کے مثل معشوقہ جفاپیشہ وفا
دشمن اس قدر جمعدار کو ایسا خار دیدہ جگر بنایا ہے کہ بقول شاعر ؎

دم آخر ہے شکوا کیا نہ کرتا
شکل ہی ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

لازم آیا کہ بمصداق ؎

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اُنسے
کہنے جاتے تو ہین پر دیکھیے کیا کہتے ہین

کچھ اپنے حال پر ملال کی اطلاع واقعی دیجائے اگرچہ اس زمانے مین جبکہ
عرصہ دراز سے عروس صحت و اعتدال مزاج پہلو سے معلی سے منھ
موڑے کا شانہ جسم اطہر کو بالکل چھوڑے ہے - مگر اس سبب سے کہ
وابستگان دامن شفقت پدری اس ہیجان اور خلفشار مین متعلقات
واجبی سے محروم ہوتے چلے جاتے ہین - اور ظاہر ہے کہ حاجتین ضرورتین
لوازم بشری ہین روز بروز جوق جوق آکے ستاتی اور مجبور کرتی ہین کہ
کارو اسم دنیا کو بالائے طاق رکھ کے جو کچھ ہو سکے کر گزرنا چاہیئے
پس عرض حال ضروری ہوا قبلہ دو عالم کو کیا خبر اطلاع نہین ہونے پائی - نمکخواران
خود غرض کا یہ حال ہے کہ عروس طماعی او خیانت کو انھون نے گھر مین ڈالیا ہو اور رحم
تو جو کچھ حق مین بالکل حرام کر دیا ہے -

جائے انصاف و ترحم ہی کہ جنکی آبرو۔ وقر حیثیت شوکت شان سے خاندان کی آبرو ہو
وہ یون دست نگر ایسون کے ہون۔ پیسے کی محتاجی ہو اور اغیار ہماری ہی دولت
یون مزے اوڑائین۔
لہذا لازم بلکہ الزم ہی کہ ہمیشہ ہمین عزت آبرو کے قیام کیواسطے حیثیت اور وقر کا سامان مہیا رکھا
جائے۔ پوشاک۔ سواری۔ خدام حسب معاش خاندانی ہون۔ مگر بدون عنایت خاص اور توجہ
کامل و اجازت عالی یہ بات غیر ممکن ہی۔ اور جسقدر حاجتین اب رفع ہوتی ہین انکے واسطے
کوئی خاص رقم معین نہین نہ وقت مقرر ہی پس اگر ایک رقم کافی تجویز ہوجائے اور کارکنان
ریاست کی نام حکم صادر ہوجائے کہ اوقات مقررہ پر پہونچا دیا کرین تو نہایت انسب ہی۔ اور نوبت
بار بار عرض معروض کی نہ آئے۔ ورنہ درصورت تسامح و تساہل خرابیونکا اندیشہ ہی جنکو آئینہ
خاطر بخوبی منعکس کرسکتا ہی۔ اب کون شخص یہ نہین دیکھ سکتا کہ سہ

تین بلا سے تیرہ آتے نیئے گانو کی ریت باہر والے کھا گئے اور گھر کے گائین گیت

نورچشم کی اس تحریر نے نابینا کی آنکھین کھولین۔ کان کھڑے کیے۔ اگر اقتضائے وقت نے
آمادہ کیا تو دوراندیشی نے روکا۔ کئی دن تک الجھن رہی۔ پریشانی خاطر بڑھی یاسے
علیل علیل آخر کچھ اسی مین امر معلوم ہوا کہ انکی خاصی رقم سالانہ مقرر کردیجائے۔
اب ایسے شخص کے حرکات سکنات کا کیا پوچھنا۔ جسنے نہ اچھی تعلیم پائی ہو۔ نہ اخلاق سیکھا
ہو۔ نہ سیاست مدن۔ تدبیر منزل سے آگاہ ہو۔ اسپر جوانی دیوانی وغیرہ۔ سرمی۔
شوریدگی۔ ایک کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا۔
انکی دیکھا دیکھی بڑے صاحب کو بھی نفع کی دھن سمائی بیٹھے دریا مین ہاتھ دھونے کی
لہر آئی وصیت نامی کا مضمون اگرچہ فقرہ تھا۔ مگر دلپذیر را ہوسے بس ست کا مصداق ہوا
بیگم نے جی مین کہا کہ یہ دونون اپنی اپنی دھن مین ہین۔ خیال جانشین کو باہر کی ہوا خوری
کونکالو دو چار بیرونی معاملون کو مشیر کار بنایا۔ سلام پیام آنے لگے۔ جہان بیری ہوتی
ہے ڈھیلے ہزارون آتے ہین ایک اور صاحب جو کہین کے امیرزادے تھے۔ نوکری۔
وکالت۔ مشورت سب باتونکا بظاہر سلیقہ رکھتے۔ اور ایک ماڑواڑی کی اس
ترقی کو دیکھ دیکھ خار در پہلو ہو رہتے تھے بیون بن گئے۔ عملہ مجلس سے آگاہ۔ چکنی چپڑی
باتون مین بھی مشاق۔ دل بھی مٹھیا رکھتے تھے۔ دونکا حال خدا جانے مگر ادبیر والے نے

سمجھتے تھے یہ بھی اس سرکار سے وابستہ ہو کر عزت پائیں گے۔ بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک کہہ دیا
تھا کہ لاؤ ساتھ ابھی کیا ہے ہمیشہ تابع اُن کی طرف گویا ایک تغیر کا انتظار کہ بیٹھے بٹھائے اولاد
جا بیٹھے گی ٹھیک دیکھ سب کچھ دھرا رہ جائیگا کیونکہ گھر ٹوٹ جائیگا۔ ماشاء اللہ سے اولاد بھی
ہوشیار ہوئی۔ بیگم صاحبہ اُدھر متوجہ ہوئیں۔ ایک چپڑی اور دو دو۔ یہ ہوا معلوم ہوگا
نہ اندھی نگری ہوگی نہ بے بوجھ راجہ۔ نہ ٹکے سیر بھاجی نہ ٹکے سیر کھاجا بکیگا۔ مگر لوح پیشانی
کا لکھا۔ اُستاد کہنہ مشق تجویز اپنے نو مشق کی تحریر نہ تھی۔ سب کی کارروائی ایک طرف
ماڑواڑی کی قسمت ایک طرف۔ ع

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

بخت و اتفاق نے ایسے کچھ سامان کر دیئے کہ سب منصوبے باد ہوائی ہو گئے۔
جام لبریز ہوتا ہے تو چھلکتا ہی ہے۔ انسان کو چاروں طرف سے فکر گھیرتی ہے
تو چہرے اور بشرے کا مذکور زبان سے کچھ نہ کچھ نکل ہی جاتا ہے۔ اگر لالہ صاحب سے
بادشاہ حسین نے مختصر اور مجمل افکار بیان کیے تو کون تعجب کی بات تھی۔ بہت کچھ
یہ بطور خود بھی جانتے تھے صرف اقرار باللسان کی کسر تھی تو وہ اب پوری
ہو گئی۔

خیرخواہی۔ خیر طلبی کا دعویٰ قولاً اور فعلاً کر چکے تھے جو کچھ مناسب سمجھے عرض کرنا
ضرور تھا۔ آپ نے رائے دی کہ ایک سرے سے سب کی محبت دل سے نکال ڈالی
جائے۔ جو اپنا جزو بدن ضرر رسانی کرے اُسکا قطع ہونا بہتر۔ علاوہ اسکے حرمت
منصب کا قائم رکھنا سب پر مقدم ہے۔ اسکے ماسوا بھی بہت سی گفتنی و ناگفتنی
باتیں تھوڑی بہت کمی بیشی سے گوش گزار کر دیں چلیے دل پھٹ گیا شفقت کے
مقام پر عداوت۔ محبت کی جگہ شکایت نے دل میں گھر کیا۔ اور مریض ہیجان
میں عارضے کے صعوبات بھی بھول گیا۔ اس ضعیفی نے بڑا دل باندھا۔ ناسور
میں دور جا کے جو نکلا۔ رو سے چار جانکے بوجھ نکلی سخن فساد کی جڑ کٹی ہاتھ سے گئی
یعنی سسرال والوں کو شکایت پیدا ہو گئی۔ اور وہ بھی دلوں ہی میں پہلے
اگر زبان پر آ جاتی۔ بخار نکل جاتا۔ آخر وہ لوگ رفتہ رفتہ کھلے کھلے مخالف ہو گئے
اور ان کے ہر انتظام کو دشمنی کی نظر سے دیکھنے لگے۔ مگر ہر زمانہ اور سطوت سے عہدہ برآ کرنا

دل ودماغ کو دیکھیے کہ اُسنے بالا بالا اُس خاندان والون سے ملکے ذاتی رسوخ اور رسم کو ایسا بڑھایا کہ جو کچھ کہا وہ آیت حدیث جانا پوتھی پران مانا۔ اور جب اعتبار دلو نمین بٹھا چکا۔ تو نواب صاحب کی حالت ایسی گوش گزار کی کہ عقلاً یہی مناسب معلوم ہوا سردست خاموشی اختیار کیجائے۔ بعد وقوع واقعہ کوشش کرکے نفع وصول کیا جائے اب انکو بھی اگر فکر رہی تو یہی کہ کب وہ ساعت آتی اور کب امید پوری ہوتی ہے۔

آٹھوان باب

دل پھٹ ہی چکا تھا کہ صدا سے جگر آئی

مستقل جائداد کا ٹھیکہ تو لالہ صاحب کے نام مدت سے ہو گیا تھا۔ مگر چند مواضع اور مکانات نواب صاحب کے پاس رہن تھے اسوجہ سے وہ حصہ جائداد اس انتظام سے الگ رکھا گیا تھا۔ اس طرف انہون بے تمیزی نے اُنھین بھی خلل ڈالا یعنی انھون نے تقاضے کی انگیٹھی پاسکے گردن ڈالدی۔ باقی بھی گرگئی۔ لالہ صاحب کو ان فضول تقاضون سے مطلب بھی نہ تھا اور بڑی بات یہ کہ کوئی فائدے کی صورت نہ تھی۔ زبانی بات چیت گفتگو ہوتے ہوتے نوبت باینجا رسید کہ عدالت کی دوڑ نالش کی ضرورت لاحق ہوئی۔ یہ بڑا لڑائی کچھ ایسی ہی لڑائی نہین ہوتی۔ دیوانی۔ فوجداری۔ جعلسازی ہنگامہ بلوہ میدان داری۔ سبھی کچھ سمجھ لیجیے۔ یہان بھی یہی معاملہ درپیش رہا۔ اور نہ ہو تمام لوازم کے لالہ صاحب اس موقع پر سینہ سپر ہونگے۔ اور کیون نہ ہوتے۔ سرکار کا نقصان کیونکر گوارا کیا جاتا پاس نمک کہان جاتا۔ مگر انہین خلاف معمول اس حساب غیر محنت ودولت صرف کرنی پڑی۔ ایک دخیل کار کا شقہ کار گذاریت مین گفتگو تھی۔ دوسرے کی بیدخلی ہونے مین عذر تھا۔ تیسرا جائداد مقبولہ کی ترتیب طلب کرتا تھا چوتھے نے کھلیان مین خود آگ لگا کے آتش زنی کی رپورٹ گذرانی۔ پانچوین نے چوکیدار تھانے دار سے ساز کیا۔ غرضکہ اس حصہ جائداد مین بھی گھن لگا۔ لالہ صاحب کے جھٹکے بچھوڑنے کی ضرورت ہوئی کار گزاری کا تجربہ ہو چکا تھا۔ اس خدمت کا خاصہ بھی انکو ملا۔ انھون نے بمصداق مصرع

ولہ بابانہ دگر بر سر ناز آمدہ

اس دفعہ دوسری ہی حکمت عملی اختیار کی۔ ادھر تو التوا کی کوشش کرکے آتی دقتوں سامنے کی بلاؤ کو براے چندے ٹالا۔ مقدمات کو کھٹائی میں ڈالا۔ اُدھر سازباز کی ٹھہرائی اور قبل فیصلہ عدالت یوں تصفیہ کیا کہ بعضوں کو استمراری پٹہ دیا۔ بعضوں کی نان کار مقرر کردی بعضوں کو کنوؤں۔ تالابوں کے بہانے رقم معتدبہ عطا کی۔ اور مژدہ فتحیابی کی رپورٹ بڑے جم و خم سے سرکار میں گزرانی۔

یوں تو کارگزار صاحب کا ستارہ اقبال ترقی پر تھا ہی مگر پھر بھی ایک آدھ دشمن پیدا ہوگئے تھے۔ کچھ خیرخواہی نواب سے نہیں۔ بلکہ ہنگاموں کے شوق۔ تردد اور فکر کے انتظار سے اُنھیں میں بیگم بھی تھیں، جو رفقاے غماز کی کوششوں سے اتنی آمادہ ہوگئیں کہ ایک دفعہ ہمت باندھ کے یوں کہہ گزریں۔

بیگم۔ کیا وہ مقدمے فیصلہ ہوگئے۔

نواب۔ کون؟ وہی جو اسامیوں کیطرف سے دائر تھے۔

بیگم۔ ہاں وہی جو آجکل تھے۔ کیا اُنکا انتظام بھی لالہ صاحب کے سپرد تھا۔

نواب۔ ہاں پھر اور کون تھا۔ تم جانتی ہو احمد اور حامد دونوں کسی امر سے خبر نہیں ہوتے۔ سب اپنے اپنے شوقوں اور بیہودگیوں میں مبتلا ہیں۔ اگر آج یہی کام کے ہوتے تو کسی کی کیا حاجت تھی۔ خیر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے اتنی عمر میں ایک آدمی ملا ہے۔ سارا کام اسی کے سر ہے۔ وہی بیچارا انجام دیتا ہے۔

بیگم۔ ہاں۔ وہی تو میں نے پوچھا۔ اور جو کام کرتا ہے کیا احسان کرتا ہے۔ آخر تنخواہ نہیں پاتا آخر یہ کس کام کے واسطے۔ بھلا ایسی سرکار اسکو کہاں نصیب ہوگی۔ دیکھتے دیکھتے خاک سے پاک ہوا۔ اسی سرکار سے۔ نہیں پہلے لالہ صاحب تھے کیا۔ وہی دوکان پر بیٹھے بیٹھے ٹکے ٹکے کا سودا سلف بیچا کرتے تھے۔

نواب۔ تمنے بھی تو انکی سفارش کی تھی۔ اکثر تعریفیں کرتی رہتی تھیں۔ اور سو بات کی ایک بات تو یہ ہے کہ آدمی کام کا ہے جتنی ہمارا کام خیرخواہی سے کر دیتا ہے ہم کو کیا۔ وہ کچھ ہی تھا۔ ہوا کرے۔

بیگم۔ ہاں۔ مگر خیرخواہی سے آدمی کام کرے۔ یہ نہیں کہ اندھیر نگری کر دے۔ آدمی اتنا کھا سکے جیسے دال میں نمک۔ یہ نہیں پانچوں مال ہضم۔ سنتی ہوں ان میں کئی ہزار

روپیہ غبن کیا۔
نواب۔ بس بس خدا خدا کرو۔ تمکو کیا معلوم کس نے تم سے کہا؟
بیگم۔ ہم نے بھی اڑتی سی خبر سنی۔ کہیں ایسی باتیں چھپی رہتی ہیں۔ عالم آشکارا ہے۔
نواب۔ بس تمکو یہی پڑی رہتی ہے۔ تم کیا جانو۔ ارے ہم سے بڑھکر تم جان سکتی ہو؟ تم مجھے معذور نہ سمجھو۔ اب اس حالمیں بھی خوب کاغذ دیکھتا ہوں۔ آنکھوں سے معذور ہوں تو کیا ہوا۔ پڑھواتے ایک ایک حرف سن لیتا ہوں۔ مجال ہے ایک پائی کبھر کا تو فرق آئے۔ تمکو سوائے ان جھگڑوں بکھیڑوں کے اور کوئی کام آتا ہی نہیں۔
بیگم۔ اچھا صاحب۔ ہم تو سب سے برے ہیں۔ بات سنی تھی کہدی۔ تم جانو تمھارا کام لالہ صاحب نہیں کیا ایسے لال نکلے ہیں جو دوسرا کوئی ملتا ہی نہیں۔ ابھی ذرا سی خبر پائیں سیکڑوں غلامی کو حاضر ہوں۔ اور پھر ایک سے ایک بڑھکے شریف۔ بھلے آدمی آبرو دار گھر سے خوش۔
یہ کہکے بیگم تو چلتی ہوئیں۔ ناخوش ہوکے یا مایوس ہوکے۔ آئی تھیں کسی اپنے تازہ مشیر کی سفارش کرنے۔ دیکھا لالہ صاحب کا رنگ گہرا ہے۔ خفا ہوئیں جھنجھلائیں جھلائیں۔ مزاج کی تیزی نے دم بھر ٹھہرنے نہ دیا۔ اٹھکر کھڑی ہوئیں۔ مگر اتنا ضرور کر گئیں۔
نواب کو یہ بات کبھی کبھی کھٹکنے لگی۔
لالہ صاحب کو بلایا۔ مقدمات کا حال پوچھا۔ اور یوں ارشاد فرمایا۔
نواب۔ مقدمات کا سب تصفیہ ہوگیا۔ اب کوئی خرخشہ تو باقی نہیں رہا۔
لالہ صاحب۔ خداوند آپکے اقبال سے سب امور خاطرخواہ طے ہوگئے۔
نواب۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ اور آخر کیوں نہ ہوجاتے فریق ثانی کا بھی تو کوئی ایسا نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ اگر وہ اس بات پر اپنی جگہ خوش ہوں تو بیجا نہیں۔ کیونکہ اس تصفیے کی نوعیت ایسی ہے کہ دعوی سے زیادہ انکا نفع اسی تصفیے میں ہے۔
لالہ۔ بجا ہے۔ خداوند۔ مگر مصلحت اسی میں تھی۔ آجکل حضور ملاحظہ فرمائیں۔ زمانہ کیسا پر شور ہے۔ اور تو اور اپنے ہی ہاتھ پاؤں دشمن۔ موقع کے منتظر ہیں۔ اور خدا جانے

کس کس بلا میں ہیں پس ایسے وقت میں کچھ اسامی بنا لینا چاہئے جو اپنے ممنون احسان ہوں
اور ہم سے معاہد ہو جائیں کہ آیندہ اگر اشرار سر اٹھائے تو انھیں کے ذریعے سے انکی
سرکوبی ہو جایا کرے۔ اسامی کے بغیر زمیندار کا کام تو چل نہیں سکتا۔ کوئی نہ کوئی انکی
جگہ ہو ہی گا۔ پھر پرانے قدیم اسامیوں کی جگہ جدید بسانا کیا ضرور۔ وہی حکمت عملی کیوں نہ
برتی جائے جس سے سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

نواب۔ ہاں واقعی یہی عقلمندی کی بات ہے مجھے تم سے یہی امید تھی اور یہی وجہ ہے
کہ تمہارے سپرد اس کام کو میں نے پورے اطمینان سے کر دیا تھا۔ الحمد للہ اسکو تم نے نہایت
ہوشیاری سے انجام دیا۔

چونکہ کدورت شبہہ شک جو کچھ تھا وہ اپنی طبیعت سے تو تھا نہیں۔ بہ تکلیف لایا
گیا۔ چور خانے سے پہونچایا گیا تھا۔ اسکا نکل بھاگنا کوئی خاص جہد کا محتاج نہ تھا۔ پرانا
پنجرا۔ بودی تیلیاں۔ مرغ شبہہ کیونکر ٹھہر سکتا پر تاک کب تک رہتا۔ چلئے آئینہ خاطر پھر اسی
طرح صاف و اجلا ہوا تھا اور اعتبار کی صورت حسب عادت جلوہ فگن۔

مگر بیگم کا ضبط۔ دل ہی کی آگ تھی۔ اوپر ہی اوپر کیوں جاتی۔ اسکے علاوہ سکوت
ہو چکی تھی کہ دو چار سے ابھار کے بھیجا تھا۔ انھیں ایک آدھ منچلا بھی شریک تھا۔ اُسنے
بھانڈا پھوڑنے، قلعی کھولنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور اسامیوں کو بھڑکایا بلکہ فوجداری پر آمادہ
کیا۔ گنوار تو گنوار۔ پھر اسپر طمع کی چاٹ۔ سرکشی کے مستعد ہو بیٹھے۔ اتفاق سے ان الہامی
دورے کا زمانہ قریب تھا۔ صلاح ہو گئی۔ راستے میں گاڑی بیٹھا لاٹھیاں سنبھالی گئیں کسی کسی
نے تلواریں۔ کوئی کوئی تازہ ڈنڈے ببول کے کاٹ لایا۔ کسی نے صورت بدلنے کو ڈھاٹا
کسا۔ اور سب گھات کے منتظر سر راہ آ بیٹھے۔ سواری نکلی۔ ڈٹ کے روک لیا۔ اور لاٹھیاں چلنے
لگیں۔ کچھ سپاہی ساتھ تھے۔ انھوں نے جنگ مغلوبہ کی۔ ایک کی دو کی دو دو چار۔ آخر کہاں تک
جمے رہتے تھے۔ پاؤں اکھڑ گئے بمقول شخصے فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ اور نوک دم جسکے جدہر
سینگ سمائے نکل گیا۔ کچھ کھیت رہے۔ کچھ مجروح ہوئے۔ مگر خیریت یہ گزری کہ لالہ صاحب
صحیح سلامت رہے۔

رات کو سیاہ چادر کی آڑ میں دبے پاؤں میدان سے کھسکتے کھسکتے آبادی تک پہونچے
جان بچی اور لاکھوں پائے

نواں باب

سے تو آن پیر دمہر شیوۂ دل آسان از من

کوئی کسی حال مین ہو۔ مرتا ہو۔ جیتا ہو۔ مفلس ہو۔ امیر ہو۔ مگر دنیا کے کام بند نہین ہو سکتے زمین تین سو پینسٹھ دن مین آفتاب کے گرد ضرور چکر لگا لیگی۔ چوبیس گھنٹے مین اپنے محور پر ایک دفعہ ضرور گھوم جائیگی۔ کسوف خسوف موقع موقع پر ضرور واقع ہونگے۔ چاند ستارے لازمی طور سے طلوع غروب ہوتے جائینگے۔ گرمی برسات کی فصلین لامحالہ آئینگی۔ امیر قاقم و سنجاب کی پوشاک پہنین یا قلاش شب تنور بسر کرین۔ گرمی پہاڑون پر سے [illegible] پگھلے۔ موسیائی نکلے۔ آفتاب کی شعاعین سیدھی ترچھی جو پڑتی ہی پڑینگی اور ڈنکے کی چوٹ پڑینگی۔ وسط ایشیا کے ریگستان گوبی سے انجرات بلند ہو کے خلا پیدا کرینگے اور بحر ہند کی مرطوب ہوا سے اس رخ بادل کھینچے گی۔ ہمالیہ کی کوہستانی دیوارون مین ابر ٹکرائینگے ہندوستان مین پانی برسائیگا۔ نباتات اگین گے۔ غلہ پیدا ہوگا۔

اسی طرح جو بچہ ہے وہ جوان ہوگا۔ اور جوانی کے واسطے جو سامان چاہیے مہیا کرنا ہی ہوگا نواب شہنشاہ حسین علیل ہین۔ معذور ہین۔ مگر احمد شاہ اور حامد شاہ تو جوان ہو رہے ہین حسن نظر۔ شادی بیاہ کا زمانہ مارا مار ڈبل کوچ چلا آتا ہے۔ بے زری۔ کم استطاعتی۔ کم وسعتی۔ معاملات کی ژولیدگی جنکے واسطے ہے وہ جانین۔ تہوار کے لیے کاٹے نہین پاسی جاتی۔ شباب اور جوانی دو رویہ بدر راہی بیند"۔ اسیر رسم۔ رواج کا تمیز جاتا بھی جو نہ ہو سکے۔ نیم جان ہمت اور حوصلے کی اشتعالکین۔ اور آفت دونو بھائیون کے حرکات بے حساب۔ تازہ کوفت۔ ایک صاحب بزبان حال پکارتے ہے

جنون کا عبث سر سے مذکور ہے
جوانی دیوانی ہی مشہور ہے

دوسرے ہان مین ہان ملاتے ہے ع
ساقیا مرنج از من عالم جابہا ست

والدین ان کیفیتون کو کسیقدر مجبول گئے ہین مگر حافظے پر نقوش تو تھے پھر کہان اصل

کہاں اقل۔ اب اگر یاد ہو تو ان حرکات پر ناخوشی۔ دوسرے انکو بھی اپنی پڑی ہے۔ اولاد کی شادی۔ دل کی ہوس۔ والدین کا فرض۔ دماغ ایک دوسرے کی راستہ میل ہی نہیں کھاتی۔ آخر ایک دن اس لڑکی کو ناخوش تدبیر سے سلجھانے کو بیٹھیں۔ نواب بیگم اور مدار المہام بعد روز و قدح بسیار طے پایا کہ جس طرح ہو شادیاں کردی جائیں۔ اور اس کا راہ ہموار الٰہ صاحب ہی سرانجام دیں۔

آپ جانیے انسان سب کچھ کرسکتا ہے۔ اگرچہ بیچارے برآورد کے مطابق جنس وغیرہ مہیا کردینے کا کام کرسکتے تھے مگر وہ عجب چیز ہے۔ فطرت پر تکیہ کرکے بیڑا اٹھا بیٹھے۔ اور جلسہ برخاست ہوتے ہی کارروائی آغاز کردی۔ پہلے تو دونوں میاں بیویوں کو مژدہ سنایا انہوں نے خلاف مصلحت سمجھ کے انکار کیا۔ بظاہر تو انکار اور تردد ات کا حیلہ تھا مگر اصل میں اس قوم کی محبت تھی جسنے انہیں حضرت کی دوکان پر دل ہاتھوں ہاتھ بیچا تھا۔ اسکے بعد ڈیوڑھی پر پہونچے۔ بیگم صاحب کی جا بیجا فرمائشوں کی فہرست لکھی۔ دل خوش کن منصوبے سنائے۔ خیالی پلاؤ پکائے۔ بہو بیاہ لانے کا حکم تو وہ پانے فضولی اور اسراف کے معقول حیلے پیدا ہونیکا سبز باغ دکھایا۔ اگرچہ وہاں جہیز۔ زیور اور اسباب خانہ داری کی امید ایسے گھر میں جیسا چوندھ لگانے والی نہ تھی۔ مگر پھر بھی اس فکر سے دلچسپی ضرور محسوس ہوئی۔ اور جو فی الحال ایک طرح کی مغائرت اور ناخوشی انکی طرف سے ہو گئی تھی فی الجملہ کم ہو چلی۔ سچ ہے۔ دنیا میں کوشش شرط ہے بالو سے بھی گھی نکل سکتا ہے۔ عورت پھر عورت۔ چند روز کے روغن قاز ادھر ادھر کی گپ شپ۔ میر ہی تیر داستانوں نے بیگم کو پہلے متوجہ۔ پھر متوجہ سے منہمک ہی کرکے چھوڑا۔ اب انکی طرف سے لگائی بجھائی کرنے والوں کی بات کی سماعت کی مہلت کم ملنے لگی۔ بعضے بددل اور چند ناخوش ہو کے خاموشی مناسب سمجھے کہ دیکھیں اب کون رنگ چڑھتا ہے۔ یہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔

ان تینوں کا یہ بھی بس کچھ
وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ

یہاں مہلت غنیمت تھی۔ ادھر سے اطمینان کرکے سامان شادی فراہم کرنے پر الٰہ صاحب تلے۔

اس دھوم دھام کا اہتمام کیا کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ دربیوں کی تیاری میں کپڑے کی کوٹھیاں خالی ہو گئیں کشمیر سرد۔ ڈھاکہ گرد ہوا۔ گجرات اور بنارس میں ایک تار بھی نہ رہا چین چین بول گیا۔ ایران اور ترکی نے قالین شکار گاہوں میں بچھانے کو بھیجے۔ بدخشان بدخشان کی کانیں خالی ہو گئیں۔ بحر ہند۔ خلیج فارس نے موتی اگلے۔ کرمان نے زیرہ خطا و ختن نے مشک تحفہ میں بھیجا۔ زہرہ و مشتری فلک سے آتر آئیں بار بار اور نگیاتان سیمیں۔ اندر نچوایا ور اندر پر اسکے اقدر سمجھے۔

تو یاد جب کیا تھی انتظام و تقسیم سب اپنی ہی قوم کا ڈور زنی سے تھے۔ ... سرشتے میں ہی افسر۔ اکثر ان۔ کارکن۔

لاکھا خلعت بنا۔ مکانات اور کمرے تک تجلی ہوئے۔ ... نج محل سے منتشر ہو گئیں۔ مگر شہر میں وہ چہل پہل دھوم دھام ... روشن کے دوسرے خیال تک کا گزر دشوار ہوا۔

محلے بھر میں جتنے مکان تھے سب پر قلعی اور ... سے ... محلہ ... و مکانات روشن ... میں دو رویہ قطار سڑکوں پر گلدستوں کی بہار ... بجا بجا رفیع الشان پھاٹک اور سبز بجلی کی روشنی۔ چاندی اور ساٹھی پر جھنڈے ... نوبت کی صداؤں میں گدگدی کرتی۔ گلیوں میں سڑکوں پر گلاب اور کیوڑے کا چھڑکاؤ اور بخور رات کے خوشبودار دھوئیں سے گھنگھور گھٹا کا سامان۔ غرضکہ ایک دریائے سرخوشی تھا کہ اس سرے سے اس سرے تک موجیں مار رہا تھا۔

اس آرائش زیبائش میں چند باتیں ایسی تھیں جو غیر معمولی طور سے ناظرین کے تعجب و تحیر کا باعث تھیں۔ ازاں جملہ ہر پھاٹک پر ایک تصویر سی رکھی ہوئی تھی۔ مصور کی مصوری تو خیر ہر شخص بقدر مذاق جان سکتا تھا۔ مگر تجویز کی تجویز پہچاننا ذرا مشکل تھا۔ ہاں کبھی اگر کسی صاحب نظر نے غور سے دیکھا تو کچھ سمجھ کے سر ہلایا اور اپنی راہ چلا گیا۔

ایک پھاٹک پر شیر اور ہاتھی کی تصویر تھی۔ دونوں لڑ رہے تھے۔ شیر جست کر کے مستک تک پہونچ گیا تھا۔ اور ہاتھی زچ ہو گئے۔ سونڈ اوٹھا کے گویا چنگھاڑ

کے بھاگا دیا تھا ۔

دوسرے پھاٹک پر ایک موٹے تازے شخص کی تصویر بنی تھی۔ گود میں ایک کاسہ جس میں پانی بھرا اور نالی سا ٹین کھلا ہوا تھا۔ کسی پستے کا چھوٹا سا حلقہ ہاتھ میں اس سے صابن کے بلبلے منہ سے اڑا رہا تھا۔ سیکڑوں حباب الٹ پلٹ رہے اور ہوا اور آفتاب کی شعاعیں ساعت بساعت قوس قزح کے ساتوں رنگ کی بہار دکھا رہی تھیں۔ گرد تبدیل اور بازاری لونڈے بھی جمع تھے۔ ان حبابوں کو دیکھ دیکھ وہ نہایت متحیر ہوکے خوش ہوتے اور تالیاں بجاتے جاتے تھے۔ انہیں میں ایک شخص چست چالاک ان بچوں کی ٹوپیاں اڑاتا جاتا تھا اور یہ گروہ ایسا محو ہو رہا تھا کہ اسکو مطلق سر پاؤں کی خبر نہ تھی۔

تیسرے پر تین آدمیوں کی تصویریں تھیں۔ ایک آنکھوں پر پٹی باندھے ترازو ہاتھ میں لیئے دو ٹکڑے روٹی کے تول رہا تھا۔ داہنے بائیں دو آدمی نہایت لاغر صرف ہڈی چمڑا۔ لنگوٹی باندھے گویا ۱۸۹۶ء کے قحط زدہ کمال شوق اور انتظار میں ترازو کے پلوں پر نظر جمائے بیٹھے تھے۔ تولنے والے کے دوسرے ہاتھ میں ایک چھری بھی تھی۔ اور کچھ ٹکڑے روٹی کے گود میں جس سے ظاہر تھا کہ وزن برابر کرنے کو جو حصہ چھری سے تراشتا ہو وہ اپنی گود میں رکھتا جاتا ہو۔

چوتھے دروازے پر الہ دین کے قصے کی ایک تصویر بنی تھی۔ ساحر نئے چراغ پرانے چراغوں سے بدل رہا ہے۔ ایک طرف ساحر جسکے لبادے پر ہلال صلیب ترسول شمس وغیرہ کے نشان۔ اور قسم قسم کے معنی خیز نقش و نگار جو سمجھ میں نہ آتے تھے بنے تھے۔ نئے لمپ۔ لالٹین۔ انگے۔ لاسے لیے ہوئے۔ اور دوسری جانب زن و مرد برنا و پیر بڑھی۔ لوہے۔ پیتل کے چراغ۔ فتیل سوز۔ دولمن میل اور تیل میں چکٹے لیئے ہوئے کھڑے تھے بعضوں نے بدل لیے تھے اور بعض بدل رہے تھے۔ ایک نمین سے اپنی دولمن اور سرکیین لالٹین کا مقابلہ کر رہا۔ وجوہ ترجیح تجویز کر رہا تھا۔ اس تصویر کے نیچے یہ شعر بھی جلی قلم سے لکھا تھا ۔

ہیں ارزاں نئی روشنی کے چراغ
کدھر ہیں خریدار روشن دماغ

پانچویں دروازے کے پردے پر پہلوانوں کی تصویریں تھیں جو کشتی لڑ رہے تھے ایک دبلا پتلا ہاتھ پاؤں کا ہلکا سا ہے۔ بالکل سینکیا پہلوان نہایت باریک پوشاک پہنے دوسرا خوب سا موٹا تازہ جسیم۔ تنومند۔ قوی۔ توانا۔ فولاد بازو۔ آہنی پنجہ گٹھا بدن۔ سارا بدن ٹھوس گویا سیسہ پلایا ہوا۔ رگ پٹھے مضبوط۔ دبلے کو اس حریف نے سر پر اٹھا لیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب پھینکا اور اب پھینکا۔ مگر چہروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موٹا تازہ پہلوان محنت اور پیچ کرتے کرتے پست ہو گیا ہے دم پھول گیا ہے پیٹ دھونکنی کی طرح پھولتا اور پچکتا ہے منہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں مراسیمگی چتون سے ظاہر ہے۔ دوسرا پہلوان مسکراتا جاتا ہے اُسکے چہرے سے نہایت اطمینان ظاہر ہے۔ اس تصویر کے نیچے روشن حروف میں لکھا ہے

"جنگ مادہ و روح ہے"

غرضکہ ایسی ہی بہت سی تصویریں جا بجا بنی ہوئی تھیں جنمیں سے بعض تو سمجھ میں آتی تھیں اور بعض نہ اچھی طرح دکھائی دیتی تھیں اور نہ سمجھی جاتی تھیں۔

یوں تو محلے بھر کے سب مکانوں کی آراستگی کا ذمہ لالہ صاحب نے اُٹھایا تھا اور جو جس حیثیت کا تھا اُسکے مطابق سجا تھا۔ مگر خاص دولت سرا سے آقا پر توجہ خاص مبذول ہوئی تھی اور ہونی بھی چاہیے۔ مگر افسوس آقا کے نصیب نابینا تھے اسلیے یہ ساری سجاوٹ مالک کے دیکھنے کو نہ تھی۔ بلکہ دکھانے کو۔ در و دیوار میں خوشنمائی کے قد آدم آئینے۔ دروازوں میں نفیس کے پردے اور آئینوں پر بیل بوٹوں کی طرح قسم قسم کے پرتے نقش کیے باہر سے [illegible] بھی معلوم ہوتے۔ اور [illegible] پیچھے۔ شیشہ آلات کی دنیا نظر کو خیرہ کر دیتی۔ ایکدفعہ کوئی دیکھ لے تو مشعل یعنی مہر و ماہ کی روشنی آنکھوں سے گر جائے۔ روز روشن شمع کافوری رکھے تو دکھائی دے۔ ورنہ رات دن دنیا اندھیر ہی شاہانہ سیاہ خانہ تھا ایک طلسمی کارخانہ تھا۔ نہ کہیں چوب نہ طناب معلق ہوا میں مثل سحاب۔ کنارے کی جھالریں موتی کی۔ دریچے پیچے۔ رنگدار یا قوت اس خوبی کے شیشے کہ ممکن نہیں کوئی پہچان سکے۔ وسط میں کواکب اور سیاروں کی نقلیں بنیں۔ چاند سورج کو نور بہ چہار دانگ جنکی دمیں عین وسط میں آئی تھیں۔ الغرض شاہانہ کر و فر [illegible]

کا پورا جیرہ ہے۔

ارباب نشاط۔ سامان طرب۔ لوازم جشن کا کیا کہنا۔ سرکار میں انھین کی پرورش قدردانی توبدت سے ہوتی تھی۔ پچھلے حق اور آیندہ کی امید نے بجاے خود آمادہ کیا سب اسطرح بے بلاے امنڈ آئے جیسے تازہ شکار جھیل پر مچھلی مارنیوالے پھر انکے علاوہ تازہ ولایت کسبیان۔ دور دور کے طائفے مزید بر آن۔ رات دن آٹھو پہر رنگ رلیان رہنے لگین۔ نگر لیلی الصباح کی بھیرین اور دوپرانی غزلین ع

آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

اور ع

کہو بلبل سے لیجاے چمن سے آشیان اپنا

ایسا سمان باندھتین ہر فہمیدہ اور نا فہم پردہ اٹھا دیتین کہ بزم طرب اور صف ماتم مین صرف سمجھ کا پھیر رہجاتا۔ آنکھین سامان شادی دیکھتین۔ تو دل صدا سے غم سنتا۔ سچ کہا ہے ع

کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

مختصر یہ کہ جاشنی دار شادی بعد چند روز کے خاتمے پر پہونچی۔ اس مدت مین حالت گذشتہ اور آیندہ پر غور کرنے کی مہلت کم ملی اور ملتی بھی تو ہو کیا سکتا تھا

زمانہ جب ذرا سے پر کچھ دور چل جاتا ہے پھر مشکل سے پلٹتا ہے

فلک کہنہ گنبد ہے۔ واقعات صدا ہین پھر آواز بازگشت ضرور پیدا ہوا چاہے۔ کانون مین آگئے اور ضرور آئے۔ آج نہین کل۔ کل نہین پرسون۔ ادھر باہر ڈومنیون مغنیون نے بہت غل مچایا۔ اصول موسیقی سے کی لے تال سر سارنگی کی ٹون۔ طبلے کی گمک۔ مجیرے کی تال۔ تالیون کی چٹاخ پٹاخ۔ نوبت کی شہنائی نقار کی دروان۔ دون، تاشے کی تڑتڑاہٹ اور ڈھولے ڈھل نے آسمان سر پر اٹھا لیا محلہ کیا شہر بھر گونج اٹھا۔ مگر کیا ہوا۔ بڑاے چند نے کان بہرے ہوگئے پھر آخر وہی سماعت وہی ادراک۔ وہی حس مضطرب۔ وہی دماغ۔ وہی فکر۔ خیر جسطرح بنا دولہا بنا۔ دولھن بنی ساس سسر ہنسے اور تقریب خاتمے کو پہونچی دولھن بیاہ لائی سگھر کی آبادی بڑھی۔ اور آیندہ بڑھتی کے سامان ہوے

دسوان باب

شادی کا پچھا بھاری

اور بہت بھاری - کئی وجہون سے - اول ہندوستان کے طرز معاشرت سے کچھ ان رسمونکا کینڈا ہی ایسا ہی - مدت سے ایسے ہی چلی آتی ہین - ملک مین رہ کے جیتے جی بائیس ماندون کی آبرو کی خاطر سے بغیر انکی پابندی کے بن ہی نہین پڑتی - سو یہ بھی اُنکے واسطے جنکو کچھ اس جانب خیال ہی - ورنہ دل ودماغ خود ہی عادتاً آمادہ رہتا ہے - اس شادی مین اہتمام ایسا ہوا تھا کہ واجبی طور سے خوب حوصلے نکالے اور نکلوائے گئے تھے - مدار المہام کیون اپنی سرکار کی بدنامی روا رکھتے بعنایت الٰہی کسی مُہِت پوسجیے کی تقریب تو تھی نہین (شمار بمقدار عام) کہ وال بھات کھلا کے چپ چپاتا نکاح ہو جاتا پھر پچھا کیون نہ بھاری ہو -

اسکے علاوہ جہان نواب کو ان فکرون نے گھیرا - وہان ہمکو بھی یہ تشویش ہوئی ہے کہ آخر ناظرین کو کیا بتائین کہ کہان شادی ہوئی - کسکی صاحبزادی سے شادی ہوئی کون خاندان ایسا ملا جسنے بیٹی دی - بی بی نیوجو بیاہ آئی ہین کیسی ہین - مزاج کیسا ہے - مان باپ کی حیثیت کیسی ہی کس ملک کی رہنے والی ہین - اپنون مین سے ہین یا اغیار مین سے - اگر کہتے ہین تو مدار المہام کی مصلحت کے خلاف ہوا جاتا ہے یا موافق - نہین کہتے ہین تو ناظرین کو الجھن ہوتی ہے - حاصل یہ کہ شادی کا پچھا فسانہ نگار کے واسطے بھی بھاری -

ہلکے کوئی بوجھ تو ہلکا ہونا چاہیئے - نواب صاحب کے معاملات تو کھلی ہوگئی حقیقی بھائی اتنی بھاری - ایک فرض سے ادا ہوئے - دوسرا بھائی فرض اُسکا جانشین ہوا آئے دن کے چالے - زرا زرا سی بات کا اہتمام - ریت رسم - امیرانہ چوچلے دم نہین لینے دیتے -

ایک آفت ان سب پر مستزاد - لینے بموجب صاحب کے اعزا اقربا - اور سی پروسی درجنون ہمراہ آ سکتے - اور اندر باہر سینکڑون ہم پیچ جاتے - مہمانداری - خاطر مدارات پہلے تو تماشا کیواسطے ہنسی خوشی ہوتی رہی - مگر ایک دن مہمان دوسرے دن

عذاب جان تیسرے دن چوتھیاں پھر بیبیوں شیطان جمع - جنکو صرف لڑکا نے چار پایوں کے توڑنے کے سوا کوئی کام نہیں بیٹی کی سسرال میں بھونڈا ہندوستانیوں کی غیرت کی بات تھی - مگر حاجت ان باتوں کو دور سے دور باتیں سنا یا کرتی ہے - غیرت شیشے سے نازک تر بغیر ضرورت اور حاجت کے دیکھے کب برداشت کر سکتی ہے - وہ تو اسی وقت کافور ہو گئی تھی جب لڑکی کی شادی معمولی گھر سمجھ کے کی تھی - اب تو ساری ہوشیاری - چالاکی - اسی میں تھی کہ لڑکی کے خوب کھاؤ - مزے اڑاؤ -

اب گھر کا خدا حافظ - مرے کو ماریں شاہ مدار - تنگدستی اور سعد وری میں شادی کیا لی شادی کوڑھ میں کھاج - مفلسی میں آٹا گیلا -

ادھر بازار والوں سوداگروں - ارباب نشاط بنیوں کو مدار المہام نے اشارہ کیا انہوں نے دروازے کی دھول اڑا دی - سب خوب نچ اور مجبور کر لیا بخوبی خوشامد کرائی - تب جا کے گلو خلاصی کرائی - اور اپنے کھاتے میں اتنی رقم بڑھائی کہ بوا دیہ حالت اسکی ادائی قیامت پر منحصر رہی - یہ رعایت بھی بہت کچھ تھی - کیا معنی کہ رقم پچھلے کے حساب میں الا ماشاء اللہ حسب اپنی تدبیر میر کار میں [illegible] نہ تھے - اور غنیمت تھی تھا کیونکہ اگر خدانخواستہ ایسے ہوتے تو لامحالہ کبھی کبھی سو مزاجی کی نوبت نہ آتی - مگر اسکے مصرف [illegible] تھا - اور مدار المہام کو فی الجملہ روپیہ مہیا کرنے میں اپنی دوکان سے کچھ ہنڈیاں نکلی پڑتی تھیں پھر بھی انہوں نے [illegible] ظاہر کیا - یا ان کے معاوضہ یا سود میں اپنے حقوق کچھ بڑھا کے کہ صرف ٹھیکہ داری [illegible] کی بھی [illegible] شامل ہو گئی [illegible] کے اسامیوں پر دل آویز سے طور پر شادی ٹیکس لگایا - بیٹے شادی کی [illegible] کے نام سے بہت کچھ وصول کیا جو زیادہ تھے وہ تو دس نکلے - اگرچہ اس شادی پر تنگیں ہو کر - [illegible] نقد کی جگہ جنس لی اور جو بالکل قلاش تھے - انکے بیل اور ہل اور کرائی تک ضبط کر لی - پانی کو [illegible] تک رہی - مٹی کے برتنوں تک نوبت آگئی -

اس طرح جو رقم ملی وہ نواب صاحب کے فرزند شادی میں بھرا ہوئی اور لالہ صاحب

[illegible] قرض لیے [illegible] سب کو کہ آخر جمع ہوگئی حساب کا لینے والا جھوٹا دینے
والا کون تھا [illegible] ان کے نام واجب الادا لکھی رہی۔ حساب ان
کے یا تھا چل [illegible] یا نقل [illegible] یا وصول [illegible] سے نہ معلوم۔

اونٹ کی چوری تھی۔ آقا نہ سہی۔ دنیا تو دیکھتی۔ بعد چندے بات چھپی چھپا کے مشہور
ہوئی کہ [illegible] نے اگر چور پائی تو لالہ نے بھی خوب رقم اڑائی جن لوگوں نے
انعام اکرام پاتے تھے۔ انکی ہوس اتنی ہوئی۔ آتش رشک بھڑک کی بجائے شکوہ
شکایت انکے دلوں میں سمائی جو بدخواہ نہ تھے وہ بھی نگرانی پر تل گئے۔ جہیز سامان پر
جو ٹانکے دیے گئے تھے وہ بھی کھل گئے۔

حسرت لونڈی اس تقریب میں بالکل محروم رہی تھی! ایک دن بڑی بیگم نے کسی
پر مارا تھا ایسی کہیں چوٹ لگی کہ بخار آنے لگا بیمار ہوگئی۔ اتنی بڑی شادی اور بستر
پر پڑی۔ [illegible] کھانے کو چھوڑا۔ نہ شادی کی سیر جی کھول کے دیکھ سکی۔ بعد ختم تقریب
جب بھلی چنگی ہو کے اٹھی تو سب بہار خزاں۔ آتش بازی چھوٹ چکی تھی۔ جوڑا جو سرکار سے
ملا تھا نہ پہن سکی جی میں حسرت کا کانٹا گڑا رہ گیا۔ سب سے بیزار ہوئی۔ گھر سے
بیزار۔ نوکروں چاکروں سے بیزار۔ مالک سے بیزار حتی کہ جان سے بیزار۔
ادھر ایک بڑا اہم معاملہ پیش آیا کہ اس بیاہ سے بیگم صاحبہ روز بروز ناخوش
ہوتی جاتی تھیں۔ وجہ کیا کہ بہو صاحب ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں۔ لوگوں نے
خصوصاً مشاطاؤں اور انکے کمان افسر لالہ صاحب نے صورت کی بڑی تعریف
کی تھی گوری چٹی۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب چراغ لے کے ڈھونڈو
تو ایسا نہ ملے۔ سلیقہ شعار نیک مزاج پھر سر بے زبان۔
یہ جو دیکھا بہن کالی کلوٹی۔ لوہے کا توا [illegible] دونوں رخ آفتاب نہ ماہتاب
سمجھو پشم حسن کی تپایا ان [illegible] چراغ لے کے کوئی کیا ڈھونڈے۔ کالے کے
آگے [illegible] چراغ جلا ہے۔ سلیقہ صرف زبان تک تھا
باتیں بیشک [illegible] کرتی تھی۔ مگر سلیقہ ناک [illegible]
[illegible] وہاں بھی رہتی تھی۔ اور [illegible]
[illegible] رہتی تھی۔ ہر شخص پر اس [illegible] سے [illegible]

کرتی تھی کہ سارے گھر کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔
آخر اسکا الزام ادھر اودھر لگاتے لگاتے لالہ صاحب کے پگڑی دار سر پر رکھا گیا اور سب کے دلون مین اس آفت کے لانے پر ناراضی پختہ ہو چلی۔

گیارھوان باب

مکھولا بیگم

یہ کون ہین ؟ مکھولا بیگم یعنی بہو صاحب ہوتے اس گھر پر نازل ہوئی ہین مزاج مین چھلا پن۔ گستاخی۔ بیباکی۔ اشتعال سے سوا ہے۔ اسوقت میان احمد سے یون باتین کرتی ہین۔

مکھولا۔ یہ تم آخر چپ کیون ہو۔ کچھ فکر ہے۔ سست کیون رہتے ہو۔

احمد۔ آخر میرے خوش ہونے کی کون بات ہے۔

مکھولا۔ تو کیا سب اپنی بیویون سے یونہی روٹھے رہتے ہین

احمد۔ نہین۔ مگر دھوکا کھاکے آدمی افسوس کرتا ہی ہے۔

مکھولا۔ اپنی حماقت پر پچھتاتا ہی۔ پھر تمسے کون ایسی بات ہوئی۔

احمد۔ مجھسے خدانخواستہ کیون ہوتی۔ مگر اس پاجی لالہ نے دھوکا دیا۔ اتنا قدیم نمکخوار ہوکے ایسا فریب دینا اسکو نہ چاہیئے جب ایک کا کام کا سیاہ سفید اسکو سپرد تھا تو اسکو ایسا کرنا نہ چاہیئے۔

مکھولا۔ آخر کیا دھوکا کھایا۔ کچھ کہو تو سہی۔

احمد۔ کس کس بات کو کہون۔ جو تمسے چھپانے کے لائق ہو۔

مکھولا۔ کچھ تو کہو کسی طرح دل کا غبار تو نکلے تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے معاملے مین دھوکا کھایا ہے۔

احمد۔ ہان تمھارے بارے مین بھی۔ اس مردود نے فریب دیا۔

مکھولا۔ بھلا مین بھی تو سنون۔ اگر ہو سکے تو صفائی کرا دون۔

احمد۔ اجی واہیات بات ہے۔ خیر گزشتہ را صلواۃ۔

مکھولا۔ جو ایسی ہی بات ہے تو پچھتاتے کیون ہو۔

احمد ۔ چہ خوش! سچ سمجھا تو بھی نہ ۔ واللہ والدہ اور والدہ کو اسنے بڑا دھوکا دیا ۔ اور
مجھ سے تو خدا جانے کیا کیا وعدے کئے تھے ۔ انمیں سے ایک بھی پورا نہ اترا ۔
بڑا بے حیا آدمی ہے ۔ پھر وہ تو سہی ۔ جاتا کہاں ہے ۔ اسکا مزا چکھایا تو شاہ احمد
نام نہیں ۔

کھلونا ۔ یا اللہ ۔ تم تو چھیڑنے سے اور بھی بگڑے جاتے ہو ۔ کوئی بات نہ چیت
اور خواہ مخواہ ماش کا آٹا ہوتے چلے جاتے ہو ۔ اگر تمکو خفا ہونا ہے جا کے [illegible] باہر
خفگی کر لینا ۔ یہاں کسکو سناتے ہو ۔ وہ صاحب ہم تو بات پوچھتے ہیں اسکا [illegible] جواب
نہیں دیتے اور اول فول بکتے ہیں ۔

احمد ۔ بات کیا کہوں ۔ تم بات کے قابل بھی ہو ۔ ایک ہی اسکا فریب کیا کم روح
فرسا ہے کہ جو کچھ تعریفیں تم لوگوں کی اور تمھارے گھر کی بیان کر کے پھنسا [illegible]
اسنے کی تھی وہ سب غلط ۔ سراپا غلط ۔

کھلونا ۔ تو یہ کیوں نہیں کہتے ۔ سارا غصہ [illegible] ۔ [illegible]
ہوں تو اور بھی [illegible] ہیں ۔ جو جو میرے ماں باپ نے سنا تھا ۔ اور تمھی پر [illegible]
ماں راضی ہوئے تھے وہ اس سے زیادہ غلط نکلا ۔ مگر بات اتنی ہے کہ [illegible] ہوتا
ہو اسکا اب [illegible] کر ۔ انھوں نے بھی پر نباہ کرنا ہے ۔

احمد ۔ اجی ہم سے تو اسنے تمھاری شکل صورت ۔ لیاقت ۔ پڑھنے لکھنے سلیقے
اور خدا جانے کس کس بات کی تعریف کی تھی ۔

کھلونا ۔ تو اسنے جھوٹ کیا کہا ۔ میں اپنے دیس میں جب تھی [illegible]
[illegible] تھی ۔ اور جب نئی نئی آئی ہوں تو تمنے بھی دیکھی تھی ۔ [illegible]
[illegible] یاد ہو تو [illegible] وہ الکی دوکان پر کوئی [illegible] جسنے ایک بات
پر بیت فضیحت بھی بہت کی تھی ۔

احمد ۔ آمین واللہ ۔ تم وہی ہو ۔ میں نہیں یقین کرتا ۔ تمھارا قصور ہے ۔ کہاں وہ کہاں تم
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کھلونا ۔ جی میں وہی ہوں ۔ صرف بات اتنی ہے کہ تمھارے ملک کی آب و ہوا کی
تاثیر ہے ۔ باقی مزاج میرا تمھارے ہاں کے مزاج کے مطابق ہو گیا [illegible] بگڑا

دیسا ہی میں نے بھی اختیار کیا۔ اگر تم چاہتے ہو جو باتیں تم نے میری سُنی ہیں وہ سب ظاہر ہوں تو پہلے اپنے گھر کو ماں باپ کو اور خود اپنی ذات کو اس لائق تو بناؤ پھر اگر کوئی بات جھوٹ نکلے تو کہو۔

احمد۔ بیٹا تو سچ کہتی ہو۔ مگر تم بالکل بدلی ہو۔ جن خوبیوں پر میں ہزار جان سے عاشق ہوا تھا انکی جگہ تو مجھے سب عیب ہی نظر آتے ہیں۔

کھولا۔ اول تو تم نے صرف صورت دیکھی تھی۔ میرے مزاج کی افتاد کا تم کو کیا تجربہ ہوا تھا۔ اگر تم لوگوں کو پوری جہان بین کرنی تھی تو دنیا میں جیسی ہوتی ہے کر لی ہوتی آخر بندہ باعتبار سلالہ و آلہ باعتبار حسب نسب کا معاملہ کیوں کیا۔

احمد۔ خیر اس الزام میں تو تمہارے ہاں کے لوگ بھی شریک ہیں۔ مگر مجھے حیرت ہے تو اس بات کی ہے کہ اتنا بڑا اہم معاملہ ایسا فریب چھپ چھپاتے کیونکر ہو سکا۔

کھولا۔ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں کہ سمجھدار کی سمجھ میں نہ آئے تمہارے گھر کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ سچ تم ایک بات کو کہتے ہیں تو اپنی آنکھوں سے تمہارے ہاں کا کارخانہ اس کنبے کا دیکھتی ہوں کہ اندر باہر سب ہی جھنگیا سے معلوم ہوتے ہیں اور جب کوئی انقلاب عظیم کسی خاندان میں ہوتا ہے۔ تو وہاں ایسی ہی حالت ہر جگہ ہو جاتی ہے۔ میں نے ایک کتاب دیکھا تھا جب کوئی شے ایسی حالت کو پہنچتی ہے تو وہ مثل گرتے ہوئے ستون کے ہوتی ہے۔ اسکے سنبھالنے کی کوئی آسان تدبیر نہیں۔ اول تو بہت بڑی طاقت درکار ہوتی ہے کہ اسکی جھونک روکے اور دوسرے اگر کسی سہارے پر اطمینان کر کے روکا تو ستون بیچ سے ٹوٹ جاتا ہے یا اگر زیادہ اہتمام کیا اور علمی آلات جر ثقیل سے سیدھا بھی کیا تو ستون کی جڑ اپنی طرف ہٹ جاتی اور فضول تکلیف محنت مشقت جدا اٹھانی ہے پس عقلمند لوگ صرف اتنا کرتے ہیں کہ اسکی زد سے بچنے کیواسطے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور جب گر چکتا ہے تو اس ملبے سے دوسرا ستون نیا استاد کر دیتے ہیں۔

احمد۔ مجھے تو تمہاری جوہر آج معلوم ہوئے۔ تو سچ مچ تم پڑھی ہو۔ بھلا کوئی کتاب تو میرے سامنے پڑھو۔

پھول لا۔ مگر اپنی زبان کی کہتا بیٹا پیدا ہوگی اور تمنا نئی۔ ماں میں اسکا نفس مطلب
سمجھ لوگی۔ سمجھ لو بیٹا اپنا لفظ بیان ہے

ایک خوبصورت عورت سب دریا پر بیٹھی ہوئی تھی۔ بالکل نوجوان شباب کا زمانہ
تھا۔ نیلی آنکھیں سنہرے بال چہرے پر گلاب سے گال۔ ماند پیشانی صراحی دار گردن۔ لمبے لمبے
گھونگھر والے بال کمر کے نیچے تک آخر سے ہوئے۔ ایک تو چہرے میں یوں ہی
چمک تھی اور پھر آفتاب کی شعاعیں پانی میں غوطہ لگا کر جو عکس ڈالتی تھیں اس سے
حسن ان کی طرح دمکتا تھا۔ یہ شباب بہت سارے دل میں تھی۔ ہی جیسے کسی کے
انتظار میں ہے۔ اسکا نام حیات تھا۔

دریا دل ہی دل میں موجیں مارتا رہا۔ لہریں کنارے تک آئیں لب ساحل کو بوسے دیں
اور مچھلیاں ان کی طرح چلی جاتیں۔ جانور ان دریائی پانی میں جھانکیں کرتے کلیلیں کرتے
اور کوئی اسکی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا بیٹھے بیٹھے آخر تھک گئی۔ شام ہوا ہو گئی تھی
دریا بھی سست چلنے لگا تھا۔ ہوا بھی تھمی تھی۔ اسکو غنودگی آگئی۔ زانو پر سر رکھ کر
سو گئی۔ اتنے میں ایک جہاز کا تختہ بہتا بہتا اسی کنارے آ لگا۔ کوئی آدمی تختہ سے
اتر خشکی میں قدم رکھنے کی آواز پاکے چونک پڑی۔ اس شخص نے جھک کر اسکے زانو
پر ہاتھ رکھ دیا۔ سارے جسم کا لپ گئی۔ سر اٹھا کے نگاہ اٹھا کے دیکھا۔ یہ
دراز دستی عشق کی تھی۔ اب اسکو معلوم ہوا کہ بیٹھی جو یہاں سے آنکھیں نہیں پھیرتا
تھا اسکی وجہ یہی تھی۔ مگر جو قسمت کا لکھا۔
عشق نے حیات کو گرمجوشی سے آغوش میں لے لیا۔

کچھ عرصہ اس عورت کی اولاد ہوئی۔ نام تھا خوشی۔ ہر اک ہنس مکھ خندہ پیشانی
غنچہ کیا مسکرائیگا۔ پھول کیا کھل جائیگا۔ جام کیا ہنسے گا۔ صراحی اسکی قلقل پر بولنے
لگی۔ آگے کیا قہقہہ مجھ سے لی۔ بڑی چلبلی۔ بڑی شوخ۔ ہنسا تھی
گرما گرم سوا ہنسنے کھلکھلانے کے دوسری بات نہیں۔ ماں باپ حیات
اور عشق بلکتے ہی محظوظ ہوتے۔ جانے میں جو سبز ساتے دل اس خیال سے
باغ باغ تھا کہ یہ عمر اسکے ساتھ بڑے لطف سے کٹے گی۔

اسی حال میں ایک زمانہ گزر گیا۔ معلوم نہیں کتنا۔ کیا وجہ کہ جیسا ... عشق دونون
... کی پرورش توجہ کرتے ہیں اب وہ بات مجھ میں نہ رہی جو پہلے پہل تھی جسکا
چرچہ بستی بستی میں دیسے گئے ہیں؟

وہ پہلے پہل دل لگانا غضب
نئی بات کا لطف پانا غضب

بچے کے کھیل کود میں خدانخواستہ کوئی کمی نہیں۔ سلامتی سے ہنستا ایسا ہی تھا کھیلتا ایسا ہی تھا۔ مگر کبھی کبھی ہاتھ پاؤں سست ہو جانے لگے۔ غنودگی بھی زیادہ آنی لگی۔ یہ کیفیت دیکھ دیکھ ماں باپ دل ہی دل میں اپنی اپنی جگہ متشوش ہوئے۔ نہ تو ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کے کچھ زبان سے نکال سکا۔ نہ خود بچے سے پوچھ سکا کہ بیٹا کیوں مضمحل ہوا۔ دونوں اپنے اپنے دل کو سمجھا لیتے کہ کچھ نہیں۔ کوئی تردد کی بات نہیں آج اداس ہے تو کل اللہ نے چاہا چونچال ہو جائیگا۔

کل کا دن آیا۔ وہی اضمحلال وہی سستی۔ وہی کاہلی۔

ایسے ایسے کل خدا جانے کی گزرے اور بچے کا وہی حال۔

ایک روز یہ دونوں زحمت سفر سے تھکاوٹ کے قسمت کیطرح سو گئے سویا سو کھویا مثل ہی مشہور ہے جب آنکھ کھلی تو بچہ غائب۔ ایں کیا ہوا۔ کہاں گیا۔ آنکھوں کا نور گیا۔ دنیا اندھیر ہو گئی۔ دل کا سرور گیا۔ جی چھوٹا پڑ گیا۔ گھبرا کے ادھر ادھر نظر ڈالی۔ ہو کا عالم۔ چاروں طرف سناٹا۔ اداسی۔ کچھ دور ہٹ کے ایک اور بچہ سبز مخملی کے ... فرش پر بیٹھا دکھائی دیا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ادھر ادھر بھیانک ہو کے دیکھ رہا ہے۔ صورت سے ملامت اور غصہ مترشح۔

دونوں نے اسکے حال پر کچھ اعتنا نہ کی روتے پیٹتے اپنے یوسف گم گشتہ کی تلاش میں بادل ملول چل نکلے۔ ہائے خوشی۔ پیاری خوشی۔ تو کہاں چلی گئی۔ مجھے کس کی نظر کھا گئی؟

تو جائے تو کیوں نہ آئے افسوس
افسوس افسوس ہائے افسوس

بچہ جو دور بیٹھا تھا آہستہ اُٹھا ۔ پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیا ۔ اور دونون کے درمیان ہو کے ۔ ننھے ننھے ہاتھ اونکے داہنے بائین ہاتھون مین ڈال دیئے ۔ دونون ذرا ہٹے ہٹے چلنے لگے ۔ انکو پھر پاس کر لیا ۔ خود واسطہ بنا ۔ اور ساتھون ساتھ چل نکلا ۔
حیات نے باچشم پرنم تھکے کی صورت دیکھی ۔ آنکھ سے آنکھ ملا لی ۔ دیکھ اپنے آنسوؤن کے قطرے اسکی آنکھوں مین بھی نظر آتے ہین ۔ عشق نے نالہ فلک فرسا بلند کیا ۔ " افوہ ۔ افوہ ! ہم تو چلتے چلتے تھک گئے ۔ مارے غم کے قدم نہین اٹھ سکتا ۔ آنکھون کا نور ساتھ چھوٹا ۔ آگے وہ ظلمت ہے کہ کچھ سوجھائی نہین دیتا ۔ چلین تو کس کے سہارے "
اسکو سن کے بچے نے ایک پہاڑی کیطرف اشارہ کیا ۔ اور مسکرایا ۔ چلتے چلتے حیات کے پاے نازک زخمی ہوے ۔ راستے کے کنکر پتھر ہو سے رنگین ۔ بسے بچے نے لباس کے اپنے کرتے سے لہو پونچھا اور جراحتون پر بوسہ دیا ۔ زخم جگر پہ گویا مرہم رکھا ۔
ایکدفعہ عشق کو گرمی کی شدت سے غش آگیا ۔ اسکو گاہے ماہے یہ عارضہ لاحق ہو جایا کرتا تھا ۔ لق و دق میدان ۔ کہین سایہ نہ چشمہ ۔ جلتی بھنتی ریگ کوسون تک بچھی ہوئی ۔ بچہ ننگے پانون ۔ اس تپتی ہوئی بالو پر دوڑ گیا ۔ ایک پہاڑی سے جو فاصلے پر تھی اور جسکے سوراخون سے قدرے قلیل پانی ٹپکتا تھا ۔ پتے کا دونا بنا کے پانی لایا ۔ کچھ منھ مین ڈالا ۔ خشک ہونٹون اور حلق مین تری آئی ۔ دو چار گھونٹ پلاے ۔ سوکھے دھانون پانی پڑا ۔ ہوش آ گئے ۔ جان تازہ پائی ۔
یہ دونون مسافر ایک درہ کوہ مین پہونچے ۔ بلا کی اندھیری ۔ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا ۔ چارون طرف تاریکی ۔ اسپر سردی ادر بلا کی طرہ کرۂ زمہریر کا نقشہ ۔ برف کی سلین ۔ سر پہ تلتین ۔ زمین پر ہزارہا من جمی ۔ ہاتھ پاؤن گلے جاتے تھے ۔ حیات و عشق کے منھ سے دھوان نکلتا تھا ۔ دونون کی حرارت سمٹ کر شرارہ سنگ کیطرح سویدا ے دل مین پناہ گزین ہوئی ۔ اعضا مین لرزہ آیا ۔ پالے سے وہ پالا پڑا کہ دانت سے دانت بجنے لگا ۔ بچے نے چھوٹے سے معصوم دل مین

رحم کی چھینٹا سی جھڑکی - اور باری باری سے اسنے اپنے سینے مین لگا کر دونو کے ہاتھ چوم سر گھوم گھوم رخصت کیا - اصل قصہ یہ ہے کہ باہر نکلا ان سے گیا نکلا سیر انکہین پھیلا دیا - یہان مطلع صاف تھا - آسمان کھلا ہوا تھا اور بادل نام کو نہین سفر کی درختون پہ بلبلین چہچہا رہی طرح طرح کے خوشنما اور خوشبودار پھول کھلے ہوئے ہین سہانے دیکھ کر ہر دو کی چہیتی آنکھی مشرقی مسافر کی زیارت سے چہرون پر انبساط آیا - آنکھین ٹھنڈی ہوئین جان مین جان آئی - یہ بھی مسکرایا - اور چہلین کرتا آگے بڑھا - کبھی لہلہاتے سبزے کی سیر کرتا گاہے نرگس کے کٹورون مین آب خنک لاتا - کبھی جا بیٹھے کسی کیلی پہ لا کے لذت شہد چکھاتا - صحرائی پھولون کے ہار بہت سے گوندھتا - اور دونون کے گلو مین ڈالتا - غرضکہ اسطرح یہ دونون مسافر راہ طے کرتے چلے جاتے تھے - کہین بالکل اندھیرا گھپ - کہین اچھی خاصی روشنی - کہین میدان پامال خزان کہین قدرتی تختہ گل دالہ سرسبز بہاران دونون کو پہلا بچہ بھی یاد آجاتا - اکثر اسکو یاد کرتے رہتے اور بھی کہتے اگر آج وہ بھی ہوتا تو دونون سے خوب ہی بہلاتا -

چلتے چلتے ایک جگہ پہونچے - یہان ایک کہن سال بڑی بی زانو پر کہنی ٹیکے - سر جھکائے ہتھیلی پر زنخدان رکھے غور مین مستغرق بیٹھی تھین - انکا مشغلہ یہ تھا کہ پیچھا پشت سے تو ہر شے کے آگے ڈالتی جاتی تھین - انکا نام بوا ملامت تھا حیات وعشق کو راہ چلتے خضر ملے - ورنہ کسی تیسرے کا تلاش بھی نہ تھا - پاس پہونچے اور یون دردون کہنے لگے -

اے بڑی بی تم زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ جہاندیدہ تجربہ کار معلوم ہوتی ہو خدا کے لیے ہمارے معاملہ مین کچھ عقل لڑاؤ - یہ کیا بات تھی کہ جب پہلے پہل ہم ایک دوسرے سے ملے ہین تو ایک بچہ ملا تھا - کیسا پیارا - آنکھون کا تارا - کیسا خوبصورت مجسم مسرت - سدا ہنستا کھلکھلاتا رہنے کے - رونے کا نام نہین جانتا ضیائے سرخوشی خمار غم سے مبرا - نور بہجت سایۂ کلفت سے مبرا گل بے خار خزان سے محفوظ بہار - مگر ہائے افسوس ہماری غفلت سے جاتا رہا راہ مین کھو گیا لاکھ سر مارا کہین پتہ نہ چلا - کوئی تدبیر بتا سکتی ہو کہ وہ دولت گم گشتہ پھر سے ملے تمنا سے دل بر آئے -

اس عورت نے پوچھا کہ اگر وہ تجھ کو چاہے تو پھر اس دوسرے کو چھوڑ دوگے؟
دونوں نے اقرار بولا او کہا یہ ممکن نہیں۔

حیا ستی۔ وہ کہلا یہ ہم سے کیونکر چھوٹ سکتا ہے۔ اگر راہ میں پاؤں فگار ہوئے کانٹے تلوے کے پار ہوئے تو ہم کو کون پوچھے گا۔ اور زخموں کو اپنے لب سے کون مندمل کریگا۔ جس وقت درد سر ستائیگا کون اپنے ہاتھوں سے دبائیگا سردی پالے اور اندھیرے میں کون ہمارے دل گرمائیگا۔

عشق۔ بھلا یہ تو ہماری جان کے ساتھ ہے۔ موت بہتر مگر اسکا چھوڑنا نہیں گوارا خوشی کے بغیر تو بسر بھی ہو جائیگی اور ہو ہی رہی ہے۔ مگر اسکے بغیر ایک لمحہ نہیں کٹ سکتا۔ نہیں نہیں یہ ہم سے نہیں چھوٹ سکتا۔ اسکو ہم نہیں چھوڑ سکتے

شکر۔ اس نیک بخت جواب دیا تم دونوں بڑے احمق نادان ہو۔ تمکو کچھ بھی سوجھائی نہیں دیتا۔ ارے یہ وہی کچھ ہے جو پہلے تمہارے پاس تھا مگر تمکو یہ نہیں معلوم تمھارے مقدر میں لکھا تھا کہ جب تم دونوں پہلے پہل ایک دوسرے سے ملے تو ایک نور سے سایہ پیدا ہو۔ اور جوں جوں راہ طے کرتے جاتے راستہ ناہموار ہوتا رہا اور ہوتا جاتا۔ دن مصیبت کے۔ راتیں کٹھن آتی جاتیں۔ تم دونوں ان باتوں کو نہیں دیکھ سکتے نہیں جان سکتے تھے۔ آخر کو رفتہ رفتہ اب جب ان آنکھیں کھلیں تو گریہ و زاری کرنے لگے ہائے خدا واسطے خدا یہ کیا ہوا کہاں گیا۔ کیا ہوا؟ مگر تمکو نہیں معلوم کہ دشوار راہ میں جہاں ویرانے سردی برف کی تکالیف برداشت کرنی ہوتی ہیں ایسی نازک چیز اپنی پہلی حالت پر قائم نہیں رہ سکتی۔ دراصل یہ وہی پہلی خوشی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ایک وہ دنیا تھی ... ہے۔ سردی میں گرم جوش ہے۔ اور مصائب کے وقت ... ہے۔ اب اسکا نام خوشی نہیں رہا۔ بدلی ہو گیا ہے اور یہی خوشی کی بلوغ اور تکمیل ہے اور یہی تمہارے ساتھ رہنے کا لازمی نتیجہ ہے۔

احمق۔ (کچھ دیر ...) ہاں کتاب تو اچھی ہے۔ مگر ایسی جگہ میں آدمی کو کچھ بھی نہیں اگرچہ اپنے ... ہمکو دلچسپی نہیں مگر اتنا جانتے ہیں کہ ... کبھی کوئی ایسی کتاب اب جان کے کتب خانے سے اٹھا لایا کرتے تھے۔

کھولا۔ ہمارے ہان تو سب ہی طرحکی مضمونون کی کتابین ہین انھین سے ایک یہ بھی ہی۔
احمد۔ جی یہ تو معلوم ہوا تم بڑی لائق فائق ہو۔ اور اگرچہ اپنے خاندان سے نہین مگر پھیر سے غنیمت ہو۔ مگر تمکو گھرداری۔ تدبیر منزل کی بھی کوئی کتاب پڑہائی گئی ہی۔
کھولا۔ مگر وہ تمھاری سمجھ مین نہ آئیگا جو مجھے معلوم ہی۔ پہلے تم ہم لوگون کے اخلاق عادات سے تو آگاہ ہولو۔
احمد۔ بہ خوش۔ ہمکو تو اسوقت حاجت ہی کہ تم اس بگڑے گھر کو سنبھالو انتظام درست کرو۔ اور تم ہمارا انتظار کر لی ہو۔
کھولا۔ مین تو لالہ رام کرن کی صلاح پر چلتی ہون۔
احمد۔ تو تمکو اب اُنسے کیا واسطہ۔
کھولا۔ یہان میرے میکے کا کوئی اور ہی! اُنھین پر مجھے سب باتون کا بھروسا ہی۔
احمد۔ خیر معلوم شد۔
کھولا۔ معلوم تو آپکو آگے چل کے ہوگا۔ مگر اتنا تو انصاف کرو کہ ایک میکے کے آدمی کو کوئی بھی دودھ کی مکھی کیطرح نکال دیتا ہی۔ مگر میرا یہ بھی اصرار نہین کہ تم سب طرف سے آنکھین بند کر لو۔ آخر تمکو بھی کچھ سمجھ خدا نے دی ہے۔
احمد۔ اب اگر کچھ کہتا ہون تو شاید تمکو برا معلوم ہو۔
کھولا۔ نہین نہین سچی اور انصاف کی جو بات ہوگی اُسمین برا کیون ماننے لگی۔
احمد۔ جب سے یہ لالہ ہمارے ہان آئے ہین ظاہر مین تو بڑی خیر خواہی کا رگزاری کرتے ہین مگر دراصل کچھ ایسا کھٹکا لگا ہی کہ دل ہی جانتا ہی۔
کھولا۔ خیر یہ بات ہی تو تمکو اپنے معاملات خود دیکھنا چاہیے۔ انسان کا اعتبار کیا پھر میکے کا کوئی رسم نہین۔ کوئی درد تمکو آئیگا۔ نہ آنکو تمھارا یون دینا سازش کی تو دوسری بات ہی۔
احمد۔ خیر تمھاری اسطرحکی باتون سے دل تو میرا بہت خوش ہوا اور اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ ایسی بیوی نصیب ہوئی۔ مگر ہمارے گھر والے تمسے اجنبیت کیوجہ سے کچھ وحشت ضرور کرتے ہین خصوص والدہ تو تمھاری صورت سے بیزار ہین بہت سی شکایتین مجھسے کر چکی ہین۔

کھولا۔ اُنکی نہ کہو۔ اتنے دن کے تجربے سے مجھے معلوم ہو چکا ہے اُنکے مزاج کی افتاد ہی خدا نے ایسی ڈالی ہے۔ اب وہ مجھ سے ناخوش کیا۔ یہ تو بتاؤ خوش کس سے ہیں۔ اگر ابھی میرا معاملہ نہوتا تو اور سے وہ کب خوش رہنے والی تھیں بلکہ میں تو یہ کہتی ہوں کہ اُنکی باتیں خود بڑے نواب صاحب سے کب ہمدردی اور عقلمندی کی ہوتی ہیں۔ اُنکو کون ایسا راضی رکھتی ہیں اچھا۔ خیر پھر اب اسکا کیا علاج۔ مقدر کی بات ہے جو قسمت میں ہے ہو کے رہےگا۔

۱۲

بارھواں باب

شامتِ اعمال یا صورتِ نادر گرفت

جب انسان کسی وجہ سے آرام آسایش کا عادی ہو جاوے۔ واجبی محکومیت اور سیاست کا شکنجہ ڈھیلا پڑ جاوے تو ممکن نہیں مستعدی اور چستی پر مجبور کرنے والے اسباب پر چین بجبین نہو۔

مست خواب ناز جو صبح کو جبراً بیدار کیا گیا ہو۔ مدرسے کا طالب علم جو طویل تعطیل کو کھیل کود میں خرچ کر چکا ہے۔ مویشی جو کچھ مطلق العنان چر چگ چکے ہیں۔ شتر بے مہار جو بے تکلف چارے پر منھ مارنے کا عادی ہے کیوں نہ جھنجھلاوے آہستہ قدم نہ اُٹھاوے۔ گمراہ ہوکے ادھر اُدھر نہ جاوے کیوں آسانی سے نکیل باندھنے دے۔ یہی حال اُس گھرانے کا ہوا۔ ایک سرے سے نوکر چاکر سے لیکر آقا اور مالک تک سب ہی اول جلول اُلٹے سیدھے کارخانہ کے عادی۔ ہر معاملہ درہم برہم۔ کسی بات میں قرینہ نہ کسی کام میں سلیقہ۔ جو حکم ہے بے موقع ہے۔ جو سیاست ہے بیجا جو حرکت ہے بیہودہ۔ ایک طوفان بے تمیزی ہے کہ رات دن برپا۔ ہر شخص آپا دھاپی۔ نفسا نفسی میں مبتلا۔

ایسی حالت میں منتظم۔ ہوشیار۔ چالاک۔ خودغرض۔ اجنبی غیر کفو

غیر قوم ۔ لالہ رام کرن نے کیا انتظام کی سستی و ناشائستہ ۔ خود سر تھا ۔ ہر ایک بیکار گزاری
۔ تھوڑی کی تاکید ۔ علاقہ کے اسامیوں اور ٹھیکہ داروں سے کارندوں سے
اوقات مقررہ پر تنگ طلبی سے بے مروتی ، سختی ناگوار گزرتی ۔ رفتہ رفتہ مخالفت نے
پاؤں پھیلائے ہر حرکت نکتہ چینی کی آنکھ سے دیکھی ۔ اعتراض کے کان سے سنی گئی
اسی سوچنے میں سہاگا ۔ ہر رنگ میں کھٹائی ۔ یہ کہہ یا قصہ مختصر سے مریض نواب ایسے
دبے کہ دم بھول گیا ۔ طاقت برداشت نہ رہی ۔ بزبان حال پکار اٹھے
ہے

تا داشت دلم طاقت بودم بہ شکیبائی
چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی

ادھر شاہ عادل رشک و حسد کی آگ سے جلے بھنے سب سے کیا ابھی
جان سے بیزار بیٹھے تھے ۔ مزاج میں شورش بھی تھی انھوں نے اس آگ
کو دامن ناعاقبت اندیشی سے ہوا دے کر اور مشتعل کرنا شروع کیا ۔ اور
سب سے بڑھ کے تو عشرت لونڈی نے وہ لگائی بجھائی کی ۔ اندر باہر
وہ فتنہ فساد کے شعلے بلند کیے کہ ہر شخص لالہ کا دشمن جانی ہو گیا ۔

ایک بوڑھا دم تھا جو کسی طرف نہ تھا ۔ گویا بے وجود تھا ۔ اول تو اسکی
سنتا ہی کون تھا ۔ اور جو کبھی کبھی زبان کھولنے کا موقع بات کہنے کا پا رہا
تو یہی سمجھایا کہ پہلے اپنے گھر کی حالت درست کرو ۔ جو امر بلا تدبیر سمجھا ہے
کرنے کا ہو اسکو خوشی خوشی انجام دینا سیکھو ۔ پھر اپنی طاقت بیاقت بڑھاؤ
جب سب طرح سے پورے اتر جاؤ تو کوئی اور ارادہ کرو ۔ اللہ نے چاہا تو پھر
تم کو کوئی وقت نہ پہنچے گی ۔ خدا تمھاری مدد کریگا ۔ سب مانگے مراد بر آئے گی ۔
مگر یہ صلاح شور و غل میں قطرۂ آب اونٹ کے منھ کو زیرہ ہوئی اور الٹی ناگوار
سمجھی گئی ۔

ادھر سوء اتفاق سے لالہ جی اپنی کامیابی عزائم پر فی الجملہ مغرور اور نشۂ حکومت
و ثروت میں چور ہو گئے تھے ۔ انھوں نے کھلاڑی پر کمرے کے شوق قائم کیے
تھے بندوبست جدید میں جو اضافہ ہوا تھا اسکو قسطوں میں ادا کر دیا گیا اور اسے پورا

کیا تھا ایک آدھ چھاپا [illegible] تفضل حسین سے ذوالفقار الدولہ چوبدار وغیرہ [illegible]
کے نکال دیئے گئے اور سپاہیوں کو جو باہر آئے دیا [illegible] وقت [illegible]
اور سواری کے مصارف ملتے تھے - وہ [illegible] رہتے تھے

ان سب نے مل جلکر اپنی خاص عداوت چھپا رکھی تھی - مگر [illegible]
پامال سبزہ کبھی برسات میں کہاں سر بلند کر سکتا ہے - [illegible] سر پامالی
کئی سال میں نکلتے ہیں - سر [illegible] دیا [illegible] ہے - اسی
طرح جو لوگ ہمت ہار بیٹھے ہیں وہ [illegible] گرم ہو سکتے [illegible]
اسکے واسطے کچھ زمانہ درکار ہوا - [illegible] سلگتی تھی
پھوڑے کا چور دور تک پھیلتا - [illegible] اندر [illegible]

اکثر اہم واقعات [illegible] اسباب سے پیدا ہوتے ہیں [illegible] کی
چنگاری آسمان فرسا شعلے بلند کرتی ہے - ایک [illegible] ہاتھی [illegible]
کو میدان جنگ سے اپنے ساتھ بھگا لیا [illegible] سے [illegible]
سلطنت ہاتھ سے کھوائی ہے - اتفاق کی بات کہیں ایک [illegible]
[illegible] کسی غریب کسان [illegible] کی پالی تھی [illegible] واسطے
سرکاری چپراسی کے ساتھ [illegible] انشاء [illegible]
لئے [illegible] دست [illegible] کے [illegible]
گالی گفتہ شروع کیا - پھر [illegible] مقابلہ پر مستعد ہو [illegible]
[illegible] آ پہنچی - ادھر کے سپاہی کا [illegible]
[illegible] سرکاری چپراسی [illegible]
پاؤں [illegible] کو [illegible] یہاں

[illegible]

[illegible] ہو گئی [illegible] ہر گاؤں [illegible] کی [illegible]
[illegible] جمع ہو گئی - ایک [illegible] سرکشی نے جو [illegible] کا [illegible]
بلند کیا - [illegible] صاحب کی کوٹھی لوٹنے کا عزم مصمم کر لیا -
[illegible] میں جو کوئی ملا - واسطہ اور [illegible] واسطہ اسکو بھی ساتھ لیا -

اینٹ پتھر روڑا - کنکر - جو ملا سامان حرب مین شامل - چیلے سوختے چولھون سے نکالے - چینی - ہانڈی - ہاتھ مین لی - پلنگ پٹی توپ بنی - ہر فرنی کی چھڑی بندوق ہوئی - غرضکہ یہ ساز اور میر عسکر کی تلاش -

آخر عقل نا انجام بین ہادی بنی - نظر کمینہ تنگ دستگیر ہوئی اور کشان کشان اصل مالک نواب بادشاہ حسین خان کے دردولت مصدر فلاکت تک پہونچا دیا - انقلاب زمانہ کا نقشہ چشم عبرت کے نظارے کے واسطے اتفاق ڈراؤ فشین نے کھینچ دیا -

اللہ اللہ - ایک زمانہ تھا یہ گنوروں گروہ اگر جا فرآتا تو نقد اطاعت درکف عرضی رعایت در دست - یا کسی قانونی گرفت مین پھنس کے عفو تقصیر کا مستدعی یا کسی ضلعدار کارندے کے تشدد - تنگ طلبی کا شاکی - ترحم کا منتظر یا حیثیت یہ رسوم اضافہ لگان کو نادری حکم سمجھتے - دربانون - چوبدارون کی خوشامد مین گھنٹون پہرون خوشامد کرتا - بلکہ ہفتون - مہینون دردولت پر پڑا رہتا - اگر دعا مستجاب ہوئی تو خوش قسمتی سمجھتا - عرض معروض کا موقع ملتا تو سر عزت کو تا افلاک پہونچا سمجھتا - آقا سے بلند مرتبت بھی مصداق ہے

کون سنتا ہے فغان درویش

قہر درویش بجان درویش

چندان پروا نہ کرتے - اسامیون کا جوق جوق آنا سمجھ ہو پر دہلیز سے زیادہ زیادہ وقیع نہ جانتے مگر

ڈیوڑھی پہ بندوبست برنگ دگر ہے آج

شور وغل سن کے کسی انکار رفتہ نوکرنے ڈرتے ڈرتے کمینہ پھاٹک بند کر دیا ہے - جو صرف بازاری کتون کی آڑ رہ گیا تھا - باقی مدت کی بے مرمتی سے تختہ سڑ گلکے پرانی لکڑی جھکے ہوئے - کیلین ضعیفی کے دانت - جو نین ڈھیلی ہوگئی ہین - اگر آج کوئی جنس کے لات مارے تو بھرا کے نیچے آرہے - گھر مین اندر باہر تہلکہ پڑ گیا کہ آخر یہ ہجوم غفیر اس زمانہ مین کیون جمع ہوا ہے - صاحب خانہ گھبرا کے

اٹھا اٹھا کر گرتے ہوئے ۔ الٹی سیدھی رسّے تڑواتے ہوئے کوششیں کر کے مضطرب ہو ہو کے آوازیں دیتے رہے ہیں ۔ بیگم صاحب بھی ڈیوڑھی کی [illegible] پا چلی آئی ہیں ۔ جو بھی لب بام آتے تماشا دیکھنے لگی ہیں ۔

باہر لمحہ بلمحہ بھیڑ بڑھتی جاتی ہے ۔ آوازوں پر آوازیں دی جاتی ہیں ۔ تحکمانہ انداز سے دق الباب ہو رہا ہے ۔ دس پانچ گستاخانہ لہجے میں دروازہ کھلوا رہے ہیں ۔ اصل حال نہیں معلوم ۔ پائے عقل لنگ ۔ دست ہمت شل ۔ مخزن دماغ عفونت مفلوج مصائب تازہ کا اندیشہ مستولی ۔ آخر زچ ہو کے ع

در بلا بودن بہ از بیم بلا

ٹھاکر نے چند انفاس کو بلایا ۔ ڈر کے ۔ سہم کے ۔ غرض پوچھی ۔ اس پر غوغو شروع ہوئی ۔

ہمت بہادر ۔ (پٹواری) حضور علاقے میں بدعملی ہو گئی ۔

زورآور سنگھ ۔ (ٹھاکر) ٹھیکیدار کا قبضہ کبھی گاؤں سے اٹھ گیا ۔

لوکھی ۔ (مراؤ) فوجداری ہو گئی ۔ ہم پنچوں سے اور ٹھیکیدار کے ساتھ سے ۔

ذمّی ۔ (گویا) ہم کہاں چلی ڈیوڑھی پر ۔

لال جی ۔ (بھرجی) حضور بڑی بہت کرت رہے ۔

رستم خاں ۔ (میواتی) کیا مجال جواب لالہ کوڑی وصول کر پاویں ۔

مجو ۔ (نائی) حضور آپ مالک ہیں ۔ ہمیں ہاتھ دکھا دیں ۔ تمھارے [illegible] لکھا ہے ۔ [illegible] [illegible] کسی میں جو [illegible] کوئی آدمی ہے تمھارے دار کرامت رہیں ۔ سنگین پانچ سو (دا ابدا) ہو ۔

محمدی شاد ۔ فقیر دن کی تو روز شیخ شاد ک ہو گیا ۔ ہتی ہر یہ پاپ گئے مالک نے قبول کی ۔

مادھو ۔ (پانڈے) ہاں اب ہیں اچھے ۔۔۔

دین محمد ۔ (ملا) بفضلہ تعالیٰ بحق حقدار ہو جائے گا ۔ انشاءاللہ

بادشاہ حسین خان ۔ اچھا تمھارا اب مقصد کیا ہے ۔ تم جانتے ہو مجھ اب ان باتوں سے کیا علاقہ ۔ معذور ہوں ۔ مجبور ہوں ۔ قانوناً میں کچھ کر نہیں

سکتا - دوسرے یہ جو کچھ تمنے کیا اپنی خوشی سے کیا - تمھارے جھگڑے سے مجھ سے کوئی واسطہ نہیں - کچھ مفصل حال تو کہو کیا معاملہ ہے -

ہمت بہادر - خداوند نعمت - ہم جو کچھ تابعداری کرتے تھے چنانچہ یہی سمجھتے تھے آپکی تابعداری کرتے ہیں - سارا علاقہ کیا تھا - چنانچہ ٹھیکہ دار نے ظلم زیادتی (زیادتی) شروع کی - مارے عدالت کے پران بیاکل کر دیے - اسامی بگڑ گئی ایک مقدمہ چنانچہ فوجداری ہو گئی - چنانچہ لاٹھی چل گئی - دونوں طرف جو شامل ہوئے گنوار تو تم جانو گنوار - چنانچہ دیہی کا غذات ضایع کیے - منلودار کی روکڑ لوٹ پاٹ کی - اور ظالم سنگی ہوئے (وغیرہ) چڑھ دوڑے - لالہ ابھر پڑے - چنانچہ ساعت میں آ دا ہے - لالہ مجروح ہوئے - زخم ہائے شدید لگے - فلہذا حاضر ہوئے ہیں (ہیں) کہ مرحمت خداوندی مبذول ہو - زیادہ حد ادب -

باز آمدم کہ طاعت آن خاک پا کنم
گر طاعتے قضا شدہ باشد ادا کنم

رستم خان - مقدمہ فوجداری کا جو ہوگا دیکھ لیا جائیگا - اب حضور تابعداری اس سرکار کی ہوگی - نیا عمل کہیں تو ہو جائے تحصیل جاری ہو - کوئی اگلی پچھلی [illegible] دن میں شور سے گا - یہاں سے لے کے بلایت تک لڑینگے [illegible] - خیر یہ تم لوگوں کی بات ہے مگر مجھے تو معذور ہی رکھو - خدا کی مرضی تھی تم میری رعایا تھے میں ایسی حکومت اور شفقت کو خدا سمجھتا ہوں -

دین محمد اور مادھو رام (ایک زبان ہو کے) مگر خدا کی خلقت کو آفت اور تکلیف سے بچانا ثواب ہے اور آپکے اختیار میں ہے -

بادشاہ حسین - نہیں - نہیں - میں خود معذور ہوں - نہ ہاتھ پاؤں میں سکت نہ دل میں طاقت ہے - اگر یہ مقدمہ تمھارا سچ بجانب بھی ہوتا تو مجھے فرض نہ تھا - اب میری صلاح پوچھو تو جاؤ عدالت کا دروازہ کھلا ہے -

داد فریاد کرنا ہو خود کرلو۔ اور نہیں تو ٹھیکیدار کی اطاعت کرو۔ اگر خطا ہوئی ہو سرتابی کی ہو تو خطا معاف کراؤ۔ تمکو تیر حکومت کرنا ہو۔ گاؤں والوں کی کرنا ہے وہ تیر اپنے مظالم نہ کریگا کہ تم شانان برباد ہو جاؤ۔ ایسا ہی مثل اولاد کے ہے۔ ماں باپ ناخوشی کے وقت سزا دیتے ہیں۔ ماں تا اور شفقت سے محروم نہیں کر دیتے۔

زبردست سنگھ۔ ہمارا ٹھیکری برن تو نہیں کہتا جس سے ان بن ہوگئی اسکی خوشامد کریں۔ آپ باپ ہیں یا وہ نہیں۔ اگر آپ اسکے آگے سر نہوڑائیں (جھکائیں) تو ٹھیکری نہیں چھار ہیں (غصہ سے مونچھوں پہ تاؤ دیتا ہے۔)

لال من۔ مجبور کچھ بات نہیں۔ مجبور نہ بات نہیں تو اور کون مالک ہو۔ جوں ہاتھ پکڑے۔ ابتو پا نمرے کی لاج رکھو۔

بادشاہ حسین۔ اچھا یہ غور طلب ہے پھر جواب دیا جائے گا۔

رستم خاں۔ تو خداوند جلد جواب ملے۔ کوئی اور سپتا کون آرے بان اور کیا سیان ہو تم تو ہمارے لیے ہے۔ ہم سب طرح موجود ہیں۔ ابتو کمر میں مکھو لیے ہیں کل حاضر ہو نگے۔

۱۳

تیرھواں باب

نقل بکاٹ کی رو دوسرے پرہش

انسان کو فرشتہ سے بہتر بنا لیں کا کام تھا۔ اپنے بڑے کام کی اہمیت معلم الملکوت سامنے چاہتی تھی۔ خالق اور مخلوق کے اعلیٰ اور پاکیزہ تعلقات کو فرشتہ مقرب بیان نہ کرتا تھا۔

مگر انسان کو انسان سے فرشتہ کرنا انسان ہی کا کام ہے۔ یہ مسئلہ ہی اس حقیقت کے مناسب چال چل سکتا ہے۔

نابینا بادشاہ حسین خاں۔ باوجود ضعف جسمانی و کمی بصارت و بصیرت

آ سکتے بیٹھے ہین - تیرا ہے زندہ پایان خوان نعمت کیون کیطرح گرد جمع ہین اور
بہت ہی بڑا مسئلہ پیچیدہ کوئی پیش ہی ہے -

اپنا قیل وقال بسیار - رائے سلیم مین تزلزل آیا - کہنے سننے سے پہاڑ ٹل جاتے ہین - یہ تو ملیل کی رائے تھی - دل ابھی کچھ باقی ہے یا جاتا - اسپر اطمینان یہ کہ جبتک دیوانی و فوجداری کا جھگڑا رہیگا - اپیل مرافعے کے مراحل طے ہونگے تب تک تحصیل وصول اپنی رہے گی - سلطنت تقالی تو پہچ ہو جائیگا - لڑائی جھگڑا کا بکھیڑا ہوسلے اسامیون کے سر رہیگا - گوشت خر دندان سگ - ہرز دوزخ مین جائے یا بہشت مین اپنے حلوے مانڈے سے مطلب - آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا -

مگر یہ سب کچھ تھا - دیانت اور انصاف کا نشتر جو مصداق معزول شود معقول شود کسی قدر تیز ہو رہا تھا - برابر نیش زن تھا کہ دیکھو یہ راہ اچھی نہین سنبھل کے چلنا - آخر سب کی سن کے بادشاہ حسین نا بینا نے یون تقریر اخیر کی -

"تم سب کے اصرار سے مین قبول تو کرتا ہون اور قبول نہ کرون تو کیا کرون مگر تمسے اپنے دل کی بھی کہہ گزرنا ضرور ہے - اصل یہ ہے کہ مین اس مہم مین شرکت کے لائق ہرگز نہین - جو معذوریان اتنی مدت سے چلی آتی ہین وہ کوئی مٹا نہین سکتا - دلمین ہمت نہ عقل مین قوت نہ ہاتھ پاؤن مین طاقت جو کچھ ٹھیکہ دارون نے میرے ساتھ برتاؤ کیا اسکی شکایت میرے دلمین کسیطرح آتی ہی نہین - تم میرے دلمین اپنا دل نہین ڈال سکتے - اگر مین بھی تمھارے دلمین اپنا دل ڈال نہین سکتا - یہ سمجھ لو - اور اچھی طرح سمجھ لو کہ مین دو کشتیون مین ہون - اگر تمھاری رائے کے مطابق چلتا ہون تو آج سبز باغ کی سیر ہے مگر بعد کو خار بستر عمر بھر کو نصیب اور عاقبت مین بھی باز پرس ہو تو مشیت ایزدی دیکھئے تعجب نہین - اگر خاموشی اختیار کرتا ہون کہ تم سب نا انجام بین - کوتہ نظری کی شراب مین چور ہو رہے ہو - غرور تکبر کی چربی آنکھون مین چھا گئی ہے - جو جرات و ہمت ہے وہ اپنے اپنے دلون کی نہین ہے بلکہ ایک قوم غیر کے بھروسے نے پیدا کر دی ہے - یہ عین شناخت نامردی - بزدلی - اور جبن کی ہے

یہ خاصیت تو الو اور چمگادڑ کی ہے - انہیں کی طرح اپنے محل میں اسی سبب سے
شپر بولتے ہیں کہ آنکھ کھر قریب ہیں - آفت پر دم دبا کے چھپ سکتے
اہل اعلم بیٹھ دیکھتے ہیں - شیر دل وہ ہے جو بلا اپنے باہیں دیکھے جوش میں
گر گزرے - سو مجھے کوئی یقین ہے کہ یہ صفت تمھارے افعال و حرکات
اور خود میری شامت اعمال کے نتائج لازمی سے مدت ہوئی تم سے متعاکر
ہو گئی ہے - تم محض دست شل ہو - جو صرف اس امید پر اٹھنے کے قابل
سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا ہاتھ اسکو سہارا دے سکتا ہے - پس اصلی جوہر تم سے
مدت سے مفقود ہے کہ پھر عرصہ دراز تک اسکے واپس آنے کی
امید نہیں - اور مجھے تو اسی دن سے یقین ہو گیا کہ جب میں نے وحشتناک
خواب دیکھا تھا - اب جو تمھارا کہنا کرتا ہوں تو یہ سمجھ کر کہ بدون اسکے مجھ کمبخت کو
کوئی چارہ نہیں - تمھارے یہ وعدے یہ ہمت نما ہر میرے ڈوبتے اقبال
کی نشانیاں ہیں - مجھے چراغ کی لویں ہیں کہ گل ہوتی ہوئی آگ کی آخری چنگاریاں
ہیں - یہ بھی اسی سلسلہ نکبت و فلاکت کا آخری وار ہے - جو اقبال کے
بھیس میں مجھے ستانے آئی ہے - پھر تم کہتے ہو تو چار و ناچار تمھاری بات مانے
لیتا ہوں - مگر اے خدا تو میرے دل کا حال خوب جانتا ہے - اے آسمان
کے ستارو - اے ماہتاب - اے زمین آسمان - اے عناصر اربعہ
تم گواہ رہنا کہ میں ہرگز ہرگز انکا ساتھ خوشی سے نہیں دیتا - حاکم حقیقی اگر
اسکی بازپرس کرے اور یقیناً کریگا تو تم میری معذوری اور ناچاری کا واسطہ
تم ایمان کی کہنا -

اس دنیا میں جو کچھ میری ذلت - خواری - رسوائی ہوئی ان لوگوں کی
بدولت ہوئی اسکا تو ہر حال میں مستوجب ہی ہوں - اور اتنے دن جو
اس آخر عمر میں کٹے وہ بھی ذلت ہی کے تھے - ایک ایک دن میں
ہزار ہزار دفعہ میں زندہ مردہ ہوا ہوں - سیکڑوں مرتبہ مارے شرمندگی
کے زمین میں گڑ گڑ گیا ہوں - لاکھوں گھڑے پانی مجھ پر پڑا ہے - مگر بدنصیب
سخت جانی ہے کہ دم نہیں نکلتا - پس اب میرے واسطے کون ذلت خواری

اٹھ رہی ہے جسکا دھڑکا مجھکو ہو دیدۂ تر ہیں وہاں سو تیر سے

دل ز دست تمنائے دگرہا ان در تمنائے دگر

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

سچ پوچھو تو میرے اقبال عزت - آرام آسائش کے دن قسمت میں باقی ہی
نہیں رہے - دنیا میں خود دکھانا اور دیکھنا [illegible] - اقبالمندوں پر نظر ڈالنے
کے قابل بھی اس معذوری سے نہیں رہا کہ خود اقبال میرے پاس نہیں نہ سہی
اوروں کے اقبال کو دیکھ کے آنکھیں تو سینک لوں - قدرت کی گلکاریاں
باغ و بوستان کی رنگ آمیزیاں - وادی و صحرا کی فضا - دریاؤں چشموں کا دلکش
نظارہ - کوہ و بیابان کا [illegible] - سحاب و شفق - صبح و مسا [illegible]
[illegible] ستاروں قوس قزح کے لطف [illegible] - اجرام فلکی - [illegible]
[illegible] سے [illegible] میں [illegible] چہروں کی زیارت
سے میں مایوس - اس سے حد ہو گئی کہ ذرہ ریگ کی چمک کے قابل میں نہیں
حسن و خوش [illegible] آنکھیں ترستی ہیں
اپنے پرائے عزیز - قریب - دوست آشنا کے چہرے کو میں نہیں
دیکھ سکتا - غرض کہ میری نظروں میں دنیا اندھیر ہے اور اس قسم سے وہی حس
چھن گیا - جو سب سے شرافت اور افضل تھا جس سے خدا کی قدرت کا نظارہ
بدیع اور قوی اثر پیدا کرتا - اور جس سے کہ شعروں شعراء اور علما سے تاثیر الانظار
(سحر ہم) سے ایک انوکھی ہی دنیا آباد کی ہے - مگر ہائے میں اس سے
محروم ہوں پھر دل کے چین کا یہ حال ہے کہ گھر میرے واسطے جہنم سے بدتر ہے
کروٹ کروٹ خار غم - پہلو پہلو نشتر الم - بلکہ

یک پہلو و صد خنجر - یک سینہ و صد پیکان

جسقدر معذوری بڑھی اسی قدر عقل فساد نے گھر میں راہ پائی - دولت ثروت میں
جب چہل پہل ہوتی ہے - افراد فراغت عقل کو کاواک کرتی ہے - اسکی کمی ایک

سناٹا ضرور پیدا کر دیتی ہے۔ مگر وہ سکون ما قبل طوفان ہوتا فلاکت ایک
دوسری عافیت سوز پریشانی جلو میں لاتی ہے۔ ذلت اور تنگی کا یہ زور ہے کہ حسن اخلاق
کردار نیک تک جو دولت کی صورت سے ناآشنا سے مخصوص ہیں ڈوبتی کشتی سمجھ کے
کنارے کر گئے ہیں۔

پس ایسے معذور لوگوں کی تجویز کرنا۔ تم ہی دل میں سمجھو کیسی نادانی ہے
خیر میں سب تمھاری خاطر سے گوارا کرتا ہوں مگر یہ ہر وقت پیش نظر رکھو کہ
تمھیں مجھے اس منصب رفیع پر بٹھاتے ہو اور اس لو سے جہاز کو زبردستی
دریا سے تمھارے ہی نصیب کے ڈالتے ہو آج کی بات یاد رکھو۔ دیکھو بہت
پچھتاؤ گے اور کئی عمروں تک لہو کے آنسو روؤ گے۔ خیر میں بھی تمھارے
ساتھ ہوں۔ جو کہو گے اس واسطے راضی ہوں۔"

اس تقریر نے اثر کیا۔ مگر مختلف طبیعتوں پر مختلف رنگ سے۔ کچھ
جھلا سے کچھ بشاش کچھ متفکر۔ کچھ خوش کچھ ناخوش۔

اس مجمع میں دونوں صاحبزادے بھی موجود تھے۔ انھیں خود تو فکر نہ تھی مگر وہ
لوگ گھبرا گھبرا کر لا رہے تھے۔ چاٹ بھی دکھا رہی تھی۔ بے سوچے سمجھے مستعد ہو
زنانے میں بھی چرچے پھیلے۔ صاحبزادوں کی ایک ایک بات پر ہزار ہزار نفرین
ہوئی۔ لفظ لفظ کی دھجیاں اڑیں۔ بیگم صاحبہ کو مثل رندان عالم
سوز مال و دنیا علم سے کچھ مطلب نہ تھا۔

نفع کے خیال سے دنیا و مافیہا کو بھلا دیا۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہاں تک مستعد ہو گئیں
کہ اگر آج بیوہ ہو جائیں تو انکو آزادی کے ساتھ خود قتال دیتیں۔

ہاں گھر بھر میں ایک بہو کا دم تھا جو ان سب باتوں کو شیخ چلی کا منصوبہ سمجھتی
اور اس جھگڑے کو خاندان کے حق میں سم قاتل جانتی تھی۔ مگر ایک تو اجنبی
اور سیر طرہ یہ کہ گوش ناشنوا۔ اس گھر سے ایسی مانوس بھی نہ تھی۔ اگر مشوش
ہوئی تو ذاتی عافیت پر افسوس کرتی تو اپنی حالت پر۔

لونڈیوں باندیوں۔ ماماؤں اصیلوں نے شرارت کی بے تمیزی کی سند پر
سر گھر پر اٹھا لیا۔ پورا طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔

۱۴

چودھواں باب

تیغ ننگی بدن میں خون نہیں

کیا نہا ئے گی کیا نچوڑے گی

مقدمہ فوجداری کا خمیر اوٹھ رہا ہے۔ بوئے ہوئے کانٹے نکل رہے ہیں بیج رہے ہیں اُگ رہے ہیں۔

انقلابات عظیم کے ٹرین کا انجن گرم ہو رہا ہے۔ اونچے نیچے وانجرات مجتمع ہو رہے ہیں۔ مولاؤں مختاروں۔ وکیلوں۔ بیرسٹروں کے واسطے چہل پہل کے سامان فراہم ہیں۔ تھانے میں رپورٹیں ہو گئیں۔ ہوا ہے دارو گیر تیز و تند چل رہی ہے۔ بلوے کا مقدمہ گھٹنوں چل نکلا ہے۔ کوئی دن میں سن بلوغ کو پہونچ کے تا عدالت سشن آیا چاہتا ہے۔

یہ جھگڑے بکھیڑے متمرد اسامی اور اہلکاران ٹھیکہ دار رچا ہیں۔

ہم تو اس گھر کی خیر منانے والے ہیں

یہاں نفاق۔ اختلاف۔ آپا دھاپی۔ نفسا نفسی روز روزاں پر ہے۔

رئیس جبراً قہراً نیم راضی ہیں۔ مگر دل پاچھی کرتا ہے۔ پر جوش مفسدوں پر اطمینان نہیں ہوتا۔ عصا سے کہنہ قابل اعتبار نہیں۔ جسکا دل بیٹھا جاتا ہے وہ دستگیری کو کیا اوٹھ سکتا ہے۔ جس کا قدم ڈگمگاتا ہے وہ کڑی منزل میں کیا یا مردی دکھائے گا۔ بوسیدہ گرد یاں کیا سقف مکان سنبھال سکینگی۔ جامہ کہنہ کیا تن پوشی کرے گا۔

عصا فرا دے کا فعل استعمال کرنے والے ما ما پچھتیلوں سے پہلے تلوار کی آنچ نہیں سہہ سکتے۔ بلکہ طمع اور ہوس۔ ناانجام بینی اور بیبازی کے دھوکے میں آکے کھنا لئے ہیں۔ مگر دوست نادان اور دشمن دانا کا مقابلہ کیا۔ پھر ساری امنگ عیش و دولت کی چاٹ پر رہ کر سنبھالنے کا خیال ادرگرد

نہیں اور سیر کو ڈھوں میں کھا جے مفلسی میں آ لگیا کہ اپنے ہی قدرت کی خیر منا سکے
محض خیالی اور وہی بات پر ابھی سے کٹے مرتے ہیں ۔
ایک منصوبے میں ہیں ۔
یوں حکومت کرونگا ۔ یوں تحصیل وصول ہوگی ۔ بخو خان میواتی مختار عام ہونگے
پڑھے لکھے نہ سہی معاملہ فہم تو ہیں ۔ مدت سے حق میں دوستی سے
ادا ہونگے ۔ ایک دفعہ پانچ روپیہ مہینہ بھر کے وعدے پر قرض لا دیئے تھے
ابھی تک ادائی کی نوبت نہیں آئی ۔
یہ وقت معاوضے کا خوب ہے ۔

دوسرے ابھی سے ہنٹر لیے در و دیوار پر چابک کی مشق کر رہے
ہیں ۔ گاؤں میں جاتے ہی وہ رعب بٹھاؤں کہ پیشاب سے چراغ
جلے ۔ باقی کی نالشیں یک قلم موقوف ہو ۔ بار بار کے گھر سے
گھر سے روپیہ تحصیل کر لوں ۔ ایک سال پیشگی کا قاعدہ باندھ دوں ۔
درخت ہر اسامی کے ضبط ۔ گاؤں کی پیداوار پہلے ہم لیں ۔ اور تمام
سب سے نصف قیمت لگا کے دینگے ۔
ایک دن دونوں میں چل گئی ۔ حقیقت کی گفتگو تک آ گئی ۔ اور دونوں
اپنی اپنی ٹکڑی لے کے ایک دوسرے کی فکر میں پڑے ۔ ذلت ۔ خواری
بدنامی حتیٰ کہ جان تک کے خواہاں ہو گئے ۔ دس بدمعاش ان کے
مصاحب ۔ بیس اونکے خیر خواہ ۔
بیگم کا حوصلہ زیادہ تھا ۔ مگر اُفتادِ طبیعت سے کاواک ۔ اولاد کے
ہوتے کیا کر سکتی تھیں ۔ بیچ ہو کے سمجھ کے موافق کھل کھیلیں ۔
پردہ اوٹھا دیا ۔ دربار کرنے لگیں اگر نواب میں دم درود ہوتا تو انکی خیر
نہ تھی ۔ وہ موذی رحشو پر اسے بہت قرار دے کے نظر انداز ہو سکے ۔
مگر طبع آزادی و حکومت ۔ شفقت مادری پر غالب آئی ۔ بڑے بیٹے کی
میں اپنے خون سے جلا یا ۔ وہ جان لینے پر آمادہ ہے ۔
سانپ اپنے بچے کھا جاتا ہے بعض بہائم اور سباع اپنی نسل آپ

ہضم کر جاتے ہیں - ایک کو ایک کھاتا ہے - تقاضا ئے فطرت یہی ہے - یہ بھی قابل معافی ہیں اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو فسانہ نگار زبان پر نہ لاتا - اگر خلاف فطرت انسانی ہو تو ان نیکبخت کی فطرت قابل الزام ہے - یا ہمارا ذریعہ واقفیت غیر معتبر ہے - مگر اتنا ضرور صحیح ہے کہ زہر دونوں کو کھانے میں دیا گیا - دونالی بندوق داغی گئی دو شاخہ خدنگ اس رستم سرشت عورت نے کمان حرص سے لگا دیا شکسپیر نے میکبتھ میں دکھا دیا ہے کہ عورت کی ہمت کیا کر سکتی ہے - صرف ملکہ بننے کی طمع میں محسن - فرشتہ خصال بادشاہ کو ذبح کر ڈالا - امام حسنؑ کا خون شاہد ہے کہ اس نازک طبع فرقے میں موقع پر کسقدر سنگدلی آجاتی ہے - روئی کی نرمی میں پنبہ دانے کی سختی کیسی چھپی ہوتی ہے - کباب کی ہڈی اچانک کیا صدمہ دانتوں کو پہونچاتی ہے پس کیا - اگر حکومت کی طمع شفقت کے چمنستان سے ماں کو کھینچکر شقاوت کے خارزار پر لائی - پہلے ہی ایک آدھ مرتبہ ایسا ہی خیال پیدا ہوا تھا اس دفعہ زور شور سے آیا اور اس جھونکے میں دونوں چشم و چراغ گل ہو گئے - چلئے آنکھ پھولی پیر گئی - بیٹے کا بہانہ ہوا - اندر جنازے ایک ساتھ قبرستان روانہ -

لوگ روئے ماتم کیا - ماں باپ کے دلوں پر زخم لگے - خصوصاً ماں کے دل پر جوش خون سے گہرا چرکا پہونچا - مگر تیر از کمان جستہ - صبر کے مرہم نے اندمال کر دیا - ہاں کھولا بیگم جو رانڈ ہوئیں - یہ بڑا ستم ہوا - اور وہ بھی ماں کی کرتوت سے بقول شخصے - کم

نا اُمّیں لئے ڈبولی خضر نے

انکی قسمت پھوٹ امنگیں آرزوئیں حسرتیں کمال بے دردی سے کشتہ ہوئیں - بلکہ گلا گھونٹا گیا - آنکھ اوٹھا کے دیکھتی ہے - اس بیچاری کا دنیا جہان میں کہیں ٹھکانا نہیں - اسکے حق میں مرنا ہی زندگی - زہر آب حیات - گر قسمت میں جینا بدا تھا - اس پر اسے نام زندگی اور حیات سے محروم ضرور رہنا ہے

ہاں بیگم صاحب سلامتی سے چند روزہ سوگ کے بعد باقی چو بند ہوگئیں ۔
جیسے دونوں پہلوؤں سے کانٹے نکل گئے ۔ ذہنی باتیں بھی تو اکثر یہیں
ذکر ہوتے رہتے ہیں ۔

ذہب باشوہر ۔ معذور شوہر مجبور شوہر ۔ بڈھا شوہر ۔ خدا نہ بنا ملے ! ادھیڑ
ایسی کنگالا ۔ زبان دراز ۔ بیباک ۔ سفاک کا ۔ روز شیر کے منہ میں جانا ۔ ہر لمحہ
پیاسی مرگ چکھنا ۔ اور سخت حال سے نیچ کے بسمل کی طرح تڑپنا ۔

اب ان بدمعاشوں کے صلاح مشورے میں شریک ہوتا ساری
ساری رات فضول بکواس ۔ شیخ چلی کے منصوبوں ۔ بیکار سازشوں کے
مشورے کرنا ۔ مکر ۔ فریب ۔ دغا ۔ جھوٹ ۔ غلط بیانی کے اظہار بنانا ۔
جعلی دستاویز ۔ بہی کھاتے ۔ حساب کتاب ۔ کاغذات دیہی بنوانا ۔ بس
یہ کام رہ گیا ۔ جن تو فطرتی تھا اسنے مکر کو پیدا کیا ۔ مکر نے فریب و مغالطہ بہی
عادت ۔ اور جعلسازی اور غلط بیانی کی صلاح دی ۔ اور نیچم خود بخود سب سامان
مہیا ہوگئے ۔

۱۵
پندرھواں باب
ناکردہ گناہ

ساری شورش ۔ ہنگامے کا نتیجہ ایک اعتبار سے کچھ بھی نہ ہوا ۔ یہ اہتمام
یہ انتظام ۔ یہ سازش ۔ یہ وعدے ۔ باد ہوائی گئے وہی جو قاعدے قانون
سے ہوتا ہے ہوا ۔ اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ دست شل سے بوجھ نہ اٹھ سکا
پست قاصر دور تک ہاتھ نہ مار سکی ۔ گل پژمردہ کھل کے مشام خاطر معطر نہ کر سکا
بلکہ اصل میں شرکت کی غرض ۔ علت غائی بجز خود مطلبی کے اور کچھ تھی ہی
نہیں ۔ شمع جلی ۔ خود ڈھلی ۔ درختوں میں آگ لگی جنگل بھی راکھ ہوا ۔

مقدمے نے طول کھینچا ۔ سازش و اغوا کی لپیٹ میں رئیسہ بیگم
دربان سب پکڑ بلائے گئے ۔ جن جرائم کے مرتکب بھی نہ ہوئے تھے
ان میں دھرے گئے روداد نے ۔ قیاس نے اچھی طرح ثابت کردیا

نالایق بیہودہ لوخاصی تھے - معاملات اپنے ہاتھوں اسقدر بیہودے کیے کہ نان شبینہ کو محتاج ہوگئے - سو تدبیر سے اُنکی آنکھین کھولین - اسی شخص نے ریاکی شرارت سے ناجائز نفع اوٹھانا چاہا - وہاں مین سوزش اوٹھا کا خیال پھیلایا - اور سبکو شر پر آمادہ کیا - بلوہ کردیا - مثل ہی مشہور ہے ہوسکے تو شر فتنہ سے ڈرنا چاہیئے -

گواہیان گزرین روز واقعہ کو یہ خود کسی کے گھوڑے پر سوار بدمعاشون کی کمان کر رہے تھے - لاڑکے کا غذات انھین کے حکم سے چھٹے جس کسی نے جو کچھ لوٹا سب انھین کے پاس پہنچا دیا -

کاغذات مین جعل انھین سے بنوایا - زنانے جعل ساز کو چھپانے کی درپردہ کارروائی کی - بیگم یا تو دولت کی منتظر تھین یا اس ذلت مین پھنسین وہ بھی شریک جرم -

یون مقدمہ اولجھا ہوا - روبکاری طویل - پوری مسل کے محافظخانہ مین ہوگی اس مختصر مین اتنی گنجایش کہان - ہان جسقدر رئیس صاحب اور اونکی ننگ و ناموس کا اظہار ہوا ہے اُسکی مختصر کیفیت یہ ہی -

ایک شخص دُبلا - پتلا - قاق - صرف پوست استخوان - مریض - نابینا ہتھکڑی اور بیڑی مین جکڑا - برہنہ سر - میلی سی پھٹی کملی اوڑھے کراہتا - لڑھکتا پُر رعب پولیس کی حفاظت و حراست مین ٹھوکرین کھاتا آرہا ہی - عدالت مین سناٹا ہی - ہر متنفس کی نظر اسکی طرف ہے - کٹہرے کے پاس پہونچکر اسکی بیڑیان اور ہتھکڑیان کھلین - رہائی کے واسطے نہین - مجرمون کے کٹہرے مین جانے کے واسطے - یہ معدلت کا پہلا نمونہ ہے جسمین تا حکم عدالت ہر ملزم کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے جو بے جرم و بے گناہ کے ساتھ لازم ہے - پولیس نے کٹہرے کے سہارے ٹھہرایا بیان شروع ہوا اسنے گڑگڑا کے اپنی مجبوری بیان - معذوری دکھائی - رویا - سچے دل سے حلف اوٹھایا - میرا خدا گواہ ہے - مین بے گناہ بے قصور ہون اس جھگڑے سے بے خبر تھا - مجھے اس معذوری مین کیا وجہ امید کرنے

کی تھی کہ لوگ میری بات مانیں گے۔ میری خاطر سے بلوہ کیے گئے۔ مدتیں
گذر گئیں۔ لالہ رام کرن کے ہاتھ پاؤں کے صدمے میں زندگی بسر کر رہا ہوں
جو کچھ ترس کھا کے دیدیا اور میں [illegible] شورش [illegible]
پڑھا چاہتا۔ بلوہ کس [illegible] پر قائم کر دیا۔ پھر میں [illegible]
کا منتظر ہوں۔ ہاں البتہ اتنی نوبت پہنچی کہ جب لوگوں نے مجھ کو شرارت سے
مجبور کیا تو ہاں میں نے بھی کر دی۔ [illegible] کسی کا [illegible]
نہیں مانا۔ میری حالت خود ہی شاہد ہے۔ [illegible]
کے دماغ سے کسی طرح نہ نکلا کہ [illegible] اندھا ہے۔ اور اندھا [illegible]
محسن کش۔ اعدا بدخواہی السلطان [illegible] الشان [illegible]
ایک زمانے میں [illegible] دوست [illegible] اگر [illegible]
وادی پر لائی تو کون [illegible] بات ہوئی [illegible]
[illegible]
اچھی طرح الزام قائم ہوگیا۔

بیگم [illegible] اور پھر ہندوستان [illegible] کی [illegible]
گفتگو۔ جو دو ایک باتیں [illegible] وقت بتائی گئیں [illegible]
قصہ مختصر [illegible] دوام [illegible] شورش کا [illegible]
[illegible] حاضرین جو ابھی چند لمحے پہلے [illegible] کی نظر [illegible]
[illegible] جو ابھی مجرم قرار [illegible]
[illegible] زمانہ۔

[illegible] بلوہ کی رودکار کا [illegible]
[illegible]
آج [illegible]
[illegible] نصیب [illegible]
[illegible] آفت میں خود مالک ہی بھول جاتا ہے۔ [illegible]
[illegible] پھر جب ایک عرصہ کا [illegible]

بے خبر رہے تو اوسکا کیا ٹھکانا ہے

نوکر چاکر تھے ہی کیا زمانے نے مدت سے پنشن دیدی تھی۔ حسرت عمر کے دن پورے کر رہے تھے۔ بقول شخصے پڑے ہوئے پڑے ہوئے بیکاری کی بدنامی مٹانے کو نوکر تھے۔ یا کچھ ایام گزشتہ کی قدردانی اور انعام اکرام کے احسان کو ماننے جاتے تھے بعض قدامت کے خیال اور وہمی کچے دھاگے سے بندھے تھے۔ وفائے دیرینہ کے حق کو گرتے پڑتے ادا کرتے جاتے تھے ایک آدھ پیر فرتوت لاچاری و معذوری کی پردہ پوشی کو پچھلی محبت الفت کے سہارے پر بزبان حال پکار رہا تھا۔

تال سوکھ پریت بھئے اور ہنسا کہوں نہ جائیں
باندھے پچھلی پیت کے سو ٹنکر چن چن کھائیں

لیکن اب تباہی کے طوفان بربادی کے تلاطم نے رہی سہی جھونپڑی بھی اوجاڑ کے چھپر اور تنکے کو ستون پھینک دیے۔ بوسیدہ لاش کی صورت ہڈیاں پسلیاں تجزیہ و توزیع سے بکھر گئیں گوشت پوست طعمہ زاغ و زغن لقمہ دام ہوا۔ اور کہنہ کتاب کے اوراق کی شکل گلیوں کوچوں میں منتشر ہو گئے یا پنساری کی دوکانوں پر پڑیا باندھنے کے کام کے رہے۔

ان سب کی حالت پھر بھی غنیمت تھی۔ کسی کونے کھدرے میں پڑے یا گھورے پر پہونچے۔ مگر اس کم بخت جنم جلی ہوٹل کی کسی نے خبر نہ لی۔ حضرات ناظرین ہم آپ بھی بھول گئے افسوس صد افسوس کیا تھی۔ اور کیا ہو گئی سچ پوچھیے تو بڑی بدسلوکی اوسنے کی جسنے اپنی حکمت عملی مصلحت ذاتی کی طمع میں اس کنواری کنیا کو تباہی اور مفلسی کے کالی کے مندر پر بھینٹ چڑھایا۔ نادانی اور حماقت بر سلوک معشوقوں کی نا شنوائی [illegible] افکار اگرچہ اپنے وقت پر روح فرسا تھے۔ اور [illegible] زندہ درگور کرنے والی بلا۔ اور آخر نان شبینہ کی محتاجی۔

بس مصیبتوں کا نرغہ تھا جسکی سفاکی بیان کے حاشیہ سے باہر ہے جسقدر جس کے خیال کو وسعت ہو بجا ہے خود قیاس کر لے۔ زندگی

سنگدلی کا نقشہ کھینچ لے ۔

۱۶
سولھوان باب

جاٹ مراتب جانئے جب تیرھوین ہو جائے

افراط تفریط کی خرابیان ۔ آگہی کے خدشے ۔ جہل کی جسارت ضرب المثل ہے

احمقون نا انجام بینون نے کچھ سمجھا تھا ۔ حقیقت حال کچھ اور تھی ۔ وہ کیا جو کرنا تھا ۔ وہ ہوا جو کیفر کردار کے واسطے لازمی تھا ۔ لالہ رام کرن کی خبر مرگ گرم ہوئی ۔ مگر وہ شہید نہین ہوئے ۔ روز معرکہ کو ایک کھائین مین گر پڑے تھے ۔ حلوائی سمجھے کشتون کے پشتے تو بن ہی گئے ہین یہ بھی داخل جہنم ہو کر مگر کسی کو اپنے سر پاؤن کی کب خبر تھی کہ اگر بیچ بچ کھیت رہو تو لاش تک پانا ہے ۔ لالہ صاحب اندھیرے مین بھاگ ہو لئے گئے افتان خیزان قریب کے موضع مین چوکیدار کی جھونپڑی مین چھپے رہے ۔ بعد اسکے بسنرالہ وقت دوکان پہونچے تھے ۔ پر شور حلوائیون کو اپنے نفع کی پڑی تھی ۔ اپنی اپنی فکرون مین پڑ گئے ۔ اور یہ سارا انتظام خفیہ ہی خفیہ کر سکے ۔

آجکل گنوارون نا فہمون کے مقابلہ مین گاؤن داری زمینداری وہی خوب کر سکتا ہے جو ان اشرار کو عدالت کی کشمکش مین ڈال سکے ۔ کچہری دوڑائے دوڑا سکے پشیمان کرے ۔

چنانچہ ادھر تو مقدمہ فوجداری دائر کیا ۔ ادھر سپاہیون کو بھیج کے تشدد شروع کر دیا ۔ تحصیل وصول ۔ بیدخلی ۔ اضافہ مین نادری حکم ۔ رعایت مراعات یکقلم موقوف ۔ پولیس سے ملکے پھر تو کیا ۔ تندمزاجی کی عاقبت تنگ تشخیص ٹکس مین اضافے کی خواہ مخواہ تحریک ۔ رسد حکام کی فراہمی کے پردے مین ہر کس و ناکس پر ظلم ۔ پھر تو ان کے نرخ مین ترقی کھاد کا انتظام حفظان صحت کے نام سے ایسا کیا کہ شرح سال سے ہر ایک اپنا اپنے کھیت کے قریب ڈال چلے ۔ مل ۔ پڑے پڑے پڑی سب ضائع ہو ارہے مول لے ۔ ہر کسان کھلیان مین جبراً رات بسر کرے ۔

ان انتظامات نے عافیت تنگ کر دی - بڑے بڑے اشرار جیلوں کو
- ادھر مقدمے مین جو کچھ پیروی ہوئی اوسکا نتیجہ ناظرین سن ہی چکے -
لیکن یہ سب کچھ تھا - اوس پر بھی بادشاہ حسین خان کے ساتھ اظہار ہمدردی
و نیک صلاحی مین خدا گواہ ہے کبھی نہ ہٹا -

سامنا تو اسدن سے ہوا نہین مگر آدمی روز حوالات مین آتا - پشیمان
ہمیشہ کر جاتا - افسوس بھی ظاہر کرتا - سپرداری کی درخواست بھی کر جاتا - اور زخمون
پر نمک شکر مین ملا ہوا چھڑک جاتا - خود لالہ صاحب کو بھی سخت افسوس
ندامت مگر عدالت کے قانون سے مجبور ہیں کچھ کر نہین سکتے -
کبھی کبھی ٹھکرالا بیگم سے بھی سلوک ہوتے - مگر وہی جب تین فاقے
گزر چکتے وہ ادا کیا حق نمک ادا کیا ہے - ہزار منھ ہزار باتین - کوئی لالہ کی
تعریف کرتا - رئیس کم بخت کو الزام دیتا کوئی دبی زبان سے خدا لگتی کہتا
مگر بیچارہ واقعات مشتہرہ سے ثبوت نہ دے سکتا -

ادھر لالہ نے اس مقدمے کی ایک پوری کتاب بھی چھپوا کے ہندی اردو
اور انگریزی مین شایع کرا دی - اوسمین رئیس کی نسبت تو کچھ نہین مگر ہات
سے جو شرارت کی تھی تفصیل پوری درج تھی -

قومیت بھی عجیب چیز ہے - مارواڑیون نے ایکا کر لیا - بدون ایاک
راہ کرن معاملات قرض دام - دادستد مین عام سختی شروع کر دی - اور جسطرح
بنا کرت سے تمام علاقے مین اپنی کوٹھیان بڑھا دین - غلے کا کاروباری برادری
کی بدولت - اڑہتیون کی بدولت ہر موضع مین قائم ہو گیا - ممانعت ہو گئی
خبردار - اودھر فصل تیار ہو - بھوسہ - غلہ - پیال - بھوسی سب وہین بک
جائے - اور جبتک مارواڑی لے تب تک دوسرے کو ہرگز نہ دیا جائے
قیمت ساہوکار کے ہاتھ مین جائے وہ بعد مجرائی لگان اسامی کو دے -
اور قلمبند کرتا جائے کہ کس کو کسقدر نفع نقصان ہوا -

رئیس کا مکان اچھا خاصا تھا مگر کچھ تو بے مرمتی - کچھ تنگی اور کچھ فالج کی
نابینائی سے انہدام ہو گیا تھا - اس پر آفت یہ تھی کہ اس تباہی کے

جھونکے نے اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ کہنہ رنگ باقی نہ رہا۔ کاش یہ خرابہ بعد اس خرابی بصرہ اتنا تو رہتا کہ بوم مشوم بے ثباتی دنیا پر رات رات بھر آہ و زاری کرنے کو آشیانہ ہی بہم پہنچے کے واسطے اس گھر اور گھرانے کی خرابی پر دو آنسو بہانے کو صرف نشیمن بنا لیتا۔ کچھ دن پہلے جہاں عیش و عشرت کے سامان کی وہ کثرت تھی کہ رنج و فکر کو بار نہ ملتا تھا۔ دولت حشمت اقبال قدم قدم پر آنکھیں بچھاتے تھے۔ نغمہ ہائے دریا سامعہ افروز تھے۔ ہوا سے مسرت آگے جھونکے غم و الم کے تنکوں کو کہیں گرا پڑا بھی نہ رہنے دیتے تھے۔

یا وہ زمانہ آیا فلک حریم خوئے وہ رنگ بدلا کہ ابر حشمت و دولت صرصر حوادث کی آندھی سے منزلوں دور جا لگا۔ خورشید ادبار کا شمس نصف النہار سر پر آ پہنچا۔ دنیا سا سامان راحت و امارت برف کے ڈھیلے کی طرح اس تمازت میں گھل کے پانی ہو کے بہہ گیا۔ محلہ ویران کف دست میدان۔ بجز خاک و گرد کسی بات کا نشان نہیں۔ قطعہ زمین بزبان حال اپنے دشمن کو یہ پیام بھیج رہا ہے۔

اگر پوچھے وہ بربادی ہماری
صبا تو دیجیو کچھ خاک اڑا کر

اس سناٹے میں سننے بہروں کو محسوس ہوتی ہیں تو صرف ہوا کی صدا اور ارباب بصیرت کو سنائی دیتا ہے یہ پرانا قطعہ۔

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل
زنہار اگر تمہیں ہوس ناؤ نوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش حقیقت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ نشاط
دامان باغبان و کف گل فروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبحدم جو دیکھیے آ کر تو بزم میں
نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

مکان کا یہ حال ہوا۔ مکینوں کی کیفیت ناگفتہ بہ۔ اس خاندان جیل کی زینت مرقع عبرت۔ جنکی سواری خدم و حشم سے نکلتی تھی۔ گرد و پیش کے مجمع سے جھلک تک نظر نہ ہو سکتی تھی یا مجلس کی سواری تین اسٹیشن تک و تنہا جا رہے ہیں جنہوں کی پوشاک کا یہ حال تھا کہ پیوندوں سے رو نگٹے کھڑے کرتی ہے۔ جن کا رنگ قاقم و سنجاب۔ حریر و دیبا سے مانوس ہو۔ اسیر تا بینائی اور سب نے جلد گورستان کا راستہ دکھا دیا ہے۔ پہرہ سے کھڑے پہرہ دار اپنا کام دیتا ہے۔ دونوں روپوش ہو گئے تنہا روتا تھا۔ اور سے امانت نشست برخاست سے جا بجا پھیل گیا ہے۔ رعونت تھی کہاں جیل جیل کے گوشت پوست تک نکل آیا ہے۔

قید خانہ میں حسن اتفاق سے رحمدل ڈاکٹر تھا۔ اوسنے ترس کھائے اور رحم آ کر قاعدہ سرکاری کے دقت پر اپنے پاس ہسپتال میں لے لیا۔ گو اس کی مہربانی سے اثر دوائی کچھ تھی اور اسکی دعا لگی ہے پوری گھڑی۔

بیگم دنیا کی عبرت یا بدقسمتی سے عدم ثبوت جرم اور دیگر رائج الوقت اسباب سے رہا ہو گئی۔ مگر کس کام کے لیے؟ دربدر خاک بسر پھرنے کو۔ گھر میں کسی نے جگہ نہ دی۔ اگر حاکم نے حبس نہ بھیجا تو خلقت نے ہی شہر سے نکالا۔ کچھ نہ کچھ جسم و جان باہم برقرار رکھنے کو یا رحم نان دیتی۔ دلمیں ترس کھاتی۔ اور کبھی خاطر مدارات بھی کرتی رہتی۔

انسان سب کاموں کے واسطے بنا ہے۔ روے زمین کی ہر اقلیم ہر منطقے خشکی تری میں اور ہو سکا تو ہوا پر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قطبین کی برودت خط استوا کی حرارت سب برداشت کر سکتا ہے۔ نباتات ترکاری۔ گھاس پھوس کھا کے جیتا ہے۔ گوشت کھا کے بھی بسر کرتا ہے۔ اگر خشکی میں آج اپنے پاؤں کے رستا سہتا ہے تو کل تری میں بے خطر پھرتا تھا۔ آج تخت و تاج شاہی سے بہرہ مند ہیں۔ مگر کل خاک گدائی پر لوٹنے میں بھی باک نہیں۔ امید کا تکیہ نرم بچھا رہے۔ گدڑی بھی بستر خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ بانس کی جھونپڑی تختہ ہے۔ سخت بیروت۔ مگر اسکا مطرف

سے اطمینان ڈالی ہے۔ صرف عادی ہونا پڑتا ہے۔ تم سے پوچھو تو یہی اطمینان ہے جو ہشتاد سالہ بوڑھے کو اپنے فرزند کو زندہ دیکھتا ہے۔ ایک بات یہ بھی ہوئی کہ اگرچہ کسی نے مستقل دست گیری نہ کی۔ مگر خاطر سب دلوں میں باقی رہی۔

عسرت کے کھلے بھیک مانگنے لگی۔ اپنے حال میں خوش بھی تھی طبعی دھیان بھی ایسا ہی تھا۔ سب کے ظرفوں میں جانا۔ اوپر کا کام کاج کرنا۔ اور روٹی ٹکڑا پیٹ پالنے کو پا جانا۔

یہی حال سب کا ہوا۔ یوں زمانے کی نیرنگی سے کوئی امر بعید نہیں مگر انسان کا دل طرفۃ العین میں اس انقلاب کو دیکھ کے متاثر کیوں نہ ہو۔ خصوصاً آجکل جب ایسے جگر بنتے کم ہوں مگر بگڑتے زیادہ ہوں۔

روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل
شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن

ہفتہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش
زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

ماہ ہا باید کہ تا یک قطرۂ آب اندر رحم
صفدرے خنجر زن میدان یا عمرو حسین

سالہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

۱۷
سترھواں باب

یہیں لیا نا آج خنجر اگلو بھی نہیں رہنے گا
مگر یہیں قاتل سے پھر ستم ہمیشہ [illegible] رہیگا

سیاوش قتل ہوا اور کچھ رنگ نہ لائے۔ اس عالم اسباب کا قانون نہیں اور کچھ نہ سہی حساب [illegible] صورت میں پر سیاوشان ہی ہو کے نکلیگا۔ [illegible] وشا [illegible] اسی طرح اور [illegible] سب کاموں کی [illegible] [illegible] پھل نکال دیئے۔ مگر ساتھ نے بڑی صورت پکڑی تھی۔ اسکے سرنا بھی ضرورتا تھا۔ جب [illegible] ہو چکا تو اسکی صفائی لازم آئی [illegible] کو معلوم نہ تھا کہ ہمارے [illegible] کا [illegible]

ایک بڑے متمول کارخانہ کے صرف گماشتے تھے۔ ایسی ایسی چار یا پانچ کوٹھیاں مختلف شہروں اور اقالیم میں تھیں۔ مگر مستعدی چالاکی۔ ہوشیاری اور خیرخواہی ایسی ان میں کوٹ کوٹ کے بھری تھی کہ کسی کو بھی گمان تک نہ ہوا کہ دوسرے کا کام انجام پا رہا ہے۔ جسوقت تمام معاملات کی خبر مالک کو پہونچی تو بہت کچھ

گفتگو ہوئی اور آخرکار یہی مناسب معلوم ہوا کہ لارڈ صاحب سبکدوش ہوں خدمات شایستہ کے عوض میں حقوق مقرر کر دیے جائیں اور کاروبار حساب کتاب انتظام سب صدر سے ہوا کرے۔ نوکر عذر ہی کیا۔ خیرخواہی۔ نمک حلالی سے مجال چون و چرا نہیں۔ اقبالمند۔ ہوشیار قوم تھے۔ ہنوز دولت نے آرام پسند بنایا نہ طمع ناجائز نے آنکھوں پر پٹی باندھی۔ انھوں نے کوڑی کوڑی کا حساب سمجھایا۔ بہیان بند کیں۔ لوٹیا ڈور باندھی۔ بستر لپیٹا۔ بساط حکومت سمیٹی۔ اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر سدھار گئے۔ جتنے واسطہ ہوا تھا اون میں اکثر متاسف ہوئے۔ کم جدت پسند خوش بھی ہوئے مگر دونوں نافہمی سے۔ کیونکہ اس ہیر پھیر میں جو ہونے والا تھا وہ نہ انکو معلوم تھا نہ ہمکو۔

ہاں چندروز کے بعد دیکھا سنا گیا۔ کہ انتظام علاقہ ایک نئے ڈھنگ سے مقرر ہوا۔ جس قدر اسامیوں سے واسطہ تھا اون میں ترقی کی گئی۔ جنھوں نے مقدمے میں موافق گواہیاں دیں۔ یا اُس فساد میں شریک نہ ہوئے اونکو ایک سال کی جمع معاف تو نہیں ہوئی مگر چار قسطوں میں دینی ہوئی۔ آجکل اس بے مروتی اور خود غرضی کے زمانے میں بڑا رجا گیروں اور بڑے گراموں سے بڑی بات ہوئی۔ اس کے علاوہ حقوق زمینداری جو رقم سوا کے نام سے مشہور تھے اونمیں بہت کم کردی گئی۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ خاندان سابق جو صرف چند نفوس میں محدود ہو گیا تھا۔ سو مرحوم نواب بیگم کی تنخواہ بسر اوقات کے واسطے

کافی مقرر ہوئی اور یوں بھی اس کے علاوہ کبھی کبھی سلوک منظور فرمایا گیا
بعد کے دن پھر سے یعنے جب یہ معلوم ہوا کہ اول تو بے گناہ ہے دوسرے
لالہ کی سفارش تھی اور یہی بھی اس تقریب میں شریک غالب تھی - تو یہ
بلوائی گئی اور اسکو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ علاقے میں دورہ کرکے تعلیم نسوان
کی ترغیب دے -

جب حیات ایسی مستعار نعمت عالم اسباب میں گزشتنی اور کل کائنات گزاشتنی ہو
تو یہاں کی کسی شے پر کسی قسم کا حق کیا قابل اعتبار ہو - انسان دنیا میں بیک
بینی و دو گوش آتا ہے - خالی ہاتھ جاتا ہے - روپیوں توڑوں نہ جواہرات کی
تھیلیاں نہ املاک - وسیع قطعات ارض - پراپیسری نوٹ یا کمپنیوں کے حصے
نہ رجسٹری شدہ قبالے چیتھا ہے -
یہ سب دنیا کی رنگ آمیزی سے کھیل ہیں [illegible] ایک ایک پہلو میں ہر لحظہ ہزار
ہزاروں پیدا ہو جاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] زمانے میں
موج انقلاب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] کا خون بہا کے
سلطنتیں لیں - لیکن [illegible] [illegible] [illegible] دوسروں
کے واسطے چھوڑ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بہر حالت اسی گھر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دولت و ثروت کی
کیا ضرورت [illegible] [illegible] [illegible] مناسب سمجھا مہیا کر دیا
دنیا میں کس چیز کی [illegible] [illegible] [illegible] بھی تو ہو سکے

قابل گوش سکر [illegible] گوہر
گوش بھی قابل گہر ہے شرط

بچپن میں بچہ دودھ ہی کے لائق ہوتا ہے پھر اس کے واسطے روح مادی تک
تو مہیا کر دیتا ہے ماں باپ کسی حیثیت کے ہوں کھلونے لا دیتے ہیں جوانی دیوانی

آئی ساتھ ہوا اور ہوس لائی - اسکی فرمائشیں بھی پوری ہوتی رہیں - جو لکھنا تھا آیا عصا و بستر کسی نہ کسی جتن سے مہیا کر دیتا ہے - موت بھی دو گز کفن چارپائی کے کاندھے - دو گز قبر کی فکر رو پیٹ کے کر ہی دیتی ہے - کوئی مردہ بے تجہیز و تکفین پڑا نہیں رہتا قبر پختہ بنی - مقبرہ تیار ہوا - ہاتھ بھر کا گڑھا کھود دیا - یا آخر تک سے درجہ بنارغ و رغن کا پوٹا گنبد ہوا - بہرکیف مٹی ٹھکانے لگی - جو بات ہونی لازم تھی ہو گئی - بادشاہ حسین کی ملکیت جائداد بھی گویا متروکہ تھی - قانون کی رو سے آمد و شد نفس کے دم سے وابستہ تھی - جیسے گزی میں کمخواب کا پیوند - دنیا کی نظروں میں بے جوڑ معلوم ہی ہوا چاہے - اور ٹھیکہ داری آنکھوں کا تارا تھی - اب اسمیں تغیر تبدل ہو - اور ضرور ہو - تجدید معاہدہ شورہستان یا دو ہاتھ تھا - اسکے علاوہ بے حس و بیچارہ کو تکلیف مالا یطاق - محض حجت شرعی - حیلہ قانونی ختم کرنا تھا - حقیقت کی حقیقت جو کچھ بھی - دینا چاہتی تھی لیس معاملہ ٹھیکہ فسخ کرنا بمصالح مناسب معلوم ہوا نئے سر سے قبض و تصرف کی بنیاد قائم کرنی لازم آئی پچھلا دھرا دستاویز منقضی المیعاد - سڑی کھوپڑی - منہدم عمارت -

اب کھوس کی چھاؤنی پختہ پارک بنے - کچے کنوؤں میں گولہ چلے اندارا بنے ناؤ کے مارے بیل میں کوٹھیاں لگیں تب کام چلے - دنیا پیسوں اسامی - تہی دست زمیندار کو اس اہتمام میں پس و پیش ہو سکتا تھا - کھوپڑی کہاں سے قرض پہنچے - اضافہ آمدنی کے لوازم کیونکر مہیا ہوں - یہاں بعنایت الٰہی کس بات کی کمی تھی -

زر پیشگی جو ٹھیکہ میں بغرض اطمینان بطور ضمانت لیا گیا تھا - قرضہ کی مد میں آیا جو متفرق رقم زر ٹھیکہ کے علاوہ وقتاً فوقتاً سرکار میں لگا لی گئی تھی - کھاتے بہی کے اضافہ ہوئی - تقریبوں تعمیروں میں [illegible] سے قبالے لکھائے گئے تھے - طلسمات کے سینوں دکھائے گئے [illegible]

قصہ مختصر بلکہ تفصیل مجمل یہ کہ جائداد پر بار قرضہ [illegible] ہو گیا - [illegible] چارہ جوئی عدالت مفر نہ تھا - مجبوری تھی [illegible] بھاری [illegible] یعنی جائداد آج اس سے وصول کرو - یا کل پر اٹھا رکھو - جبتک اس بوجھ کی طاقت تھی صاحب معاملہ نے خود ہی طرح دی - آخر یہی روز بد ایک دن پیش آنا

پھر استغاثہ کیسا تذبذب کیوں تامل کس لیے۔

مسودہ تیار کیا اسٹامپ آیا۔ دعویٰ تیار ہوا۔ داخل بھی ہو گیا سمن جاری ہوا۔ فیصلے کی کارروائی بعد انتہا نہ ہوئی۔

جواب دعویٰ کے جو سامان ہو سکتے تھے۔ ناظرین ناول خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ ایک طرف ملکیت حقیقت بزبان حال کہتی ہے۔

گر نماند کے تا بہ تیغ تا رسی
گر نہ زندہ تیغ جان را دبار کشی

دوسری طرف "ستار العیوب و قاضی الحاجات" "سکۂ زر علیہ السلام" ہر الک۔ قانون عقل فراست وکیلی "حق تنفیذ الفیصلہ" تا مرثیں۔ خاص اسامیاں علاقہ [illegible] اس طرف ساری خدائی ہو اور قصہ کچھ بھی نہیں

اگرچہ روبکاری۔ فیصلہ۔ ڈگری یکطرفہ ہونے کی وجہ سے ساری کارروائی مختصر ہوئی گویا مقدمہ نے ڈبل کوچ کیا۔ یعنی مہینوں نہیں ایک دن میں طے کر لیا میعاد مقررہ کے بعد نیلام کی بھی نوبت آ گئی۔

۱۸
اٹھارہواں باب

کب لگاتا ہے کوئی اس دل بے حال کا مول
سب لگا دیتے ہیں مفلس کے غرض مال کا مول

آج نیلام کا دن ہے۔ بڑے علاقہ کا نیلام ہو گا۔ اس علاقہ کا ایک زمانے میں دور دور شہرہ تھا۔ مشہور لوگوں کی چیزیں بھی مشہور ہوا ہی کرتی ہیں۔ علاقہ بھی مشہور تھا۔ ابھی بہت دن نہیں ہوئے۔ ریاست ہندو نگر زرخیز معمول۔ اور [illegible] بھی جانی تھی۔ ہم چشم اعزہ کی آنکھ سے دیکھتے تھے۔ بعض دولت والے [illegible] اگر سارا علاقہ بک جائے۔ ریاست کا خزانہ خالی ہوا [illegible] کہ جہاں کا کچھ روپیہ [illegible] جائے تب بھی ریاست سے لینا پڑے [illegible] ایک موقع وقت [illegible] افسوس میں تھے کہ [illegible] ایسا [illegible] بار اٹھا ہو گیا ہے۔ اگر چاہے [illegible]

معاملہ ہو جاتا تو بڑی بربادی تھی۔
مگر تازہ جھگڑے نے بازار کا رنگ بدل دیا۔ بادشاہ حسین خان کا نام فہرست معززین میں نظری ہوا۔ ریاست شال کرم خوردہ ہوئی۔ علاقے کی ہوا بگڑی۔ رعیت کی شورش سلطنت از بام ہوئی۔ اب روپیہ لگانا درد سر مول لینا ہے۔ ابھی کون روپیہ پھنسائے وہی مثل آ بیل تو مجھے مار۔ آجکل کا زمانہ۔ رعایا پر سختی تشدد ممکن نہیں۔ پھر آئے دن کے مقدمے تحصیل کے جھگڑے دیوانی فوجداری کے بکھیڑے اور سب سے بڑھ کے ٹھیکہ دار کا بار۔ تا جیسا سب باتوں سے پاک ہوتا تو مضائقہ نہ تھا۔ ہاں ایک زمانے میں علاقہ اچھا تھا۔ مگر ابتو ٹھیکہ دار نے بس چوس لیا۔ خالی پھوک رہ گیا۔ اونچے اونچے لگان کے رسوم ایسے ایسے باندھے کہ اسامی ہی سکت نہیں۔ یا تو کاشتکار شوروپشت یا مفلس ہو گئے۔ بچہ بچہ قانون آئین سے آگاہ ہو گیا۔ قدم قدم پر حجت لگاتا۔ ذرا ذرا سے حق پر لڑتا ہے۔ یا غریب ہے تو جھیر جھیر ہوش نہیں پھر جھیر جھیر بندوں کے علاوہ باقی کاشت بھی بہت سے داخل ہو گئے ہیں جنکا گذر بسر۔ اسلئے تحصیل وصول میں دقت زیادہ پڑتی ہے۔ الغرض ایسی باتیں مشہور ہوئیں کہ جتنے قاصر ہو گئے۔ دو ہزار سے جو بیعانہ دار بن زیر بار ہو کے بکتی ہیں اونکی قیمت بارے کے چھوٹا سے خیال سے گھٹ بھی جاتی ہے۔ بیشتر سے حقیقت حال بھی اچھی طرح کھل نہیں سکتی تھی۔ مفصل کا حالات خریداروں کو یا عدالت میں ملیں یا ٹھیکہ دار سے۔ دونوں کو کیا پڑی کہ خواہ مخواہ قیمت بڑھانے کی فکر کریں۔
اسپر بھی کچھ خریدار جمع ہی ہو گئے۔ یہ کون ہیں۔ ایک ریاست کے مختار ہیں۔ انکا علاقہ ہم سوانہ ہے۔ خریداری کی بہ نسبت سیر نیلام زیادہ مدنظر ہے۔ روپیہ تو اسوقت انکی ریاست میں اتنا بھی نہیں کہ قیمت چہارم داخل عدالت کر سکیں مگر حکم ریاست کی تعمیل کو آئے ہیں۔ یہ دوسرے ایک ہزایل صاحب کوٹھی کے نائب ہیں۔ انکے ہاں کبھی گھاٹے ہیں۔ کوٹھی کی ساکھ بھی ہے۔ اگر قیمت واجبی اوٹھی تو عجب نہیں لے لیں۔ اتفاق کی بات ہے۔ یہ تیسرے صاحب

برہمنوں کی ریاست سے آئے ہیں - ان لوگوں کا بڑا علاقہ ہے - ریاست خوشحال بھی ہے - تلک دھاری راجہ ہیں - انسے بنک سے معاملہ ہوا ہے کہ اگر بولی انکی منظور ہوئی تو وہ روپیہ دیدے گا - اور پھر بیتے سے بار بھی ادا کردیگا پھر کچھ اپنی ریاست کچھ اس علاقہ کی آمدنی سے قرضہ ادا ہو جائیگا -

اب نیلام کا حال سنیئے کہ ٹھیکہ دار کے بار کا اعلان ہوا - اور بولی شروع ہوئی مگر بیدار سنے ایک مجہول الحال کو بولی پر کھڑا کر دیا - جو بولا اوسکی بولی پر بڑھا - کچھ لوگ ادھر ادھر چھوٹے ہوئے تھے اور لوگوں نے علاقے کی اسقدر برائیاں مشہور کیں کہ سب ٹھنڈے ہوگئے - کوئی آگے بڑھتا ہی نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کا معاملہ تھا - ناظر صاحب بھی بولتے بولتے سرمہ در گلو ہوئے - سارے دن یہی رنگ رہا - اور آخر تو ایک دو تین اوسی مجہول الحال کی بولی پر ختم ہوا - بعد ضابطے کی کارروائی کے سرٹیفکٹ نیلام بھی مل گیا - برائے نام کسر باقی تھی وہ پھانس بھی نکل گئی - ٹھیکہ پھر ٹھیکہ ہے ملکیت اور ہے ٹھیکہ اور - بہت کچھ تغیر و تبدل ہوئے - مگر سب رفتہ رفتہ بلا حیا نف الحیل - دفتر میں کام کرنے والے مختار، منشی وار گرداور انٹرنس پاس سپاہی مڈل کلاس ایک بیرسٹر کی تنخواہ پانچسو ماہوار مقرر ہوئی - پانچ وکیل پچاس پچاس ماہوار - اور ایک ہائیکورٹ کا وکیل ڈھائی سو ماہوار برمشورہ قانونی کے واسطے - مختاری کا امتحان دیئے ہوئے - سرٹیفکٹ رکھنے والوں کی خوب بھرتی ہوئی - آخر کی بھرتی بادی کیطرح چھنٹ گئی -

۱۹
اونیسواں باب

روزے افتاد فتنہ در چشم   ہر کس از گوشہ فرار فتند
روستازادگان دانشمند   بوزیرے پادشاہ رفتند
پسران وزیر ناقص عقل   بہ گدائی بہ روستا رفتند

ناظرین! حامد شاہ اور احمد شاہ مرحوم ہو چکے تھے - شیر مادر جام زہر بنا تھا - شفقت مادری ڈائن بن کے کلیجہ کھا چکی تھی - ہم آپ کیا معنے بہت سے

رونق قبرون پر گلستان تاسف کے دو پھول چڑھا سکتے تھے - اشخاص فسانہ
کی فہرست سے عرصہ ہوا نام خارج ہو گیا تھا - گردش روزگار سے ابھی نام ہین
- تذکرۂ حیات بغرض بار ہرسے منتقل کیا - اور سچ بھی ہے سابقی
انکھون سے دنیا ہی کیا دیکھی تھی - فلک عربدہ جو نے دور دھندے کا تماشا
ہنڈولے کا لطف کیا دکھایا تھا -

یعنی اسمین کلام نہین کہ زہر دیا گیا - مگر عجب اتفاق ہے کہ یہ زہر بھی
مدت کا رکھا تھا - بیگم بھی اتنا جانتی تھین کہ زہر کی پڑیا ہے - اور اسکی تاثیر یہ ہی
کہ زمانہ جوانی مین بادشاہ حسین کو ایک ایرانی تاجر نے تحفۃً دی تھی تاثیر یہ تھی کہ جسکو
یہ دوا کھلائی جائے اوسکو تین پہر بیہوش رکھے - دماغ پر ایسا اثر کرے کہ حکیم
بھی اسکے مقابلہ مین ساکت ہو جائے - امیرون - شوقینون کے ہان ایسی
چیزین پڑی رہتی ہین - دل لگی کی غرض سے یا کسی اور کام کے واسطے - تشاد
زمانہ نے اس دوا کو بھلا دیا تھا - مالک کو کلیات کی کب خبر رہی جو ضروریات کا
دھیان آتا - ہان دو ایک دفعہ اتنا ہی بیگم سے ذکر آیا تھا بلکہ وہ پڑیا انھین کو
دیدی تھی کہ اپنے صندوقچے کے کسی کونے مین ڈال دین -

جس زمانے مین بیگم کو اسکی ضرورت ہوئی - وہ دوا یاد آئی - زیادہ تحقیق و
تفتیش مناسب نہ سمجھی - دوسرے عورت ذات تو جب کسی بات کی دھن
ہوتی ہے اور ذریعہ بھی معلوم ہو جاتا ہی تو زیادہ چھان بین بھی نہین کرتی -
ایک دن غذا مین دیدی - اوسکا اثر بھی اتنا ہوا کہ واقعی مرگ سمجھی گئی - چور کا
دل کتنا - پر آشوب زمانہ - افشاے راز کا دھڑکا - بس خاک ڈالنے کی
جلدی پڑ گئی - اور اول منزل پہونچا دیا - دفن کر آئے - گھر مین ماتم بھی ہو چکا
اتفاق کی بات ہے -

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ن

قبرستان کا مجاور ادھیڑ آدمی اچھا تھا - وہ سیدھے سادے رسیدہ بلکہ شخصے تھین باو
نشاکے معمولی شوقین - مگر پیادہ مردون کی روٹیون سے پرورش
پانے والا - چادر کفن کو لنگوٹی بنانے والا - قبرستان جسکا مسکن بیابانہ

جیسا کو کلثوم ... مردوں ... نے متعلق سامان کو فضول نہ سمجھنے والا ۔ طبیعت مرگ کی ہیبت اور ... سے کوسوں دور ۔ نباشی میں اول درجہ کا مشاق نکلا جب کبھی موقع ملتا ۔ لوگوں کی آنکھ بچا دوسرے تیسرے ہی دن قبر کھود کھود کفن چرا لیتا ۔ لاش بچاری [illegible] کو چھوڑ دیتا ۔ اول تو وفیں مردوں سے یہ سلوک کرسکتا جو جیتے جی پیٹ کی روٹی تن کے کپڑوں کو محتاج کچھ اٹھا نہ رکھتے نہ ترکہ چھوڑ جاتے تھے ۔ پھر دنیا کو کیا پڑی تھی بے خبر ہوتے ۔ یہی تکیہ دار ہڈیاں جمع کرکے قبر پھر آ شکستہ ناگوار کرا کر دیتا اور نہیں تو درندے بیٹھے آتے ۔ جانوروں کی جان کو مرنے کی جان کے ساتھ رو جاتے اور پھر لوٹ جاتے ۔ بہرحال معاملے پر خاک پڑ جاتی ۔ اسیطرح جب یہ دونوں مردے آ سکے ہیں اور صرف محلے کے چند مسلمان ترس خدا سے سپرد زمین کر گئے ہیں ۔ تو اس شب دینے نفع کی امید سے اس مشاق نباش کو آمادہ کیا قبریں کھودیں کفن اوتارے ۔ اور لاشیں ہوا کھانے اور بجوؤں کے شکار کو وہیں چھوڑیں ہنوز کوئی اور گز ندہ پہونچا تھا کہ یکے بعد دیگرے ہوش آیا ۔ قبر کے صندوق میں دونوں نے اپنے کو پایا ۔ حالت اور کیفیت پر متعجب متحیر مدہوش ہوئے سے گھبرا کے اٹھ بیٹھے ۔ پہلے کو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۔ ایک ڈر دو طرف ۔ عجب انقلاب ۔ طرفہ اتفاق ۔ دو ماجائے ۔ ایک ہی ماں کے پیٹ میں پاؤں پھیلانے والے ۔ قبر کی گود میں چند لمحہ رہ کے اٹھے بہن نے کہا دنیا اونکو بھولی ۔ اور یہ سگے بھائی کو ۔ دونوں مادر زاد ستی ہٹا کے باہر نکلے ۔ دو اسکے ڈر سے بیہوش تو پہلے ہوئے اب اس سامان نے بد حواس کردیا ۔ [illegible] ساتھ [illegible] دیہات میں چند کوس جا کے [illegible] نکلے ... اور کھیت نظر آیا ۔ فی الجملہ روپوشی کو آڑ ملی ... چھپنے ... میں ... کچھ کچھ حال بھی بیان کیا ۔ اور ہم خود زمین پر [illegible]

اے انقلاب زمانہ تیرے کرشمے نہ کسی فلسفی کی سمجھ میں آتے ہیں نہ کسی قانون قاعدے کے پابند ہیں انسان جسکو الزام دیتا ہے تو انسانکو

احمق بناتا تا - اوراس بحث وتکرار - بحث ومباحثے - تخطیۂ اتہام کا نام معاملات
دُنیا ہی - اس غلط بحث سے اہلِ بصارت کو وہ چکا چوندھ لگی ہے کہ اصلیت
نظر ہی نہیں آتی - شریف زادے گہوارۂ دولت وعزت کے پلے - قاقم وسنجاب
حریر ودیبا پہننے والے بستر نازک پر استراحت کرنے والے چند لمحوں کے
اسیر ہیں کن حالوں کو پہونچے ہیں - وہ مسندِ حکومت جس کے منصوبے تھے
کیا ہوئی - اوس خواب حکومت کی کیسی تعبیر نکلی - بستر خاک اور وہ بھی اسیر کا
کھیت جس میں جوار کی کھونٹیاں بداعمال کے کیفرِ کردار کی طرح ڈوڈوا کیہ ابھری
تیج بیچ بستر خار - غذائے لذیذ کے عوض ارہر کی کچی پھلیاں - ہری پتیاں -
آبِ مصفا وخنک کے گڑھیا کا پانی - ستر پوشی کو چیتھڑا یا پیڑ کے ٹیلے
کا گودڑ - جو ایک کمبل کی جھاڑی پر گاؤں والوں نے دھجی دھجی پھینک
دیا تھا -

ایک دن ایک رات اسی ہیئت کذائی سے کٹی - صبح پھٹی لنگوٹیاں
باندھ کے آبادی کی راہ لی - گنویں گاؤں میں بھیک مانگی - مان مان بختیاں
نصیب نہیں - یہی غلہ یا موٹی جھوٹی روٹی - اسی گداگری میں کسانوں اور
ہلواہوں کی زبانی آن سامانوں کا بھی جستہ جستہ حال سُنا جو فوجداری کی
نالش کے واسطے ٹھیکہ دار کے اہلکار مہیا کر رہے تھے -
کیونکہ دوا نے دماغ پر ایسا اثر کیا تھا کہ صحت نفس کے واسطے سکون طویل
درکار تھا - اسپر مصیبت بالائے مصیبت - اچھے خاصے آدمی سے کے
حواس جاتے رہتے - امارت کی چوکڑی فوراً افلاس وفلاکت کی دوڑ میں پہنچ
ہوش گم - حواس غائب - برگشتہ تقدیر - بے سروسامان - سرگردان و
پریشان دہات میں پھر رہے تھے -
کام کاج دہات میں اسکے لائق کیا تھا اور سچ پوچھیے تو انکو آتا ہی
کیا تھا صرف دو کام - ایک کھانا دوسرے پڑ رہنا - ہل اسنے جوتا نہیں جاتا
کھیت اسنے کاٹے نہیں جاتے - سانی کیا سے ناواقف کھیت کے لوچہ لاد
لانا - کھلیان بچانا - نخیر نگن - چھوکروں کی دیکھ ریکھ - شوشی چرانا - عورتوں کا

کام شیت نہ آنا - سینا پٹنا - دو بھی نہیں آتا -

بیسوان باب

گیا بگذشت این دل زار ہمان — سر ما بگذشت و این دل زار ہمان

القصہ تمام گشت سرِ عالم — بر ما بگذشت و این دل زار ہمان

دن کی دھوم دھوم دھوری میں جتنک حیات کی کوک بھری ہے کسی پہلو کسی بھل ہنسنا بولنا کھیلنا ہے پھر آستہ دماغ کا شیشہ سوتے جاگتے شادی کے مرغزار غم کے لباس کھانا مرغوب کے میدان سرگردانی کی تنگ نائے فراغت کی سطح عسرت کے ناہموار قطعے سر و زیر کرے گا -

دولت ثروت - افلاس بے دولتی - رنج راحت میں فرق امتیازی ہے - دل و دماغ کے چلتے پرزان میں زنگ لگے گھسین پسین - چال میں فرق آئے رفتار - بے قاعدہ یا سست ہو گر سکون بحت نا ممکن ع

رات دن چکر میں ہون جب آسمان

تو زیر آسمان کیون اثر نہ پڑے - سفلیات کیون تابع علویات نہون - پو ترد ون کے میری حالت کو پوچھئے - بلکہ رسید ہی آگئی - خدا یہ دن دشمن کو بھی نہ دکھائے مگر دل کی ہوسین دماغ کی فکرین معطل نہین رہ سکتین - یہ تو جان حزین کے ساتھ ہین ع

جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

سوتے جاگتے آسیب کیطرح سر پر سوار ہین - انکو ساعدت و نا مساعدت زمانہ سے کوئی واسطہ نہین - شاہی کے لیے تخت و تاج کے محتاج نہ دریوزہ گری کے واسطے کچکول - مجبوری کے پابند مفلس دل سے غنی - غنی دل سے مفلس - ویرانہ خیال میں بے آب و دانہ ناپتے پھرتے ہین -

غرضکہ الشان عجیب و غریب مجموعہ اختلافات مدن اضداد ہے جب کائنات کا ظاہر و باطن ایک نہین تو انسان بیچارہ کی کیا مجال - اگر امیر زادے جھونپڑی میں رہ کے محلوں کے خواب دیکھتے تھے تو کیا الزام - آرزو در جوانان عجب نیست -

کہیں دیہاتی مدارس زنانہ کے دورے کو ملتوی رکھ اور اس موضع کیطرف جانکلیں
صورت شکل حسن ذاتی میں اچھی کیا گیا تھا۔ بلکہ سچ پوچھو تو رنگ روپ پوری عمر
پو پھٹنے۔ مہذب لباس سے آراستہ ہونے سے اچھا نکل آیا تھا۔ اور سیر ستم یہ
کہ بے پردہ تھا۔ جیب۔ جاکٹ۔ بانکی۔ بانٹ ڈوپی بہت بناوٹ مشابہ تھا یہ سونے
میں سہاگہ۔ یہ گویا اسی سج دھج اور یہ حسد اسی وضع کے واسطے واضع حقیقی نے بنایا
تھا بیچارے اگرچہ بظاہر دوسرے ہی عالم میں تھے مگر جیسے کشتہ ہیزم سوختہ کے
جگر میں آگ کیطرف سے خود کشش ہوتی۔ گرم ہوا شعلہ بھڑکا دیتی ہے

احمد یار دل سوختہ۔ وحشت برگشتہ مضطر کے دل۔ تلاش کی خاطر کیطرح
پراگندہ پھرتے پھرتے اس راستے پر بھی آنکلے۔ یہی معلم کا بھی تھا۔ ایسے مقام
ایسے موقع میں یوں دو چیزوں کا ملجانا احاطہ امید میں آتا ہو نہ سبھان اندیشہ میں
سماتا۔ اللہ اللہ ایک وہ دن تھا کہ اجڑ داڑھی کی آراستہ پیراستہ دوکان کی سیر
یہ جنس گران بہا نظر فروز ہوئی تھی۔ یا ایک زمانہ وہ تھا کہ شمع کاشانہ محبوبی نصف النہار
گھر کا اوجالا بنی تھی۔ شادی کی ریتیں رسمیں ایک طرف جشن خانہ آبادی کے نغمے
دوسری طرف۔ آرسی مصحف کے پھیرے میں ضیا سے مرآۃ کے مصالحے سے چشم
مشتاق کی پلیٹ پر فوٹو لیا تھا۔ یا آج باوجود بے سامانی یوں دید وادید کی نوبت آئی
حالت ضرورت مصلحت تو غش کھا کے گرنے ہی کی تھی۔ جلوہ وہی۔ موسی
وہی۔ نور وہی۔ طور وہی۔ ہاں نبوت دولت نہ تھی پھر لن ترانی کے
راز و نیاز کیونکر ہوتے۔ فات الشرط فات المشروط۔

انکی صورت پہچانتے کیا معنی نظر اٹھا کے دیکھنے کے لائق کب تھی۔ سپنا ادائی
ساکتین ہوا۔ معاملہ چپ چپ رہا۔ ایک ہوا آئی اور چلی گئی نسیم و صبا کا جھونکا
ہے تو کیا۔ سموم کا تھپیڑا ہے تو کیا۔ باد صرصر کا موجہ ہے تو کیا۔ اگر کسی دم
فرصت ہوئی۔ یا یہ لگی۔ کسی نے برباد کیا۔ یا فالج لقوے نے مار ڈالا۔ رفتار زمانہ
کیا کرے۔ شعراء اس معاملے کو تغافل یار کہیں۔ بیچارہ ہیں عشاق دا سے معشوقانہ
کا نظارہ کہیں تو سمجھ لیں ہیں۔ معاملات دنیا اگر اسی خیالات کے مطابق ہوتے تو
کارخانہ عالم درہم برہم ہوتا۔ کرہ زمین بچاہی کے قدموں کی بدولت پاگل خانہ

بن جاتا۔

الحاصل ہر چیز اپنے اپنے ٹھکانے لگی۔ یہی خواب جنت تھا کہ حور کا چھلاوہ دوزخی نے دیکھا تھا۔ ورنہ اس عالم اسباب کا نہ یہ قانون نہ اعمال و جزا کا قاعدہ۔ اعتقادی خدا میں سب قدرت ہی کہ دوزخی کو جنت پہونچا سے جنتی کو دوزخ سے ملا دے۔ یہاں گیہوں سے گیہوں چنے سے چنا ہی پیدا ہوگا۔ اور دو دو چار ہی ہونگے۔ ماہ و خورشید کا اوقات معینہ پر طلوع و غروب ضرور ہوگا رگڑ سے حرارت پیدا ہوگی۔ ترچھی شعاعیں پھاڑ کے آویزوں مینہ کی بوندوں پر قوس قزح کے ساتوں رنگ پیدا کرینگی۔ یہی ہونا چاہیے تھا کہ احمد یہاں سے دم بخت برن اور بی کلو لا بیگم کچھ یاد کر کے اپنی نظر۔ حافظ صد و رہ متخیلہ کو غلط مانیں اگر انھوں نے

آدمی را بچشم حال نگر

پر عمل کیا تو کیا گناہ کیا۔ انکو بھی تو لوگ صرف اوستانی جی سمجھنے لگے تھے۔ ہاں فرق اتنا تھا کہ ایک کو ملکہ گدا جانتے۔ دوسری کو رنگین تصویروں لیبلوں کھلونوں کی چاٹ پر سخاوت کی دیوی مانتے

حضرات ناظرین۔ ایک بھائی کو تو یہ شغلہ ملا میدان تخیل میں امید کے لنگڑے ٹٹو کی سواری نصیب ہوئی۔ دوسرے کو عنایت الٰہی ان جھگڑوں سے کچھ واسطہ نہ تھا۔ اسکے علاوہ دو بادشاہ درا قلیمی نہ گنجند یہ وہاں موجود ہی نہ تھے جدھر سینگ سمائے چلے بھی گئے تھے۔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ تھا۔ اور حق بجانب بھی تھا۔ انتشار کا خاصہ بھی یہی ہے۔ آبادی اسیکا نام ہے دونوں کے خیالات میں بھی رفتہ رفتہ اختلاف بھی ہوتا گیا۔ کچھ تو خلقت ہی ایسی تھی۔ لقاق مجسم یہاں سے ہوگا آخر کہاں جاسے۔ جذبات دلی میں اتنا ہی حصہ لیا چاہیں جتنا تخیلات دماغی میں ڈالدیتے

جسقدر تفصیل سے حالات مقدمہ سنتے اوسی قدر طبیعت روبقرار ہوتی ایسی حالت میں بیچارگی خواہ مخواہ آجاتی ہے۔ مثل مشہور ہے خانہ خالی را دیو میگیرد حسنات کی کمی سیئات کی بیشی کا باعث ہوتی ہے۔ پھر بخت ستارہ ماشاء اللہ سے ایسے تھے کہ انکا نام ہی ایسی رکھی۔ طبیعت کی افتاد ہی ایسی بنائی تھی کہ اس حالت کیا سے

اونگھنے کو ٹہلنے کا بہانہ ہو گئی - بعد چندے دونوں اچھے تھا سے لگوا رکے مشہور ہو گئے - مگر
کبھی اپنی گزشتہ شان شوکت کا خیال کرتے تو کاہلی - بدکاری - بدافعالی - بداخلاقی کو
پیمانہ بناتے یا ترقی اور بہبود کا خیال ہی دماغوں میں نہ آتا - آخر بطرز تمہید کے سرکاری
بازپرس - مقدمے کے خوف سے اور بھی ہمت پست ہوتی - جو حال پوچھتا یہ کہتے ہی بنتی

۲۱

اکیسواں باب

نخل بےثمر - مرد و دہقان

کہتے ہیں بارہ برس تک امیری عزت کی بو نہیں جاتی - کتے کی دم بارہ برس بعد بھی ٹیڑھی نکلتی ہے - یہی حال خاندانوں قوموں کا ہے - ایک امیر کی حکایت ہے بخت و اتفاق سے غریب ہو گئے - نوکر چاکر رکھنے کی استطاعت نہ رہی - آپ ہی آقا آپ ہی نوکر - کام کاج ہوتا تو آواز دیتے "کوئی ہے" خود ہی جواب دیتے "حاضر" "حقہ پان لاؤ" اور خود ہی اور خود اٹھتے - سر اور اریا بھر کے رکھتے - آپ ہی معشوق حاضر خاصہ لاؤ - خود ہی اٹھتے - مٹی کی ہانڈی سے سفالیں پیالوں میں دال نکالتے اور پیالے پر موٹی روٹیاں رکھتے اور کہتے "خاصہ حاضر ہے" خود ہی کہتے "ہاتھ دھلاؤ" خود ہی ہاتھ دھلواتے اور ایک ہاتھ میں روٹی دوسرے سے نوالے توڑتے اور کھاتے پھر "آب خاصہ" طلب فرماتے اور آپ ہی اٹھ کے مٹی کے لوٹے آبخورے میں گھڑے سے پانی لاتے اور نہایت تہذیب سے پیتے -

غرض اسی طرح تمام حرکات سکنات تھے - حتی کہ بیداری میں نہ سہی خواب میں روپیوں کی جھنکار اشرفیوں کی کھنکار سنتے - مولوی ... کا شعر ہے

سڑی سی جھونپڑی او [illegible] کا
بنا تا - اور ہر عاقل طنز یہ سنتا تا ہے

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

مگر سچ پوچھو تو ایسوں کو ہمیشہ یہی عارضہ رہتا ہے - انسان دس بارہ برس نہیں عمر بھر بلکہ کئی نسلوں تک اس میں مثل عارضہ سوداوی کے مبتلا رہتا ہے لیکن مگر

یہ دونوں اسی نشے کے خمار میں مخمور عقل و ہنر سے بے بہرہ رہے تو ہیں مطابق فطرت انسانی تھا۔ وہ مستثنیات ہیں ہیں جو کہ

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

پر عمل کر کے سب ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر ٹھوکر کھایا ہوا سنبھل جایا کرتا بھگا پھیر ہمیشہ کیواسطے جی نہ پاتا۔ مرغوں کا دلیہ بار بار لاتیں نہ کھاتا تازہ تنزل کردہ قوموں کا اتنا سب جلد نہ پسپا ہوتیں۔ ایک دفعہ جلا ہوا چراغ لباس کے آگ نہ پکڑتا۔ سمجھ بقائے بنا لیس حسرت تخت کو نہ آتا۔ شباب سر کا غذ بادکیطرح ہوا میں اڑتا اڑتی تنا کیطرح تیزی سے غرق آب نہ ہوتا۔ خول چھیپے یا کاٹھ کی کشتی کی طرح پانی پر تیرتا رہتا۔

مسلمانوں نے صدیوں میں جسم اعلیٰ اور جسم اسفل کا مادہ ایک ہی رفتار سے طے ہوتا۔ سکتا تک۔ ثقل اجسام کے اکیلے قائل ہو جاتے۔ اجرام فلکی کی گردشوں اور رفتار کے اصول پکڑ کے ہئیت کو دماغ مجنون کے اختراعات ثابت کرتے۔

اس فوری تنزل نے جو حیرت پیدا کی تھی وہ ہنوز مٹی ہی نہ تھی۔ انقلاب کامل نے جو اس پر جا ہونے ہی نہیں دیے تھے۔ سر پاؤں کی خبر ہوتی تو کیونکر داہنے بائیں کیونکر دیکھتے۔ ابھی تو حیرت نے آسمان کیطرف ٹکٹکی لگا دی ہے۔ دل تحت الثریٰ میں ڈوب رہا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں سکت نہیں۔ اعصاب خفقان زدہ جہاز کے رسوں۔ سرنگوں خیموں کی ڈوریوں کیطرح ڈھیلے ڈھالے پڑے ہیں کیونکر پھرتی سے اوٹھیں اور چستی سے کام میں مصروف ہوں۔ ہاں پیٹ ضرور ہی بلا ہے۔ ایسی آگ آتشکدہ فارس کیطرح آٹھوں پہر روشن ہے۔ اسکی حرارت بجھانے کو ادھر ادھر [illegible] ہاتھ پیر ہلانے پڑتے ہیں سرکت بے ہوشی کر بیٹھتے ہیں۔ اور ان مستندوں کا کہیں قائم [illegible] لگا رکھی ہے۔ بے صبری ہی [illegible] سے شرافت اور محنت مشقت دستکاری [illegible] سب چھڑا لیتے [illegible] پوچھ جاتی ہیں۔ ہاں کھیتی کسانی [illegible] کا مشغلہ تھا [illegible] کوئی [illegible]

جب زمانہ کا رخ بدل گیا اور [illegible] دیتے تھی لوگوں کا خدا [illegible] کالی کر گیا۔ اور [illegible] وقت نے [illegible] ہے [illegible] نا [illegible]

ہیں نہیں ہیں ہم کالی اللہ ری
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیئے

ٹوٹا کرتا۔ پھر آتھرا ٹھٹے کچھ کریں تو پیٹ پالیں۔ بھوک سے بچا تھا۔ سردی گرمی سے حفاظت ہو۔ دستور ہے جو کام آتا ہے اوسی کیجانب ہمت بھی پڑتی ہے یہاں سلامتی سے اسکی طرف سے صفایا تھا۔ ان کیواسطے سبھی بے شوقی۔ کم ہمتی کے لائق تھے کس کام کو ترجیح دیں کیسکو نظر انداز کریں۔ ہر علم سے بے بہرہ ہر فن سے ناواقف

مگر خدا تو مسبب الاسباب ہے یہ نیچر نہ بیکاری پسند کرتا ہے نہ کسی کو بیکار رکھتا ہے۔ گوڈر۔ ٹوٹے برتن ٹوٹی جوتی تک کو کام میں لانیکا سلیقہ رکھتا ہے یہ تو پھر بنی نوع انسان تھے۔ ایسے لوگوں کیواسطے بھی بہت سے کام نکل آتے ہیں جسطرح گھاس پھوس جو پاسے بھی کھاتے اور آدمی بھی کھا سکتا ہے۔ اور بعض اوقات اوسکو بھی نعمت سمجھتا ہے۔ اوسیطرح پنکھا کھینچنا اگرچہ بندر کا مشغلہ ہو سکتا ہے مگر انسان بھی کر سکتا ہے۔

ہولی ہو چکی تھی۔ زراعت کا خاتمہ تھا۔ کھیتوں میں کام نہ رہا تھا۔ غلہ پک کے کھلیانوں میں آیا۔ کھلیانوں سے کٹ پٹ کے گھروں میں گیا۔ یا بیوپاری لاد لے گیا۔ مزے سے صفاچٹ میدان۔ سبزی کا نام نہ نشان۔ سیلا چننے والیاں بھی پڑا گرا دانہ سب کھیتوں سے اوٹھا لے گئیں۔ وہاں لینے بھی کوئی کام بوجھ اوٹھانے کھیت کاٹنے کا نہ رہا۔ سبزہ بیگانہ تھا۔ لوگوں کی ایڑیوں تڑاقے کی دھوپوں سے بالکل سوکھ کے کانٹا ہو گیا۔ لو چلنے لگی۔ گھاس بھی نہیں مل سکتی۔ اس سرے سے اوس سرے تک اوسر۔ اب کوئی مزدوری بھی اسکے واسطے نہ رہی۔

جس دن سے شاہ احمد نے معلم صاحب کی بیٹے پر دو [illegible] وقت دیکھنی تھوڑی اوپر اسکے دیکھنے آتے تھے حسن اتفاق سے اوناہ ایک پنکھا قلی کی ضرورت [illegible] یہاں [illegible] السان [illegible] ہی شخص [illegible] کھینچنے [illegible] کو کام کر رہا تھا۔

حسن اتفاق یا قسمت کی رسائی یا کسی عمل کی تھی پائی سمجھئے۔ بی اُستانی

کے قلیوں میں داخل ہوا خواہوں میں شامل ہوئے۔

حامد شاہ بھی ٹھیکہ دار کی معرفت بارکوں میں گوردن کا پنکھا کھینچنے کو بھرتی ہو گئے مگر لو بہے کے جنے تھے۔ پنکھا کیا تھا مقدر برگشتہ کا نمونہ۔ لاکھ زور کرو جا کے آنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ اور آ بھی تھا تو اپنی مرضی سے۔ یہاں گوردن کا گرم مزاج حرارت موسم کی برداشت کی بات کیسے۔ ایک آدھ نے جھلا کے کسکر ٹھوکر ماری نہیں چلا۔ تھا بار بار ان کھا کے دور گرے۔ مگر سخت جانی کا احسان قسمت میں تو در بھی ٹھوکریں کھانی تھیں۔ نئی فضیلت تھی نہ کا سہ سر تشنے کا جام شراب تھا۔ یہاں سے کے بھاگے۔

جان بچی اور لاکھوں پائے

بڑے موقعی کے بیچ سے چھوٹے اور بہزار دقت ایک لوہار کے کارخانے میں دھونکنی کھینچنے کو نوکر ہو گئے وہ بھی روٹی کپڑے پر۔

شاہ احمد البتہ اچھے پہونچے۔ کشمکش نے نا دانستہ مرکز کی طرف کھینچ بلایا۔ لاکھو دائرۂ انقلاب کو زمانہ چکر دے مگر نقطۂ محور تک خواہ مخواہ پہونچے گا۔

پنکھا قلی اور معلمہ۔ شوہر اور منکوحہ۔ بار بار آنکھ لڑتی ہے۔ تا زنظر پر فوقیت کا بازیگر کرتب دکھاتا ہے۔ ایک طرف خودداری۔ دوسری طرف مایوسی رشتہ ہمت کو تاہ کرتی ہے۔ گو مگو کا معاملہ ہے۔

بائیسواں باب

امید کا سبز باغ

پنڈت ورا دیبی کی جب شادی ہوئی تو اوسکے جہیز میں ایک صندوقچہ دیا گیا زر و جواہر کی دیبی دیوتاؤں میں قدر ہی کیا جیسی دلہن ویسا جہیز۔ پس صندوقچہ میں دنیا کی مسرتیں۔ نعمتیں بھر کر دی گئیں۔ ان میں امید بھی تھی۔ اب اس گراں بہا جہیز کا قفل بھی جا سینے ایسا ویسا نہ تھا۔ صندوقچے کی حقیقت کیا۔ بساط ہی کیا۔ مارے گرانی کے پیندا ٹوٹ گیا۔ اور سب چیزیں ایک ایک کر کے نکل گئیں۔ صرف امید کسی خانے۔ کسی کونے میں رہ گئی۔

مطلب یہ کہ دنیا میں سب چیزوں کی کیفیتوں کی خاتمہ ہو گیا۔ ملے ہم میں بوری

ہوجاتی ہین شیشین اختتام کو پہونچتی ہین - مگر نہین تمام ہوئی تو یہ اعتبار تو نفس آتے ہی دسہارا دیتے دم تک عزیز انسان کسی حال مین ہو کسی عمر کو پہونچے کیسے ہی سامان ہون کیسی ہی بے سامانی ہو مگر کسی حال مین بھی رفاقت سے منھ نہین موڑتی - سوتے جاگتے بھی مجھ سے وابستہ ساتھ نہین چھوڑتی -- نقشب . [illegible]

یون کہنے کو آدمی مایوسی کا نام ہے - مگر جیسے پوچھو تو دنیا مین کون ایسا مغرور ہے جسے حقیقت مین مایوسی کی ہچکیاں آ کے نوبت آگئی ہو اندھیرے دیکھی ہے اور پھر سیاست رہگیا ہے - امید کا عکس یاس ہے جس طرح وجود کا عکس عدم - پھر نہ عدم کا وجود نہ یاس کا - رہی امید وہ ہر وقت موجود ہے - زیادہ سے زیادہ اوسکے مدارج قوت کی کمی کو یاس کہہ لیجئے -

روح کو امام کہتا ہے امر ربی ہے - علماے باطن کہتے ہین جوہر لطیف ہے اطبا کہتے ہین ہوا ہے - مگر یہ سب لفظون کا اولٹ پھیر ہے - اس مین بھی ساٹھ والی ترکیب سے اگر ہم بھی کہین روح امید ہے تو کیا بیجا ہے ہم نے تو کسی مایوس کو دیکھا نہین - اور جب مایوس ہوا تو بچا نہین -

بادشاہ حسین خان نہ خدانخواستہ مایوس ہوے ہین نہ موت نے پوچھا ورنہ ہمارا دل ابھی اونکو چھوڑنے کو چاہتا ہے - حضرات ناظرین ذرا اونکی خبر لیتے رہیئے - لوگ جنکی خبر لینے اکثر جیل تک جاتے ہین - اوسی طرح اونکے حالات پر بھی کبھی نظر ہو جایا کرے - یون تو لب گور ہو رہے ہین - دنیا نے ایسی جگہ بھیجا ہے کہ گویا قبر مین ہین مگر حقیقت مین تو جیتے ہین - طاقت نہین - آنکھین نہین - دنیا سے بڑے تعلقات نہین تھا - درخت بہت پھیل گیا تھا شاخین کاٹ ڈالی گئین تھین - جڑ تنے سے پہونچ سکا سب ایک ایک کرکے خشک ہو گئین - مگر ابھی امید کا رس باقی ہے - اوسی کو ظلمات کا آب حیات سمجھو اور انکو خواب مانو یا سخت جانی تعبیر کرو -

یہ ڈاکٹر کے پاس والے کمرے مین تخت سیہ کی کلیم کملی اوڑھے پڑے ہین رطوبت اصلی اور لہو کی کمی سے ہر موئے کلیم سنان و خنجر کا کام دیتا ہے -

کروٹون لیتے لیتے زخمہا سے بستر سے کوسلے اور پشت لگا رہی پڑی رہی

فقدان طاقت سمجھیے یا القا کہیے یا محض خواب و خیال تصور کیجیے مگر ایک تماشا ہو

یہ واقعہ ضرور ہی کہ حالت غشی و سکوت مین بادشاہ حسین خان کو محسوس ہوا صبح

کا سہانا سماں - ہلکی ہلکی - مدہم ٹھنڈی روشنی کبھی ڈوبتی کبھی ابھرتی گویا اقبال

کی رتی جھلکتی اور ماند ہوتی ہے ہوا سنسنا رہی ہی اور طبیعت مین ایک ایسا

سکون پیدا ہوتا جاتا ہی جیسا سانپ کے کاٹے کو قریب مرگ معلوم ہوتا ہے

روح کا شرارہ بجھتے ہوئے اخگر کیطرح راکھ کے گہرے پردے مین پنبہ دانہ کی

صورت ... اور لتے قدمون آفتاب لب بام کی چال کھسکتا جاتا ہی - ایام پیری کی

شام سے طرز خرام سیکھا ہے - نہ تپ محرق کی ترتیب - نہ پوست استخوان کی ...

سے الجھن - نہ روح و تن مفارقت اور جدائی پر گلے مل مل کے رخصت ہو رہے

ہین - نہ بازو سفر آخرت کے دامن ضامن بندھوانے کو پھیلتے ہین نہ پاؤن جنازہ

کی سواری تک جانے کو دو قدم اٹھتے - آنکھون نے تو مدت سے حسرت بھری

چتونون کی بساط سمیٹ لی ہے پتلیاں اگرچہ عرصہ سے پٹی کے پاس سہم

آ رہین بھرتی ہے مگر کان مشغلہ سماعت چھوڑ بیٹھے ہین - ایک دفعہ بصیرت نے

ایک رفیع الشان اسٹیج پیش نظر کر دیا - لیمپون کی روشنی مدھم ہے - اسٹیج مین

ہلکی سی سفیدی پائی جاتی ہے ایک پردہ جالی کا پڑا ہے - اسکے اندر جھاڑ

جھنکاڑ کی کثرت ہے سوکھے ٹھنڈ درخت لگے ہین تالاب مین کوڑا کرکٹ اور

خزان رسیدہ پتیان سڑ رہی ہین - ایک کریہہ منظر سیہ فام - ازرق چشم

لمبے دانت والی - عورت طرح طرح کے زیور پہنے کھڑی ہی ہتھیلیون سے شعلے

... ہین - سانپ کی شکل زبان بار بار باہر نکالتی ہے اور ...

... کھینچ لگا ہے دست بستہ ... آگے گردن جھکائے سجدے

کر رہے ہین اور وہ ٹھوکرین مارتی ہے - ملوا بیگم ان دونون کو دور سے

[illegible] سے باز رہنے کی ہدایت کرتی ہی - اور آخر کو چیخ اٹھین [illegible]

[illegible] اچھا ہوا [illegible] ہوا - پیدا ان کی بیگم صاحبہ کو [illegible]

ملوا بیگم [illegible] کچھ بول اٹھین - ہے مگر [illegible] افسوس سکوت

موقع دیا کہ بھوؤں کھینچ لیجاسے آنسو نکل آئے ایک آہ سرد زبان سے
انسان تھے ہندوستانی تھے علیل تھے سراسے علیل بھی -

دوسرا سماں - تختہ گلزار کھلا ہے - باغ و چمن آراستہ - گل دریاچہ
ہر تختہ پیراستہ مناسب فاصلوں سے خوشنما خوش منظر مکانات - ہوشیار
کی عمدوں - جدول پر جابجا بکار آمدگیں - بہت سے مزدور کام کاج میں مصروف
احمد اور حامد - کارفرمائی کرتے - خوش حال - بشاش - قوی توانا - دنیا
بیوپاری آتے - بات چیت کرتے - باغ کے میوے پھلوں کے
لیجاتے - نوٹ اشرفیاں ہنڈیاں دیتے - وہ سب بکس میں رکھتے
مگر اس بکس کا عجیب حال ہے - جو کچھ ایک طرف رکھو دوسری طرف
گر پڑے نیچے کا تختہ ندارد - کاغذ زر کا ٹکڑا باد کیطرح بالا ہی بالا اڑ جاتا
روپیہ اشرفی مرغی کے انڈے سے بچا تو دریا سے غلطاں کیطرح ادھر ادھر
لنڈھکتے غائب ہو جاتے -

اس سامان کو دیکھنے کے بعد آنکھ کھل گئی کہ کچھ معلوم ہوتی ہے یا خدا
جی چاہا کچھ ملے تو کھائیں پئیں - خیال گذرتا تھا کہ ایک اجنبی طرح طرح کی
نعمتیں مکلف خوان میں لایا - پیش نظر کیں اور رکھ گیا - یہ مایوس کے یا
پست کی تمہید تھی متخیلہ کی سیمیا پر بہت ہی کرشمے تماشا دیکھ کے
فرحت ہوئی وہ بھی غارت ہوئی -

ایک دوسرا پردہ اٹھا -

دونوں بھائی سکوت میں مذبذب کھڑے ہیں اونکے دو اپنے بائیں
عورتیں کراماً کاتبین کیطرح کھڑی ہیں - ایک حسین مگر تنگ حال
مشتمل - کسی قدر فاصلے سے ہلال اور مرسول لیے پکارتی ہے -

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

دوسری نہایت بدشکل - سیہ فام مگر مکلف پوشاک پہنے زر و جواہر
سے آراستہ ایک ادا کے ساتھ سنائی " نقد را بہ نسیہ گذاشتن کار خردمند
نیست " یہ دونوں پہلی کیطرف سے بہ حقارت منہ پھیر کے اوسکے ساتھ ہو

اب کے بنیا پردہ جو کھلا تو نہایت دلکش مسرت افزا سین نظر آیا۔ ایک پر فضا باغ ۔ جسکا نظارہ مقوی دل ۔ مفرح دماغ ۔ گرداگرد بہت بڑے بڑے درخت سرسبز ہرے بھرے گنجان لگے ہوے ۔ مرغان خوش الحان چہچہوں مین مشغول ۔ ایک سمت پہاڑی جسپر سے دو آبشارین ایک نقرہ ایک ...ی جاری ۔ اگر ایک کے سامنے ماہتاب پانی تو دوسرا بھی آفتاب ثانی ۔ جوہری ...ب صاف بتاتی تھی ایک بالکل چاندی کا پتر دوسری سونے کا ڈلا ۔ پانی بڑے ...شش سریلی جھنکار کے ساتھ نہرون مین گرتا تھا وہان سے گنگا جمنی جدول ...ر تختہ و چمن کے گرد ۔ گویا بہار کے دوپٹے مین سنہری روپہلی گوٹ ۔ چمن زار ...ن طرح طرح کے نظارہ فریب گل بوٹے ۔ کیاریان روشین اصول ریاضی ...ے مطابق بنین ۔ گویا ریاضی اس گلزار کی قدمبوسی مین خاک راہ بنا ہو ۔ ...کے وسط مین ثمرستان تھا ۔ دنیا کا کوئی ایسا میوہ نہ تھا جو وہان شاداب موجود نہو جس شئے پر نظر جاتی سیر ہوکے واپس آتی ۔ افراط اور فراغت خاطر کا نمونہ برستا سبزہ پامال سے لے کے سرو آزاد تک سربلندی کے نشے مین اٹھا سے سر فلک جاتا ۔ اسمین ایک بارہ دری ہے ہر طرف سے دروازے کھلے ہین ۔ ہواے خنک آرہی ہے ۔ دونون شخص کرسیون پہ بیٹھے لطف چمن اوٹھا رہے ہین ۔

ایک دفعہ ترشح شروع ہوا ۔ بجاے قطرہ آب یا تگرگ ژالہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے طلاے خالص کے (ہن) برسنے لگے ۔ انکو خیال آیا ان مین کیونکر بچاؤن کوئی کوشش نہین عادت بُری بلا ہے ۔ نابینائی یاد آئی ۔ اور یاد کے ساتھ ہی پل مارتے موجود ہوئی ۔

این یہ کیا تھا ۔ محض خیال کی نظر بندی ۔ واہمے کی صناعی ۔ وہی زندان وہی کرب ۔ وہی نابینائی ۔ وہی بے کسی وہی بے بسی ۔

تیسواں باب

جھپک جھپک کے جو چشم نصیب ہو بیدار
تھپک تھپک کے سلا دے اسے سپہر نا ہنجار

اندھیری رات۔ تاریکی کے آگے ظلمات بے نور۔ روشنی کا خیال تک کافور ہو رہا ہے۔ گھر سے گھر سے بادل ہاتھیوں کی چال گھر آئے ہیں۔ ہوا بند ہے۔ اُمس حبس سے پور پور کے پچھڑی طبیعت کلفت۔ یا شاید کسی اہم واقعے کے انتظار میں دم بخود ہے۔ ایک پنکھا قلی جھوپڑی کے آگے اوکڑوں بیٹھا پنکھے کی ڈوری کھینچ رہا ہے۔ جو ایک کمرے کی طرف سے آئی ہے۔ نیند کے جھونکے آنکھ کھولنے نہیں دیتے۔ نوکری کا کھٹکا سونے نہیں دیتا۔ فرش خاک نرم و نازک بستر سے زیادہ مرغوب۔ ٹوٹی جھوپڑی ایوان و محل سے سوا آرام دہ معلوم ہوتی ہے۔ سچ ہے دنیا سب کے واسطے ایک ہی سی یکساں ہے۔ صرف اپنی اپنی حالتوں کے اعتبار سے بے چگونگی اور تنوع محسوس ہوتا ہے۔ ایک وہ ہیں جو کلفت جھیلنا گوارا کر کے تکیوں پر بھی اس وقت کروٹیں بدلتے [illegible] سے جاگ رہے ہیں۔ اکثر اکثر بے عزتی ہوتی ہیں۔ پنکھا کھینچا جاتا ہے بدن سہلائے جاتے ہیں کہانیاں داستانیں کہی جاتی ہیں۔ اور نیند نہیں آتی۔ آنکھ لگتی تو بخوشی یہ قلی کھینچ ڈالتا۔ اور سیکڑوں اپیل لیتے دونوں کی سرگرانی جاتی اور دونوں اپنے اپنے حال میں مطمئن ہوتے۔ اتنے میں تڑاق سے ڈوری ٹوٹ گئی۔ پنکھا قلی پیچھے گرا ہی تھا کہ بایاں ہاتھ پیچھے زمین پر بے اختیار ٹیک گیا۔ چونک پڑا۔ غنودگی بھاگی۔

دل دھڑکنے لگا۔ اب یہ ڈوری کا سرا لے کے اوکڑا ہوا۔ کیا کرے۔ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے؟ مجال نہیں۔ چپ بیٹھ رہے؟ بس نہیں۔ ڈرتے ڈرتے دبے پاؤں دروازے تک گیا۔ ڈوری کھولی۔ ٹوٹا سرا اندر تھا۔ جلدی سے پچھلے پاؤں کھسکا۔

عجب مخمصے میں جان پڑی۔ کا ... معلوم ہو جاتا۔ ملازمت گئی سلسلہ خدمت منقطع۔

اسی فکر میں تھا کہ سنکی گری کھٹ سے دروازہ کھلا۔ آنکھ نے کام نہ دیا تو کانوں پر